

لیڈیز سیکرٹ سروس
لیڈیز سیکرٹ سروس
عمران سیریز
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

23

سیڈیز سیکرٹ سروس

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ہو ۔ ہے کہ پیش لفظ عمران کی مدد کے بغیر ختم ہو جائے
پ ... کے بارے میں آپ رائے دیتے کہ پیش لفظ
... جاتے ہیں ——— تاکہ آپ کے لئے کا سہارا
لے بیچارے حضرات کو مجبور کیا جا سکے۔
مجھے امید ہے کہ آپ خود اس مسئلے پر اپنی رائے دیں گے۔

والسلام
مخلص مظہر کلیم ایم اے

صفدر نے رائفل کی نال سیدھی کی اور پھر آنکھ اس پر لگی ہوئی ٹکٹکی پر جما دی۔ رائفل آہستہ آہستہ دائیں طرف گھومتی چلی گئی۔ صفدر کی انگلی ٹریگر پر جمی ہوئی تھی اور چہرے پر عجیب سنسنی پھیلی ہوئی تھی۔ پھر ایک زاویے پر اس نے رائفل روکی اور دوسرے لمحے سانس روکتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔

ٹریگر دبتے ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور فضا میں عمران کی چیخ گونج اٹھی۔ چیخ کی بازگشت سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اوپر سے نیچے تک چلی گئی ہو اور پھر کسی کے زمین پر گرنے کا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ماحول درندے کی گرجدار دھاڑ سے گونج اٹھا۔

عمران کی چیخ سنتے ہی صفدر بری طرح چونک پڑا اور اس نے پھرتی سے رائفل کی نال پر فٹ طاقتور ٹارچ روشن کر دی اور دوسرے لمحے اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ ٹارچ کی روشنی میں اس نے نیچے گرے ہوئے عمران کو اٹھتے اور ایک سیاہ رنگ کے چیتے کو اس پر جھپٹتے دیکھا اور پھر صفدر کو اور تو کچھ نہ سوجھا اس نے کسی بجلی کی سی تیزی سے مچان سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ جیسے ہی اس کے پنجوں نے زمین چھوئی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"مروا دیا تھا یار ——— اپنی رائفل میں سائیلنسر لگواؤ ——— توبہ توبہ ——— کتنا خوفناک

دھماکہ تھا"۔۔۔۔۔ عمران کی آواز صفدر کے کانوں میں پڑی جو بڑے اطمینان سے کھڑا کپڑے جھاڑ رہا تھا۔

"مم۔ مگر وہ چیتا"۔۔۔۔۔ صفدر نے پریشان لہجے میں کہا کیونکہ اس نے خود سیاہ چیتے کو عمران پر جھپٹتے دیکھا تھا۔

"چیتا۔ ارے باپ رے وہ چیتا تھا۔۔۔۔۔ میں تو سمجھا تھا کہ کوئی سیاہ رنگ کی بلی راستہ کاٹ گئی ہے"۔۔۔۔۔ عمران کی آواز میں شدید خوف عود کر آیا۔

"مگر وہ گیا کہاں"۔۔۔۔۔؟ صفدر نے ٹارچ کی روشنی میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی رائفل اٹھانے گیا ہوگا۔۔۔۔۔ خدا کرے اس کی رائفل میں سائیلنسر لگا ہوا ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔ اور صفدر کو اطمینان ہوگیا کہ درندہ عمران پر جھپٹا ضرور تھا مگر اچانک ٹارچ کی روشنی پڑنے سے وہ کنی کاٹ کر فرار ہوگیا۔

"مگر آپ چٹان سے کیوں گر گئے تھے"۔۔۔۔۔؟ صفدر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں کہاں گرا ہوں۔۔۔۔۔ تمہاری رائفل کے خوفناک دھماکے نے مجھے اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ میں تو بڑے مزے سے بیٹھا اونگھ رہا تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے بھی غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"آپ یہاں شکار کھیلنے آئے ہیں کہ اونگھنے۔۔۔۔۔ اگر خدانخواستہ میں بروقت ٹارچ نہ جلاتا تو آپ سیاہ چیتے کی جھپٹ میں آچکے تھے"۔۔۔۔۔ صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔۔۔۔۔ کیا واقعی وہ سچ مچ کا سیاہ چیتا تھا"۔۔۔۔۔؟ عمران نے

ایک بار پھر لرزتے ہوئے کہا۔

"اب آپ میری چٹان پر چل بیٹھیں۔۔۔۔۔ فائر کے ساتھ ہی جب میں نے آپ کی چیخ سنی تو یقین کیجیں میرا دل دہل گیا تھا"۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اچھا تمہی دہل گیا ہوگا۔۔۔۔۔ پھر میں کیا کروں۔۔۔۔۔ اپنے دل کا علاج کراؤ۔ ایک رائفل کے دھماکے سے دہل جاتا ہے۔۔۔۔۔ اگر ایٹم بم کا دھماکہ ہو جاتے تو پھر کیا ہوگا"؟ عمران نے درخت پر چڑھتے ہوئے کہا۔

صفدر بھی مسکراتا ہوا اوپر چڑھا اور اس بار دونوں ایک ہی چٹان پر بیٹھ گئے۔

"یار تمہارے پاس چائے والے مل جائے گی۔۔۔۔۔ بڑی طلب ہو رہی ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

صفدر نے بڑی خاموشی سے چائے سے بھرا ہوا فلاسک اٹھایا اور چائے کپ میں ڈال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ نے چائے ہی پینی تھی تو پھر اتنے خوفناک جنگل میں آنے کی کیا ضرورت تھی"۔

"یار۔۔۔۔۔ تم اب بوڑھے ہوتے جا رہے ہو۔۔۔۔۔ کیا اتنے خوفناک جنگل میں درندوں کے درمیان بیٹھ کر چائے پینے میں تمہیں کوئی لطف نہیں آتا"۔۔۔۔۔؟ عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"بالکل آتا ہے۔۔۔۔۔ مگر آپ پہلے یہی بات کہہ دیتے۔۔۔۔۔ میں خوامخواہ شکار کھیلنے کے چکر میں پڑا رہا"۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا وہ ابھی تک روٹھا ہوا تھا۔ دراصل اسے سیاہ چیتے کے زندہ سلامت نکل جانے پر افسوس ہو رہا تھا۔

"بھئی شکار تو اس لئے تمہیں کھلا رہا تھا کہ تمہارا نشانہ صحیح ہو جاتے۔۔۔۔۔ اب تم ہی بتاؤ۔ اتنے خوفناک دھماکے کے باوجود چیتا صحیح سلامت نکل گیا۔۔۔۔۔ کل کو اگر کوئی مجرم اس طرح نکل گیا تو مجھے یقیناً خودکشی کرنی پڑے گی"۔۔۔۔۔ عمران نے چائے کی دوسری

چسکی لیتے ہوئے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا اور صفدر ندامت کے مارے خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے اس کا نشانہ خطا گیا تھا ورنہ چیتا زندہ ہی نہ رہتا۔

عمران نے چائے پی کر کپ ایک طرف رکھا اور پھر درخت کے تنے سے پشت لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

صفدر بھی بڑے ڈھیلے انداز میں بیٹھا ہوا تھا کیونکہ ظاہر ہے رائفل کے اس دھماکے کے بعد ادھر کسی درندے کے آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ جنگل میں درندوں کی بھاگ دوڑ، ان کی غرائیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں، کبھی کبھی کسی بڑے درندے کی دھاڑ سے جنگل گونج اٹھتا۔

عمران نے تو چند ہی لمحوں میں خراٹے لینے شروع کر دیئے۔ حالانکہ مچان پر بڑے بڑے مچھروں کی مسلسل یلغار تھی۔ اور صفدر ان مچھروں کی وجہ سے بڑا بے چین تھا مگر عمران تو یوں اطمینان سے سویا ہوا تھا جیسے وہ اپنی خوابگاہ میں پڑا ہوا ہو۔

ابھی عمران کو سوئے ہوئے آدھا گھنٹہ گزرا تھا کہ صفدر بھی ذرا سا اونگھنے لگا مگر اچانک اس کے کانوں میں ایک نامانوس سی کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی اور وہ یکدم چونک پڑا اس نے آنکھیں پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ اب وہاں گہرا سکوت طاری تھا۔ ویسے تو جانوروں کے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں مگر جو کھڑکھڑاہٹ صفدر کے کانوں میں پڑی تھی اس سے اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کوئی انسان درخت پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ مگر جب کافی دیر تک کچھ آہٹ محسوس نہ ہوئی تو اس نے اس خیال کو وہم سمجھ کر ذہن سے نکال دیا اور پھر دوبارہ اونگھنے میں مصروف ہو گیا۔ عمران کے خراٹے مسلسل جاری تھے۔

ابھی صفدر کو اونگھتے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک اس کی ناک سے ایک نامانوس سی بو ٹکرائی اور اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کا ذہن جیسے ہی بیدار

ہوا اس نے ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں محسوس کر لیا کہ مچان پر بیہوش کر دینے والی بو پھیلی ہوئی ہے۔ اُدھر عمران کے خراٹے بھی بند ہو چکے تھے۔ صفدر نے سر جھٹک کر قریب پڑی رائفل اٹھانے کی کوشش کی مگر اسی لمحے گیس کا زبردست بھبکا اس کی ناک سے ٹکرایا اور اس کے دماغ میں اندھیرے پھیلتے چلے گئے۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ چند ہی لمحوں بعد وہ بیہوش ہو کر مچان پر گر گیا۔

پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو چند لمحوں تک وہ خالی نظروں سے اوپر دیکھتا رہا۔ مگر اسی لمحے عمران کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور اس کے حواس پوری طرح بیدار ہو گئے۔

" اٹھو بیٹھو یار ——— شکار اسی طرح کھیلا جاتا ہے کہ مچان پر مزے سے سوتے رہو ——— میں نے تم سے زیادہ سست اور کاہل شکاری آج تک نہیں دیکھا " ——— عمران کے لہجے میں شوخی تھی۔

صفدر نے ہوش میں آتے ہی حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہ ایک ایسے کمرے میں موجود تھا جسے سنگین اور بے ڈھب پتھروں سے بنایا گیا تھا اور اس میں نہ ہی کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ کمرہ چاروں طرف سے بند تھا۔

" یہ ہم کہاں آ گئے ——— ؟ " صفدر نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" جب شکاری سست ہو جائیں تو پھر شکار کو تیز ہونا پڑتا ہے۔ لہذا ہمیں شکار کر لیا گیا ہے " ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔ وہ اٹھ کر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا۔

صفدر نے دیکھا کہ ان کا تمام سامان غائب تھا۔ حتیٰ کہ ان کی جیبوں میں موجود ریوالور تک غائب تھے۔

" مگر عمران صاحب ——— آپ تو تفریح کے لئے یہاں آئے تھے ——— پھر یہ کیا ہو گیا ہے " ——— صفدر نے تشویش انگیز لہجے میں پوچھا۔

" بھئی جیسا دیس ویسا بھیس ـــــ ہو سکتا ہے اس ملک کی تفریح کا یہی انداز ہو۔"
عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا اور صفدر سمجھ گیا کہ عمران اس سے کچھ چھپا رہا ہے۔
آج سے ایک ہفتہ قبل عمران نے صفدر کے سامنے یہ تجویز رکھی تھی کہ کام کرتے ہوئے بڑا عرصہ گزر چکا ہے اور انہوں نے کوئی تفریح نہیں کی۔ اس لئے کیوں نہ شکار کھیلا جائے صفدر کو ایسا موقع اللہ دے۔
صفدر نے تجویز پیش کی کہ پوری ٹیم شکار کھیلے۔ مگر عمران نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ اس نے ایکسٹو سے اس بات کی اجازت چاہی تھی مگر اس نے یکسر انکار کر دیا۔ بڑی مشکل سے صرف صفدر کی اجازت مل سکی۔
" ٹھیک ہے ـــــ مگر شکار کونسے جنگل میں کھیلا جائے گا" ـــــ؟ صفدر نے پوچھا۔
عمران نے ایک دوست ملک میں موجود مشہور عالم جنگل کا نام پیش کر دیا۔
" مگر عمران صاحب! ـــــ اتنی دور جانے کی کیا ضرورت ہے اپنے ملک میں بھی تو جنگل موجود ہیں" ـــــ صفدر نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔
" ارے اس سلسلے میں میری یہ کمزوری ہے کہ تفریح کرو تو بھرپور انداز میں کرو ـــــ اور تم جانتے ہو کہ ایمیزن کا جنگل شکار کے لئے کتنا مشہور ہے" ـــــ عمران نے دلیل دیتے ہوئے کہا اور ظاہر ہے صفدر کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے آج تک یہ ملک نہیں دیکھا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ تفریح کے ساتھ ساتھ نئے ملک کی سیر بھی ہو جائے گی چنانچہ پروگرام بن گیا اور وہ دو دن ہوتے اس ملک میں پہنچ گئے۔
یہاں پہنچنے کے بعد دو دن تک عمران سارا سارا دن غائب رہتا۔ بہانہ یہ تھا کہ وہ شکار کھیلنے کا اجازت نامہ اور ضروری سامان کا انتظام کرتا رہا۔ ادھر صفدر نے یہ دو دن تفریح اور سیر سپاٹے میں گزار دیئے۔

آج شام وہ دونوں اس جنگل میں داخل ہوئے اور پھر عمران کے کہنے پر ہی مچانیں بنائی گئیں اور وہ دونوں مچانوں پر بیٹھ گئے۔ پھر صفدر نے سیاہ چیتے پر فائر کیا جس کے نتیجے میں عمران گر گیا اور چیتا صاف بچ کر نکل گیا۔ پھر عمران اس کی مچان پر آ گیا اور آخر کار ان کی آنکھ اس کمرے میں کھلی۔

اب صفدر بچہ تو نہیں تھا کہ عمران کی بات پر ٹل جاتا۔ وہ سمجھ گیا کہ تفریح اور شکار تو صرف ایک بہانہ تھا۔ اصل چکر کسی کیس کا ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں مچان پر بیہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے۔

ابھی صفدر یہی سب کچھ سوچنے میں مصروف تھا کہ کمرے کی ایک دیوار ایک زوردار گڑگڑاہٹ کے ساتھ کسی دروازے کی طرح کھلتی چلی گئی اور عمران اور صفدر چونک کر اُدھر دیکھنے لگے۔

دیوار ایک طرف ہٹتے ہی انہوں نے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی کو دیکھا جس نے تمام جسم پر سیاہ اور چست لباس پہنا ہوا تھا۔ صرف اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا اور اس کے ہاتھوں میں سٹین گن تھی۔ وہ دیوار کے ہٹ جانے سے بننے والے خلا میں کھڑی تھی۔ شائد وہ ان دونوں کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔

" آیئے آیئے محترمہ ۔۔۔۔ تشریف لے آیئے اور ہمیں شرفِ میزبانی بخشیئے ۔۔۔۔"
عمران نے باقاعدہ جھک کر لکھنوی انداز میں کہا۔ مگر لڑکی کے سپاٹ چہرے پر کوئی تاثر پیدا نہ ہوا۔

" تم ہوش میں آ گئے ہو ۔۔۔۔؟ لڑکی نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

" ابھی آپ کو دیکھنے کے بعد کون ہوش میں رہ سکتا ہے ۔۔۔۔ اللہ اللہ یہ حسن ۔۔۔۔ یہ ادا ۔۔۔ اور پھر اس پر یہ چست لباس ۔۔۔۔ واہ واہ ۔۔۔ طبیعت خوش کر دی ہے آپ کی آمد نے "۔۔۔۔ عمران نے ڈھیٹ عاشقوں کے سے انداز میں کہا۔

"تمہیں باس نے بلایا ہے ——— اٹھو اور چلو ——— مگر یاد رکھنا کہ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو پہلی گولی ہی دل پر پڑے گی" ——— لڑکی نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے دل اب باقی ہی کہاں رہا ——— وہ تو تمہیں دیکھتے ہی راہِ فرار اختیار کر گیا ہے ——— اب تو میں بے دل ہوں ——— کیوں صفدر یار! ——— تم بھی تو کچھ بولو۔ کیا منہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھے ہو" ——— عمران کا لہجہ بدستور عاشقانہ اور لاپرواہی لئے ہوئے تھا۔

"میں کیا بولوں ——— آپ نے کوئی کسر چھوڑ رکھی ہو تو کہوں" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم دونوں کو میں ایک سیکنڈ دیتی ہوں کہ تم اٹھ کر چل پڑو ورنہ ——— لڑکی نے سٹین گن کا رخ ان کی طرف کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ارے راستے میں تو تم کھڑی ہو ——— ہم جائیں کدھر سے ——— اور حسن کے قریب سے گزرنا ایک عاشق کے لئے ناممکن ہے وہ تو آتشِ حسن سے ہی جل کر خاک ہو جائے گا۔ اس لئے محترمہ! اگر تم ہمیں اپنے باس تک زندہ سلامت پہنچانا چاہتی ہو تو راستے سے ہٹ جاؤ" ——— عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اور لڑکی تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹی اور باہر بنی ہوئی راہداری کی سائیڈ میں ہو گئی۔

"آؤ صفدر! ——— اس کے باس سے بھی ملاقات کر لیں ——— مگر دیکھو یار ——— اب یہاں تم ہی میرے بڑے ہو۔ اس لئے باس سے میرے رشتے کی بات ضرور کرنا" ——— عمران نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی خلا کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے تھا۔

راہداری میں پہنچ کر لڑکی نے انہیں بائیں طرف چلنے کے لئے کہا اور وہ دونوں اس کی ہدایت کے مطابق ادھر چل پڑے۔ طویل راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا۔

جس کے پٹ فولاد کے بنے ہوئے تھے اور دروازے کے باہر بھی سیاہ لباس میں ملبوس ایک نوجوان لڑکی ہاتھ میں سٹین گن پکڑے پہرے پر موجود تھی۔ اس نے ان دونوں کو آتے دیکھ کر دروازہ کھول دیا۔ اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک بہت بڑا ہال تھا جس کے آخری کونے میں ایک خوبصورت اور آرام دہ کرسی پڑی ہوئی تھی۔ کرسی پر ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی نیلے رنگ کا سکرٹ پہنے لیٹنے کے انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔

ہال میں پانچ سٹین گن بردار لڑکیاں مختلف کونوں میں چوکنے انداز میں کھڑی تھیں۔

عمران اور صفدر جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے۔ کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کا چہرہ تو بدستور سپاٹ رہا البتہ آنکھوں میں دلچسپی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"انہیں سامنے والی دیوار کے ساتھ کھڑا کر دو"۔۔۔۔ کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی کی مترنم آواز کمرے میں گونجی۔

"یس باس"۔۔۔۔ ان کے پیچھے آنے والی لڑکی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا اور انہیں اشارے سے دیوار کے ساتھ کھڑے ہونے کے لئے کہا۔

"بہت خوب ۔۔۔ تو تم ان حسیناؤں کی باس ہو ۔۔۔ واقعی باس بننے کے قابل بھی ہو ۔۔۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے گزشتہ عالمی مقابلہ حسن میں تم ہی ملکہ حسن منتخب ہوئی تھیں"۔۔۔۔ عمران نے دیوار کے ساتھ پشت لگاتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کو گولی مار دو ۔۔۔۔ میں زیادہ بولنے والوں کو برداشت نہیں کر سکتی"۔۔۔ باس نے بڑے سپاٹ لہجے میں ہال میں کھڑی لڑکیوں سے کہا اور خود دوبارہ اسی طرح کرسی پر تقریباً لیٹ سی گئی۔

باس کا حکم ملتے ہی ہال میں موجود تمام لڑکیوں کی مشین گنوں کا رخ مشینی انداز میں عمران اور صفدر کی طرف ہو گیا۔

" ارے ارے ٹھہرو — چلو وعدہ رہا۔ میں نہیں بولوں گا — صرف آنکھوں سے باتیں کروں گا — اور پھر تمہاری بات بھی ٹھیک ہے۔ رعب حسن سے زبان تو گنگ ہو ہی جاتی ہے" — عمران نے بڑے خوفزدہ انداز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر انہیں روکتے ہوئے کہا۔

باس ایک لمحے کے لئے مسکرائی۔ پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے دوسری لڑکیوں کو فائر کرنے سے روک دیا۔

تم دونوں اپنے نام بتاؤ اور اس جنگل میں اپنی آمد کا مقصد بتاؤ — سنو — میں کوئی غلط بات نہیں سننا چاہتی" — باس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" میرا نام علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) ہے — اور یہ میرا یار صفدر ہے۔ ہم دونوں پاکیشیا کے باشندے ہیں اور کاروبار سے اکتا کر یہاں شکار کھیلنے آتے تھے" — عمران نے اس بار بڑی شرافت سے سب کچھ سچ سچ بتا دیا۔

" ہوں — تم نے اب تک سچ بولا ہے اس لئے دوسرے سوال کی نوبت آ گئی ورنہ" — باس نے پہلی بار کھل کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے تم لاکھ سوال کرو — میں یقیناً" ہر دکھاوے میں پاس ہو جاؤں گا اور پھر ظاہر ہے شادی — " عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا مگر شادی کا لفظ کہتے ہی اس نے شرما کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس کا پورا جسم بل کھا گیا تھا۔

" تم یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف مسٹر لوگارڈو سے کیوں ملے تھے — ؟" باس نے براہ راست عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"بوگارڈو ـــــ وہ کون ہے ـــــ کیا یہ کسی شکاری کتے کا نام ہے ـــــ؟ عمران کے لہجے میں شدید حیرت کے تاثر نمایاں تھے۔

"گولی مار دو" ـــــ باس نے اس کا جواب سنتے ہی سپاٹ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔

مسلح لڑکیوں کی سٹین گنیں دوبارہ ان کی طرف اٹھ گئیں۔

"ارے تم تو بہت زود رنج ہو ـــــ نہ صرف حسن آتش فشاں ہو بلکہ خود بھی کچھ کم نہیں ہو ـــــ میں بتاتا ہوں ـــــ مسٹر بوگارڈو میرے والد کے بہت قریبی دوست ہیں میرے والد نے ان کے نام ایک رقعہ دیا تھا میں وہ رقعہ پہنچانے گیا تھا" ـــــ عمران نے جلدی سے جواب دیا۔

باس ایک بار پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"کیا تم جانتے ہو کہ مسٹر بوگارڈو سیکرٹ سروس کے چیف ہیں ـــــ؟" باس نے پوچھا۔

"ہاں ـــــ میرے والد نے مجھے بتایا تھا" ـــــ عمران نے اس بار مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے والد کیا کام کرتے ہیں" ـــــ؟ باس نے پوچھا۔

"وہ پاکیشیا انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں ـــــ مگر میں ان کا اکلوتا بیٹا بھی ہوں اور نا خلف بھی" ـــــ عمران نے ساتھ ہی ٹکڑا لگا دیا۔

"تمہارا اس ملک میں آنے کا مقصد کیا تھا" ـــــ؟ باس نے پوچھا۔

"یقین کرو صرف تفریح اور شکار" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"تم اپنے ملک میں کیا کام کرتے ہو" ـــــ؟ باس نے پوچھا۔

"آوارہ گردی ـــــ اور انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بلیک میل کر کے اس سے گزارے

کے لئے رقم حاصل کرتا ہوں" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" مگر ہمیں تمہارے متعلق یہ رپورٹ ملی ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے رہے ہو" ____ باس نے پہلی بار اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

" اور یہ بھی اطلاع یقیناً ملی ہو گی کہ میں ازلی کنوارہ ہوں ____ اگر رحم کھاؤ تو میری شادی کرادو ____ میں تمام عمر احسان مند رہوں گا" ____ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

" میرے سوال کا جواب دو ____ اس بار میں فائرنگ نہیں روکوں گی" ____ باس نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تمہیں بتایا تو ہے ____ میں پیشہ کے لحاظ سے بلیک میلر ہوں اس سیکرٹ سروس کا چیف کبھی کبھی معقول معاوضے پر مجھ سے کام لے لیتا ہے اور بس" ____ عمران نے جواب دیا۔

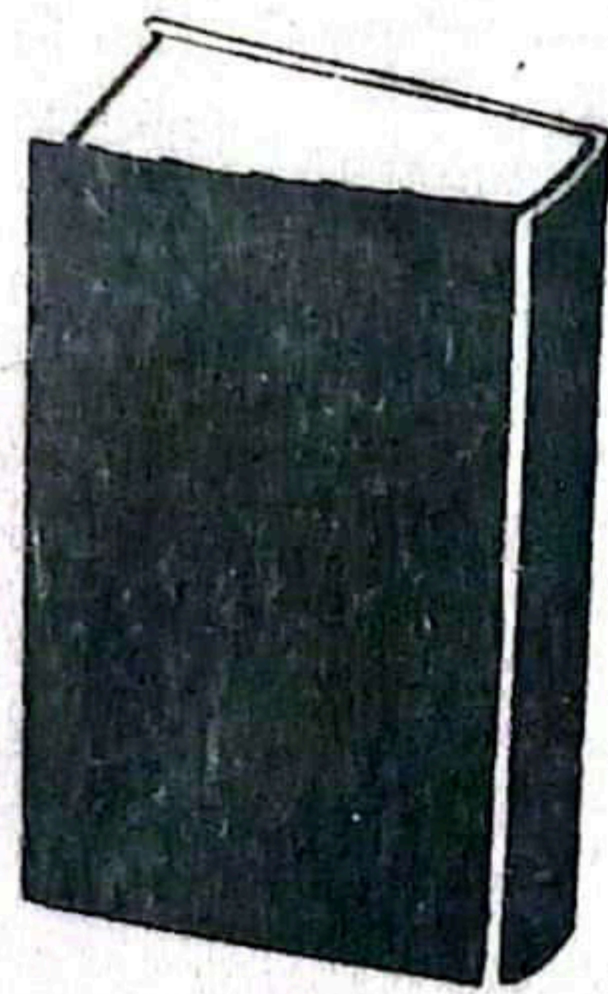
" سنو عمران ____ اب میں تمہیں کھل کر یہ بات بتا دوں کہ تم جیسے ہی اس ملک میں داخل ہوئے تھے ہمیں اطلاع مل گئی تھی ____ ہم نے چھان بین کرائی تو ہمیں معلوم ہوا کہ تم انتہائی خطرناک آدمی ہو۔ یقیناً تمہیں بوگارڈو نے اپنی مدد کے لئے خصوصی طور پر بلایا ہو گا ____ چنانچہ ہم نے تمہیں اغوا کرالیا اور ہم اپنے مشن میں معمولی سا خطرہ لینے کے بھی قائل نہیں اس لئے تمہاری موت یقینی ہے" ____ باس نے پہلی بار کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

" تو مت لو خطرہ ____ میں اس ملک سے ہی چلا جاتا ہوں ____ تم چین کی بانسری بجاؤ مجھے اس ملک سے کیا لینا" ____ عمران نے بدستور لاپرواہی سے کہا۔

" نہیں ____ اب تم زندہ واپس نہیں جا سکتے ____ یہ ناممکن ہے" ____ باس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" تو پھر میرے ساتھ شادی کر لو ____ سب خطرہ دور ہو جائے گا ____ اور یقین کرو میں تمام عمر تمہارے پاؤں دھو دھو کر پیتا رہوں گا" ____ عمران نے خالصتاً عاشقانہ لہجے

میں کہا۔
" ان دونوں کو گولی مار دی جائے ــــــ اور ان کی لاشیں واپس جنگل میں پھینکوا دی جائیں
اس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سٹینگنیں ایک بار پھر ان کی طرف اٹھ گئیں۔
" معافی کی کوئی گنجائش نہیں ــــــ ؟ عمران کا لہجہ اچانک سنجیدہ ہو گیا۔ اس کا
لہجہ بدلتے ہی صفدر بھی چوکنا ہو گیا۔ کیونکہ وہ عمران کی فطرت سمجھتا تھا۔ اسے یقین ہو گیا
تھا کہ عمران کچھ کرنے کے موڈ میں آگیا ہے۔ چنانچہ وہ بھی چوکنا ہو گیا۔
" نہیں ــ بالکل نہیں" ــــــ لڑکی نے اسی طرح لاپرواہی سے جواب دیا اور پھر
مسلح لڑکیوں سے مخاطب ہو کر " فائر" ــــــ کہا۔
اس کا حکم ملتے ہی لڑکیوں کی انگلیاں تیزی سے ٹریگروں پر دبتی چلی گئیں اور دونوں
اطراف سے گولیوں کی بوچھاڑ عین اس جگہ پڑی جہاں صفدر اور عمران موجود تھے۔



سر سلطان دفتر میں بیٹھے کام میں مصروف تھے کہ قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی
گھنٹی بج اٹھی۔ انہوں نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔ دوسری
طرف سے ان کے پی۔ اے کی آواز ابھری۔
" سر! ــــ ایمزن سے کسی مسٹر بوگارڈو کی کال ہے ــــ ایمرجنسی لائن پر"۔
" اوہ ــــ فوراً ملاؤ" ــــــ سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی
کلک کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور پر ایک بھاری مردانہ آواز گونج اٹھی۔

"سر سلطان! ۔۔۔ میں بوگارڈو بول رہا ہوں"۔

"یس مسٹر بوگارڈو ۔۔۔ کیا بات ہے خیریت ہے" ۔۔۔ ؟ سر سلطان نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان! ۔۔۔ آپ کی حکومت نے جن دو ایجنٹوں کو بھیجا تھا وہ گزشتہ دو دنوں سے غائب ہیں ۔۔۔ ہم نے انہیں بہت تلاش کیا ہے مگر ان کا پتہ ہی نہیں چل سکا"۔ بوگارڈو کے لہجے میں تشویش کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"تو اس میں تشویش کی کیا بات ہے مسٹر بوگارڈو ۔۔۔ وہ دونوں یقیناً اپنے کام میں مصروف ہوں گے" ۔۔۔ سر سلطان نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں سر سلطان ۔۔۔ حالات اس کے برعکس ہیں ۔۔۔ وہ دونوں شکار کھیلنے جنگل میں داخل ہوئے تھے ۔۔۔ میرے آدمی ان کی مسلسل نگرانی کر رہے تھے ۔۔۔ پھر انہیں سینتھک گیس سے بے ہوش کر کے مچانوں پر سے اغوا کر لیا گیا ۔۔۔ میرے آدمیوں نے ان کا تعاقب کیا اور پھر ہم دشمن ایجنٹوں کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ گئے وہاں ہم نے ان سب کو گرفتار کر لیا مگر آپ کے دونوں آدمی غائب تھے اور اب تک نہیں مل سکے" ۔۔۔ بوگارڈو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ نے ہمارے آدمیوں کو چارے کے طور پر استعمال کیا ہے" ۔۔۔ سر سلطان کے لہجے میں غصے کا عنصر نمایاں ہو گیا تھا۔

"ہاں ۔۔۔ ہماری سکیم یہی تھی ۔۔۔ ہمیں دشمنوں کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ نہیں چل رہا تھا چنانچہ ہم نے یہ سکیم تیار کی اور آپ کے ملک سے اپنے ایجنٹ بھیجنے کی درخواست کی۔ ان ایجنٹوں کے وہاں پہنچنے کی خاص پبلسٹی کی گئی۔ چنانچہ وہ دونوں دشمن ایجنٹوں کی نظروں میں آ گئے اور ہماری سکیم کے عین مطابق انہیں اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر میں لے جایا گیا۔ اس طرح ہم ان کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے مگر آپ کے دونوں آدمی

ہیں وہاں نہیں ملے ___ کیس تو ختم ہو گیا مگر اب مجھے آپ کے دونوں آدمیوں کا فکر ہے۔ میں نے انہیں تلاش کرانے کی بے حد کوشش کی ہے مگر بے سود۔ اس لئے میں نے سوچا کہ کہیں وہ خفیہ طور پر واپس اپنے ملک نہ چلے گئے ہوں۔ میرے فون کرنے کا مقصد بھی یہی تھا" ___ لوگارڈو نے جواب دیا۔

"مسٹر لوگارڈو! ___ مجھے افسوس ہے کہ آپ کی حکومت نے ہماری حکومت سے دھوکا کیا ہے۔ اس طرح ہمارے دو ذہین ترین ایجنٹوں کو چارے کے طور پر استعمال نہیں کیا جانا چاہیئے تھا۔ اگر تم انہیں اپنے طور پر کام کرنے دیتے تو وہ یقیناً آپ کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوتے۔ بہرحال اس سلسلے میں آپ کی حکومت سے سرکاری سطح پر احتجاج کیا جائے گا۔ آپ کی حکومت ہمارے ایجنٹوں کو واپس کرنے کی پابند ہے" ___ سر سلطان کے لہجے میں شدید ناراضگی تھی۔

"ہمیں افسوس ہے سر سلطان کہ آپ کو ہماری تجویز پسند نہیں آئی ___ بہرحال یقین رکھیں اس تجویز کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے آپ کے ایجنٹوں کی مکمل حفاظت بابت بھی سوچا تھا اور یہ بھی کہ یہ تجویز میرے ذہن کی پیداوار تھی۔ میری حکومت اس کا قطعی علم نہیں تھا ___ بہرحال میں شرمندہ ہوں کہ آپ کے آدمیوں کی بخوبی حفاظت نہ کر سکا۔ اگر وہ واپس نہیں پہنچے تو آپ یقین رکھیں کہ ہم انہیں تلاش کر کے زندہ سلامت واپس بھجوا دیں گے ___ آپ بے فکر رہیں" ___ لوگارڈو معذرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے آدمیوں کا فکر نہ کریں ___ وہ اپنی حفاظت خود کرنا جانتے ہیں۔ آپ کا کیس ختم ہو گیا ___ یہی کافی ہے ___ میری حکومت کی طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں" ___ سر سلطان کے لہجے میں شدید طنز تھا۔

"شکریہ سر سلطان ___ ہماری حکومت ہمیشہ آپ کی احسان مند رہے گی۔ بہرحال

یہ میرا فرض ہے کہ میں آپ کے آدمیوں کو تلاش کر کے بحفاظت واپس پہنچا دوں
میری کوششیں اس سلسلے میں جاری ہیں اور اس وقت تک جاری رہیں گی جب
وہ دونوں مل نہیں جاتے ــــ البتہ میری یہ درخواست ہے کہ اگر آپ کے
واپس آپ تک بغیر میری اطلاع کے پہنچ جائیں تو آپ مجھے اطلاع ضرور کریں
مزید دردسری سے بچ جاؤں ــــ او۔ کے گڈ بائی" ــــ دوسری طرف سے
کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

سر سلطان نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا مگر ان کے چہرے پر شکنوں
پھیلا ہوا تھا۔

عمران اور صفدر کی اچانک گمشدگی حیرت انگیز تھی۔ انہیں معلوم تھا کہ عمران
ضائع کرنے کا عادی نہیں ہے۔ اگر واقعی کیس ختم ہو چکا ہوتا تو وہ پہلی فر
میں واپس آجاتا یا ان سے رابطہ قائم کرتا اور اگر ایسا نہیں ہوا تو اس کی دو
ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ کیس ابھی تک ختم نہیں ہوا ہو گا۔ بوگارڈو کو غلط فہم
ہو گی اس لئے عمران بدستور کام کر رہا ہو گا۔ اور دوسری صورت یہ بھی ہو سک
کہ عمران اور صفدر اس حملے میں ختم ہو چکے ہوں اور بوگارڈو نے خوامخواہ ان کی گم
کا سٹنٹ بنا کر انہیں بہلانے کی کوشش کی ہے ــــ دوسری صورت گو سر سلطا
کچھ جچ نہیں رہی تھی کیونکہ ان کی نظر میں عمران اتنا تر لقمہ نہیں تھا مگر وہ سوچتے
ہو سکتا ہے ایسا ہوا ہو۔ کیونکہ بہرحال عمران انسان ہے۔

اچانک ایک اور خیال سر سلطان کے ذہن میں آیا اور وہ چونک پڑے انہیں
خیال آیا کہ یہ بات بھی ممکن ہے کہ بوگارڈو خود ہی دشمن ایجنٹوں سے مل گیا ہو
اس طرح اس نے اپنی حکومت کو یہ تاثر دیا ہو کہ کیس ختم ہو گیا ہے۔ تاکہ عمران
صفدر سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکے۔

بہرحال کافی سوچ بچار کرنے کے باوجود سرسلطان کسی واضح نتیجے تک نہ پہنچ
آخرانہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دل ہی دل میں ایک فیصلہ کیا اور
ٹیلیفون اٹھا کر پی اے سے ایکسٹو کے نمبر ملانے کا حکم دیا۔ چند ہی لمحوں بعد پی۔ اے
نمبر مل جانے کی اطلاع دی اور سرسلطان نے ٹک کی آواز سنتے ہی بات چیت
شروع کر دیا۔ انہیں اطمینان تھا کہ پی اے ان کی گفتگو نہیں سن سکتا کیونکہ ان کے
ٹیلیفون کا سسٹم ہی ایسا تھا کہ براہ راست رابطہ قائم ہونے کے بعد پی۔ اے کا فون
اس وقت تک مردہ ہو جاتا تھا جب تک سرسلطان رسیور واپس کریڈل پر نہ رکھ دیں
ایسا سیکورٹی کے تحت کیا گیا تھا تاکہ پی اے کے کانوں میں کوئی اہم راز نہ پڑ جائے
"سرسلطان سپیکنگ" ___ سرسلطان نے رابطہ قائم ہوتے ہی اپنے مخصوص
انداز میں کہا۔
"بلیک زیرو بول رہا ہوں جناب!" ___ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز
سنائی دی۔
"بلیک زیرو! ___ عمران نے ایزن جانے کے بعد تم سے رابطہ قائم تو نہیں
کیا" ___؟ سرسلطان نے پوچھا۔
"نہیں جناب! ___ کیوں کوئی خاص بات ہو گئی ہے" ___ بلیک زیرو نے
ٹھٹکتے ہوئے پوچھا۔
سرسلطان نے بوگارڈ کے ساتھ بات چیت اور اپنی سوچ پوری تفصیل سے
اسے بتاتے ہوئے کہا۔
"اب تم کہو ___ تمہارا کیا خیال ہے ___؟"
"سر ___ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ حالات الجھ چکے ہیں ___ ہو سکتا ہے کہ
آپ کا آخری نظریہ درست ہو" ___ بلیک زیرو نے کچھ لمحے کے توقف کے بعد

جواب دیا۔

"ہاں ـــــ ایسا ہو سکتا ہے ـــــ اور اگر ایسا ہوا اور بعد میں حالات مختلف ہو گئے تو ہمیں سرکاری سطح پر ایزن کی حکومت سے شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ اس لئے میں نے سوچا ہے کہ تم اپنی ٹیم سمیت خفیہ طور پر ایزن چلے جاؤ اور اس بات کی تحقیقات کرو کہ اصل چکر کیا ہے" ـــــ سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــــ میں چلا جاتا ہوں ـــــ ویسے بھی آجکل فراغت ہے ـــــ" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ یہی بہتر ہے ـــــ اس طرح کم سے کم ہمیں پوری تسلی ہو جائے گی" ـــــ سر سلطان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بہتر ہے جناب! ـــــ آپ کا فیصلہ درست ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ اپنی روانگی کے وقت سے مجھے مطلع کر دینا تاکہ میں صدر مملکت کو رپورٹ دے سکوں" ـــــ سر سلطان نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

سر سلطان کو اب اطمینان ہو گیا تھا کہ جلد ہی اصل حالات سامنے آجائیں گے۔ چنانچہ وہ دوبارہ ضخیم فائلوں میں گم ہو گئے۔



مسلح لڑکیوں کی سٹین گنوں سے فائرنگ ضرور ہوئی۔ مگر صفدر اور عمران دونوں پہلے سے چوکنے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے وہ اتنی آسانی سے مار کھانے والے کہاں تھے۔ جیسے ہی باس نے فائر کا حکم دیا وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلے اور پھر جس وقت گولیاں اپنے نشانے پر پڑیں وہ دونوں یہ جگہ چھوڑ رہے تھے عمران کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا سیدھا اس کرسی پر جا گرا جس پر وہ خوبصورت سی باس اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائے اور پھر کرسی سمیت دوسری طرف جا گرے۔ دونوں ملے ہی اچھلنے کی پھرتی دکھائی مگر عمران جانتا تھا کہ اگر اس سے ایک لمحے کی بھی چوک ہو گئی تو پھر سٹین گنوں کی گولیوں سے اسے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ چنانچہ نیچے گرتے ہی اس نے تیزی سے قلابازی کھائی اور پھر جب وہ کھڑا ہوا تو حسین باس اس کے بازوؤں میں دبی ہوئی تھی۔ عمران کا ایک ہاتھ اس کی گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں تھا۔ اب ظاہر ہے وہ گولیوں کی بوچھاڑ سے محفوظ تھا۔ مسلح لڑکیاں اپنے باس پر گولیاں چلانے کی کبھی حماقت نہ کرتیں۔

ادھر صفدر نے مختلف راستہ اختیار کیا۔ اس نے چھلانگ لگائی اور ہال کے سنٹر میں پہنچتے ہی جیسے ہی اس کے پنجے زمین سے ٹکرائے اس کا جسم ایک بار پھر سپرنگ کی طرح اچھلا اور اس بار اس کی منزل دائیں طرف کھڑی ہوئی آخری مسلح لڑکی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سنبھلتی۔ سٹین گن اس کے ہاتھوں سے نکلتی چلی گئی اور صفدر سٹین گن سنبھالے اس کے پیچھے پہنچ چکا تھا۔

ان دونوں نے اس قدر حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا کہ لڑکیاں صرف پلکیں جھپکاتی رہ گئیں۔

"سٹین گنیں نیچے پھینک کر ہاتھ اوپر ہاتھ اٹھا دو ـــــ ورنہ سب کو بھون کر رکھ دوں گا" ـــــ صفدر نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"ارے صفدر ـــــ اپنے لئے ایک آدھ بچا لینا ـــــ میرے لئے تو یہ کافی ہے"

عمران نے ہال کے دوسرے کونے سے ہانک لگائی۔
مگر صفدر نے اس کی طرف نہیں دیکھا اس کی نظریں مسلح لڑکیوں پر جمی ہوئی تھیں
اُسے معلوم تھا کہ اس کی ایک لمحے کی غفلت بالنسہ پلٹ سکتی ہے۔
لڑکیوں نے سٹین گنیں پھینک کر ہاتھ اٹھا لئے۔
"ایک طرف ہٹ کر دیوار کے ساتھ کھڑی ہو جاؤ ــــــ خبردار اگر کسی نے کوئی
حرکت کی تو ــــــ" صفدر نے ایک بار پھر پھنکارتے ہوئے کہا۔
لڑکیوں نے بے چوں چرا صفدر کے احکام کی تعمیل کی۔
صفدر نے آگے بڑھ کر پیر کی ٹھوکروں سے تمام سٹین گنیں ہال کے دوسرے
کونے کی طرف پھینک دیں اور پھر ایک کونے میں سٹین گن لئے کھڑا ہو گیا۔ اب وہ
سب کو آسانی سے کور کر سکتا تھا۔
ادھر باس ابھی تک عمران کی گرفت میں کسمسا رہی تھی مگر ظاہر ہے عمران کی گرفت
سے نکلنا اس کے بس کا روگ نہ تھا۔ چنانچہ چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد اس نے
جسم ڈھیلا چھوڑ دیا۔
"اب بولو باس صاحبہ! ــــــ مجھ سے شادی کرنے پر تیار ہو یا نہیں ــــــ"
عمران نے اس کی گردن میں لپٹے ہوئے بازو کو ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔
مگر اس سے پہلے کہ باس کوئی جواب دیتی۔ باہر سے بے تحاشہ فائرنگ کی آوازیں
سنائی دیں۔ یوں لگتا تھا جیسے دو پارٹیاں آپس میں الجھ گئی ہوں۔
صفدر اور عمران دونوں چوکنا ہو گئے۔ صفدر تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کی
اوٹ میں ہو گیا۔ عمران باس کے جسم کو دبائے کرسی کی آڑ میں دبک گیا۔
اُسی لمحے ہال کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی ہاتھوں
میں شین گن پکڑے اچھل کر اندر آ گیا۔ اس کے پیچھے تین چار اور مسلح آدمی بھی اندر آ گئے۔

"ہینڈز اپ ـــــ خبردار اگر حرکت کی" ـــــ اچانک صفدر نے دروازے کی آڑ سے نکلتے ہوئے کہا۔

"مسٹر بوگارڈو آپ" ـــــ اس سے پہلے کہ نو وارد ہاتھ اٹھاتے۔ عمران نے کرسی کے پیچھے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ باس ابھی تک اس کی گرفت میں تھی۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ شائد نادانستگی میں عمران کی گرفت سخت ہو گئی تھی۔

"ارے مسٹر عمران آپ ـــــ پھر یقیناً ہمارے پیچھے بھی آپ کا ہی ساتھی ہوگا"۔ بوگارڈو نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــــ صفدر تم فکر نہ کرو۔ یہ اپنے ہی آدمی ہیں" ـــــ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا جو ابھی تک پوری مستعدی سے ان کی پشت پر سٹین گن تانے کھڑا تھا۔

عمران کی بات سنکر صفدر کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

"بجونارڈ ـــــ ان لڑکیوں کو لے جاؤ" ـــــ بوگارڈو نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور سب مسلح آدمیوں نے آگے بڑھ کر ان لڑکیوں کو گھیرے میں لے لیا۔

"مگر میں اپنے حصے کی نہیں دونگا مسٹر بوگارڈو" ـــــ عمران نے باس کو آگے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ اور لڑکی چند قدم لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر سنبھل کر کھڑی ہو گئی۔

"نہیں مسٹر عمران! ـــــ یہ میرے ملک کی مجرم ہے اس لئے یہ تمہیں نہیں مل سکتی۔ اس کے بدلے میں اگر کہو تو میں تمہیں سینکڑوں لڑکیاں دے سکتا ہوں" ـــــ بوگارڈو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ فتح کی خوشی سے کھلا ہوا تھا۔

"ارے باپ رے ـــــ سینکڑوں ـــــ میں نے کسی عرب شیخ کی طرح حرم تو نہیں بنانا ـــــ پھر میری کھوپڑی میں اتنی قوتِ برداشت نہیں ہے کہ سینکڑوں

پھیلوں کے وار سنبھال سکے ـــــ نہ بابا میں باز آیا" ــــ عمران نے منہ لبسورتے
ہوئے کہا اور لبوگارڈو مسکرا پڑا۔
لبوگارڈو کے ساتھی باس لڑکی کو بھی اپنے ہمراہ ہال سے باہر لے گئے تھے
اب ہال میں عمران، صفدر اور لبوگارڈو رہ گئے تھے۔
" مگر آپ یہاں پہنچ کیسے گئے" ــــ اچانک عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
" اوہ ـــ یہ کوئی بڑی بات نہیں ـــ میرے آدمیوں نے آپ کی مکمل نگرانی کی
جس کے نتیجے میں ہم یہاں پہنچ گئے ـــ بس مجھے فکر صرف یہ تھی کہ آپ کو کوئی نقصان
نہ پہنچے کیونکہ یہ لڑکیاں گولی پہلے مارتی ہیں اور بات بعد میں کرتی ہیں" ــــ لبوگارڈو
نے جواب دیا۔
" ارے نہیں ــــ آپ کو غلط رپورٹ ملی ہے ــــ یہ بیچاریاں تو بہت سیدھی
سادھی اور گھریلو قسم کی لڑکیاں ہیں ــــ انہوں نے ہماری بڑی خاطر مدارت کی"
عمران نے لاپرواہی سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔
" اچھا خیر ــــ مجھے خوشی ہے کہ آپ کی وجہ سے ہمارا ایک بہت بڑا دردسر ختم
ہو گیا ــــ آیئے چلیں" ــــ لبوگارڈو نے ہنستے ہوئے کہا۔
اور پھر وہ تینوں ہال سے باہر آ گئے۔ راہداری سے گزر کر وہ ایک موڑ مڑے
اور پھر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر چلے گئے۔ اوپر ایک کمرہ تھا۔ وہاں سے باہر نکلے تو
انہوں نے اپنے آپ کو ایک وسیع و عریض عمارت میں پایا۔ جو ٹوٹ پھوٹ کر کھنڈر کی
صورت اختیار کر چکی تھی۔
عمارت کے گرد مسلح افراد پھیلے ہوئے تھے۔ جیسے ہی وہ تینوں عمارت سے باہر
آئے ایک کار ان کے قریب آکر رکی اور پھر لبوگارڈو کے کہنے پر عمران اور صفدر اس میں
سوار ہو گئے۔ لبوگارڈو نے ڈرائیور کو ہاتھ کے اشارے سے باہر نکلنے کے لئے کہا اور

اس کے باہر آنے کے بعد وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر کار تیزی سے آگے بڑھ گئی ۔

" مسٹر بوگارڈو! ـــــ کیا واقعی مشن ختم ہو گیا ہے ـــــ؟ عمران نے اچانک بوگارڈو سے مخاطب ہو کر کہا ۔ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی ۔

" کیا مطلب ـــــ میں سمجھا نہیں " ـــــ؟ بوگارڈو نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" میرا مطلب ہے کہ جس کیس کے لئے آپ کی حکومت نے ہمیں بلایا تھا وہ ختم ہو گیا ہے " ـــــ عمران نے اسی لہجے میں پوچھا ۔

" ہاں مسٹر عمران! ـــــ یہ لڑکیاں ہمارے لئے دردِ سر بنی ہوئی تھیں ـــــ یہ ہمارے دشمن ملک کی ایجنٹ ہیں ـــــ انہوں نے حکومت کے اہم آدمیوں کو قتل کر دیا تھا اور پورے ملک میں غارت گری پھیلا رکھی تھی ـــــ ہمیں ان کے ہیڈ کوارٹر کا علم نہیں تھا اس لئے ہم مکمل طور پر انہیں قابو میں نہ کر سکے تھے ـــــ اب یہ بھی ہو گیا ہے ۔ ان کی باس بھی ہمارے قبضے میں آگئی ہے اس لئے کیس ختم ہو گیا ہے " ۔ بوگارڈو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" چلو ٹھیک ہے ـــــ اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو ایسا ہی سہی ـــــ ہمارا کیا " ۔ عمران نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا ۔

" کیا مطلب ـــــ کیا آپ مطمئن نہیں " ـــــ؟ بوگارڈو نے ایک بار پھر چونک کر کہا ۔ اس کی آنکھوں میں تشویش کی پرچھائیں ابھر آئیں تھیں ۔

" نہیں ـــــ اگر آپ مطمئن ہیں تو ہم بھی مطمئن ہیں ـــــ کیونکہ مسئلہ آپ کا ہے ہمارا نہیں ـــــ ویسے میں اتنا بتا دوں کہ آپ شدید غلط فہمی میں ہیں ـــــ " عمران نے جواب دیا ۔

" کیا آپ اپنی بات کی وضاحت کریں گے مسٹر عمران! " ـــــ؟ بوگارڈو نے کار

ایک عظیم الشان کوٹھی کے گیٹ میں موڑتے ہوئے کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں ——— بہرحال میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملہ کچھ مشکوک ہے" ——— عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ اسی وقت یک کار رک گئی تھی اور پھر وہ تینوں کار سے باہر آ گئے۔

لوگارڈو انہیں ہمراہ لئے ایک عمارت کے اندر داخل ہو گیا اور پھر وہ چلتے ہوئے تیسری منزل کے ایک بڑے سے کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔

"آپ کمرے میں تشریف رکھیں ——— میں عمدہ مشروب لاؤں مبارکباد کی خوشخبری سنا دوں ———" لوگارڈو نے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں کمرے میں داخل ہو گئے۔

ان کے اندر جاتے ہی کمرے کا دروازہ خودبخود بند ہو گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے اچانک کمرہ ایک جھٹکے سے کسی لفٹ کی طرح نیچے اترنے لگا اور اچانک لگنے والے جھٹکے سے وہ دونوں لڑکھڑا کر فرش پر گر گئے۔

کمرہ انتہائی تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک جھٹکے سے رک گیا۔

عمران اور صفدر نے اٹھنے کی کوشش کی مگر دوسرا لمحہ ان کے لئے انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا جب کمرے کا فرش کسی تختے کی طرح ایک طرف سے نیچے ہوا اور پھر دوسری طرف سے زور پر لٹک گیا اور وہ دونوں کہیں گہرائی میں گرتے چلے گئے۔ اور پھر دور کہیں گہرائی میں دو دھماکے سے سنائی دیئے اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔

کمرے کا فرش کسی تختے کی طرح اٹھ کر دوبارہ جڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ واپس اوپر اٹھتا چلا گیا۔

"آخر اتنا لمبا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی ——— ان دونوں کو کہیں بھی گولی ماری جا سکتی تھی" ——— باس نے کسمساتے ہوئے کہا۔

"تم نہیں سمجھتی اینڈریا ——— اگر ان دونوں کو ویسے گولی مار دی جاتی تو یقیناً تفتیش شروع ہو جاتی اور ہو سکتا ہے حالات ہماری گرفت سے باہر ہو جاتے ——— بہرحال وہ ہماری حکومت کی درخواست پر آئے تھے اور اگر آتے ہی ختم کر دیئے جاتے تو دونوں حکومتیں مشکوک ہو سکتی تھیں" ——— لوگارڈو نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

وہ دونوں اس وقت ایک کمرے میں موجود تھے اور شراب کی بوتل میز پر پڑی ہوئی تھی اور جام ان دونوں کے ہاتھوں میں تھے۔

"اب بھی تو حکومت مشکوک ہو سکتی ہے ——— ان دونوں کی گمشدگی باعث تشویش ہو سکتی ہے" ——— اینڈریا نے جام منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"نہیں اینڈریا ——— اب صرف اتنا ہو گا کہ ہم انہیں تلاش کرنے کا ڈھونگ رچاتے رہیں گے ——— ہماری حکومت بھی ہیڈ کوارٹر کے خاتمے سے مطمئن ہو جائے گی۔ اس طرح آہستہ آہستہ معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے گا" ——— لوگارڈو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر اب ہمارے اصل مشن کا کیا ہو گا ——— ؟" اینڈریا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہونا کیا ہے ——— اب ہم اسے ایک نئے انداز سے شروع کریں گے ——— مگر

کچھ دن ٹھہر کر" ——— بوگارڈ نے خالی جام منہ سے لگاتے ہوئے کہا

"ہو سکتا ہے تم نے ٹھیک سوچا ہو ——— مگر مجھے تمہاری سوچ سے اختلاف ہے" ——— اینڈریا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے" ——— ؟ بوگارڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ اس طرح کہ اب تک حکومت ہمارے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی ——— مگر اب اسے کچھ نہ کچھ معلوم ہو گیا ہے چنانچہ ہو سکتا ہے کہ تمہاری لاعلمی میں حکومت کے کچھ ایجنٹ خفیہ تحقیقات شروع کر دیں اور اس طرح سب کچھ ہی کھل جائے گا ———" اینڈریا نے کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ——— میرا یہاں اس قدر ہولڈ ہے کہ میری مرضی کے بغیر اور میرے علم میں لائے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا ——— تم اس بات کی فکر مت کرو" بوگارڈ نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور دوسری بات یہ کہ ہمارے اصل مشن میں رکاوٹیں پڑ جائیں گی جبکہ ہم مشن کے قریب پہنچنے والے ہیں ——— آپ ہمیں نئے سرے سے محنت کرنی پڑے گی ———"

اینڈریا نے کہا۔

"نہیں ایسی بات بھی نہیں ——— اب ہم اصل مشن کو آسانی سے پورا کر سکیں گے ——— تمہیں علم نہیں اینڈریا ——— ہماری سرگرمیوں سے حکومت اسقدر گھبرا گئی تھی کہ وہ اہم اقدام کرنے پر اتر آئی تھی ——— پاکیشیا کے ایجنٹوں کو بلانے کا مقصد بھی یہی تھا۔ جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا مشن اس قسم کا ہے کہ ہم اگر اطمینان سے کام کریں تو ہمارا مشن ناکام ہو جانے کا خطرہ ہے ——— اور پھر پاکیشیا کے یہ ایجنٹ انتہائی خطرناک ہیں۔ اگر ہم انہیں کچھ کرنے کا موقع دے دیتے تو وہ یقیناً اصل مشن کی تہہ تک پہنچ جاتے ——— اور پھر حالات یکدم ہی پلٹ جاتے" ——— بوگارڈ نے جواب دیا۔

نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اب وہ دونوں کہاں ہیں" ——— ؟ اینڈریا نے پوچھا۔

"وہ دونوں ختم ہو چکے ہیں ——— ان دونوں کو میں نے ٹریٹ گٹر میں پھینک دیا ہے" ——— بوگارڈ نے ایک اور جام لبریز کرتے ہوئے کہا

"چلو ٹھیک ہے ——— مگر میرے پاس تمہارے لئے ایک اہم اطلاع ہے ———" اینڈریا نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیا" ——— ؟ بوگارڈ نے بڑھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہماری حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ لینڈنیہ سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم اس مشن پر کام کرے گی چنانچہ مجھے اطلاع دے دی گئی ہے ——— چیف باس ٹیم کے ساتھ خود آ رہی ہے" ——— اینڈریا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر ایسا فیصلہ کیوں کیا گیا ——— کیا انہیں ہم پر اعتماد نہیں رہا ———" ؟ بوگارڈ کے لہجے میں بوکھلاہٹ تھی۔

"ایسی بات نہیں ——— دراصل ہماری حکومت کو عمران کے متعلق اطلاع مل گئی ہے اور چیف باس کے خیال میں عمران ایک ایسی شخصیت ہے جس کا مقابلہ نہ میں کر سکتی ہوں اور نہ تم ——— اس لئے انہوں نے خود ٹیم سمیت میدان میں آنے کا فیصلہ کیا ہے" ——— اینڈریا نے جواب دیا۔

"مگر تم نے انہیں بتایا نہیں کہ عمران ختم ہو چکا ہے" ——— بوگارڈ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے بتایا تھا ——— مگر چیف باس کو یقین نہیں آیا ——— ان کے خیال کے مطابق عمران اتنا تر نوالہ نہیں کہ آسانی سے اسے کھایا جا سکے" ——— اینڈریا نے جواب دیا۔

" انہوں نے خواہ مخواہ اس کے متعلق ایسا سوچ لیا ۔۔۔ تم نے دیکھا نہیں کہ
میں نے جو ترکیب استعمال کی ہے اس سے حکومت بھی مطمئن ہو گئی اور عمران بھی
ختم ہو گیا ہے " ۔۔۔ بوگارڈو نے کہا ۔
" ٹھیک ہے ۔۔۔ مگر میں کیا کر سکتی ہوں ۔۔۔ تم جانتے ہو کہ میں تو سیکرٹ سروس
کی ایک ادنیٰ کارکن ہوں ۔۔۔ فیصلہ کرنا چیف باس کا کام ہے " ۔۔۔ اینڈریا
نے جواب دیا ۔
" ٹھیک ہے ۔۔۔ انہیں آنے دو ۔۔۔ میں انہیں خود مطمئن کر لوں گا ۔۔۔ اچھا
اب میں چلتا ہوں ۔۔۔ صدر مملکت نے اس سلسلے میں ایک ہنگامی میٹنگ کال کی ہے
اور مجھے اس میں شرکت کرنا ہے " ۔۔۔ بوگارڈو نے جام میز پر رکھ کر کرسی سے
اٹھتے ہوئے کہا ۔
" او کے ۔۔۔ حکومت کو ہر لحاظ سے مطمئن کرنے کی کوشش کرنا تاکہ ہم جلد از جلد
اصل کام شروع کر سکیں " ۔۔۔ اینڈریا نے اٹھتے ہوئے کہا اور بوگارڈو سر ہلاتا
ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا ۔
اس کے جانے کے بعد اینڈریا اٹھی اور کمرے میں موجود ایک الماری کھول کر اس
نے ایک ٹرانسمیٹر اس میں سے نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس کا بٹن آن کر دیا ۔ ٹرانسمیٹر
سے نکلنے والی موسیقی کی لہریں کمرے میں گونج اٹھیں ۔
اینڈریا نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر ٹرانسمیٹر کی پچھلی طرف لگا ہوا
ایک بٹن دبا دیا ۔
بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی موسیقی یکدم ختم ہو گئی اور اس کی بجائے
سمندر کی لہروں کا شور ابھر آیا ۔ یوں لگتا تھا جیسے سمندر کی لہریں کسی چٹان کے ساتھ
پوری قوت سے ٹکرا رہی ہوں ۔ چند لمحوں بعد آوازیں ختم ہو گئیں اور ایک نسوانی آواز

گونج اٹھی ۔
" یس ۔ ایل ۔ ایس ۔ ایس ہیڈ کوارٹر سپیکنگ اوور "
" چیف باس سے بات کراؤ ۔۔۔ میں نمبر الیون بول رہی ہوں " ۔۔۔ اینڈریا
نے کہا ۔
" او کے ۔۔۔ ایک سیکنڈ انتظار کریں اوور " ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اینڈریا
خاموش رہی ۔
چند سیکنڈ بعد ایک اور نسوانی آواز گونجی مگر اس کے لہجے میں تحکم موجود تھا ۔
" چیف باس سپیکنگ اوور "
" نمبر الیون سپیکنگ باس ۔۔۔ بوگارڈو نے بتایا ہے کہ اس نے عمران اور اس کے
ساتھی کو زیر سیٹ گرڈ میں پھینک دیا ہے اور وہ دونوں ہلاک ہو چکے ہیں اوور " ۔۔۔
اینڈریا نے کہا ۔
" کیا تم نے اسے ایل ۔ ایس ۔ ایس اور میری آمد سے مطلع کر دیا ہے اوور " ۔۔۔
چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چیف باس نے پوچھا
" یس باس اوور " ۔۔۔ اینڈریا نے جواب دیا اس کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا ۔
" پھر کیا ردعمل ہوا اوور " ۔۔۔ چیف باس نے پوچھا ۔
" وہ بوکھلا گیا تھا باس ۔۔۔ اور اس نے اس فیصلے پر سخت بے چینی بھی کی تھی اوور "
اینڈریا نے جواب دیا ۔
" ہوں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے وہ ہمیں ڈبل کراس کر رہا ہے اوور " ۔۔۔
چیف باس نے سوچنے والے انداز میں کہا ۔
" میں سمجھی نہیں باس ۔۔۔ ہمیں ڈبل کراس کر کے اسے کیا ملتا ہے اوور " ۔۔۔
اینڈریا نے نمایاں انداز میں چونکتے ہوئے کہا ۔

"سنو اینڈریا ۔۔۔ عمران جیسی شخصیت کا نام ہے وہ اتنی آسانی سے بوگارڈو کے دشمنوں ختم نہیں ہو سکتی ۔۔۔ بوگارڈو اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا جبکہ مجھے اس کے متعلق پوری معلومات ہیں ۔۔۔ بوگارڈو نے جس انداز میں عمران کو غائب کیا ہے اس کے دو نتیجے نکلتے ہیں ۔۔۔ ایک یہ کہ عمران اس کے ہاتھوں سے بچ کر نکل گیا ہے اس لئے بوگارڈو نے اس کی گمشدگی کا ڈھونگ رچایا ہے ۔۔۔ یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ وہ عمران کے ساتھ مل گیا ہے اور عمران نے اس سے مل کر اپنی گمشدگی کا ڈھونگ رچایا ہے تاکہ ہم اس کے جال میں آ جائیں اوور" ۔۔۔ چیف باس نے کہا ۔

"اوہ ۔۔۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے مگر اس سلسلے میں ایک بات تو یہ ہے کہ عمران اتنی جلدی بوگارڈو کو اپنے ساتھ کیسے ملا سکتا ہے ۔۔۔ بوگارڈو ہمارے ملک کا با اعتماد رکن ہے ۔ البتہ دوسری بات ممکن ہو سکتی ہے کہ عمران اس کے ہاتھوں سے نکل گیا ہو اور بوگارڈو نے ہمیں مطمئن کرنے کے لئے زہریلے گٹر میں پھینک دینے کا بہانہ بنایا ہو جبکہ وہ خود اسے تلاش کر رہا ہو ۔ اوور" ۔۔۔ اینڈریا نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا ۔

"بہرحال دونوں صورتوں میں بوگارڈو اب ہمارے کام کا نہیں رہا ۔ اس لئے اس کا خاتمہ ضروری ہے ۔۔۔ میں خود وہاں آ کر حالات دیکھوں گی اور پھر مشن کے متعلق مزید فیصلہ کیا جائے گا اوور" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا ۔

"ٹھیک ہے باس ۔۔۔ بہرحال آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں" ۔۔۔ اینڈریا نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"میں حالات کا جائزہ لینے کے بعد تم سے رابطہ قائم کروں گی ۔۔۔ تم اس دوران بوگارڈو کو ختم کر دو ۔ اوور" ۔۔۔ چیف باس کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا ۔

"او کے باس ! ۔۔۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی اوور" ۔۔۔ اینڈریا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا ۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا ۔

اینڈریا نے بٹن دبا دیا اور ٹرانسمیٹر سے دوبارہ موسیقی ابھرنے لگی ۔ اینڈریا نے اسے بند کر دیا اور ٹرانسمیٹر دوبارہ الماری میں رکھ کر وہ میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھ گئی ۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی ۔



عمران اور صفدر زنش کے اچانک اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے سر کے بل گہرائی میں گرتے چلے گئے ۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال بھی نہ سکے تھے اور پھر ایک جھٹکے سے دھماکے سے وہ نیچے موجود پانی میں ڈوبتے چلے گئے ۔

چند لمحوں بعد جب پانی نے انہیں باہر کی طرف اچھالا تو وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اب وہ دونوں گھٹنے گھٹنے تک پانی میں ڈوبے ہوئے تھے ۔ چند لمحوں تک تو ان کی آنکھوں نے یکسر کام نہ کیا مگر آہستہ آہستہ ان کی آنکھیں کچھ دیکھنے کے قابل ہو گئیں یہ ایک سرنگ سی تھی جو چاروں طرف سے مکمل طور پر بند تھی ۔ اور اس کی تہہ میں چار فٹ اونچا پانی موجود تھا ۔ سرنگ میں سڑاند سی پھیلی ہوئی تھی ۔

"یہ کیا ہو گیا عمران صاحب ! ۔۔۔ ؟" صفدر نے پہلی بار سکوت توڑتے ہوئے کہا ۔

"جیسا تیراکی سکھانے کے لئے یہاں پھینکا گیا ہے ——— میرا خیال ہے کہ ہمیں دوچار غوطے دے کر کھانے چاہئیں تاکہ جیدا زجلد تیراکی سیکھ لیں" ——— عمران کے لہجے میں بدستور انتہائی اطمینان تھا۔

"عمران صاحب! ——— مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے یہاں کوئی زہریلی گیس موجود ہے ——— میرے ذہن میں تاریکی یلغار کر رہی ہے" ——— صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بھائی! تم تو تیراکی کی بجائے شاعری کرنے لگ گئے ہو ——— کیا بات ہے ——— تاریکی کی یلغار ——— بہت اچھا استعارہ ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا مگر اس کے ساتھ ہی عمران نے بھی محسوس کر لیا کہ معاملہ کچھ گڑبڑ ہے۔ اس کے جسم کا جتنا حصہ پانی میں ڈوبا ہوا تھا وہ آہستہ آہستہ سن ہوتا جا رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی دماغ پر بھی آہستہ آہستہ اندھیرے سے چھاتے محسوس ہو رہے تھے۔

"عمران صاحب! ——— میرا جسم ——— سن ——— سن ہوتا جا رہا ہے" ——— صفدر کی آواز میں یوں لڑکھڑاہٹ تھی جیسے اس نے چار پانچ شراب کی بوتلیں اکٹھی پی لی ہوں۔

اب عمران کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔ وہ سمجھ گیا کہ سرنگ میں موجود پانی زہریلا ہے اور پوری سرنگ میں زہریلی گیس موجود ہے۔ اگر وہ فوراً یہاں سے نکل نہ گئے تو پھر یقیناً وہ بے ہوش ہو کر پانی میں گر پڑیں گے اور نتیجہ ظاہر ہے کیا نکلنا ہے۔

اب صفدر نے یوں جھولنا شروع کر دیا تھا جیسے وہ چند لمحوں بعد پانی میں گر پڑے گا۔ عمران کی قوت برداشت یقیناً صفدر سے کئی گنا زیادہ تھی اس لئے عمران ابھی اس حالت تک نہیں پہنچا تھا جس سے صفدر گزر رہا تھا مگر اسے معلوم تھا کہ اب گزرنے والا ہر لمحہ اسے موت کے قریب ہی لے جائے گا۔ اس نے ایک ہاتھ سے

صفدر کو سنبھالا اور پھر تیز سخت لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صفدر! ——— ہوش میں آؤ ——— اپنی قوت ارادی کو بروئے کار لاؤ ——— ورنہ ہم یہاں سے نہیں نکل سکیں گے"۔

عمران کے لہجے میں نہ جانے کیا بات تھی کہ صفدر نے یکدم اپنے سر کو زور سے جھٹکا اور اس بار اس کے جسم میں لڑکھڑاہٹ ختم ہو گئی۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب! ——— واقعی ہمیں ہوش و حواس میں رہنا چاہیئے" صفدر کے لہجے میں خود اعتمادی عود کر آئی تھی۔

صفدر کی طرف سے قدرے تسلی ہوتے ہی عمران نے اپنے جسم کو حرکت دی اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی ٹانگیں حرکت کرنے سے معذور ہو گئی ہوں۔ مگر اپنی بے پناہ قوت ارادی کے بل پر وہ انہیں گھسیٹتا چلا گیا۔

آہستہ آہستہ سرکتا ہوا عمران سرنگ کی مقابل کی دیوار تک پہنچ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ کہیں نہ کہیں اس پانی کو یقیناً نکالا جاتا ہوگا۔ اس لئے پانی نکالنے کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام ضرور ہوگا۔ مگر پوری دیوار کو اچھی طرح ہاتھ سے کھنگالنے کے باوجود اسے ایسا کوئی روزن نظر نہ آیا۔ اس کی ذہنی حالت بھی اب آہستہ آہستہ ابتر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ آخرکار وہ اپنی کوشش چھوڑ کر سیدھا ہو گیا مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ اسے اپنے قریب ہی ایک دھماکہ سا سنائی دیا اور پھر اس نے جیسے ہی پلٹ کر دیکھا تو اس نے صفدر کو لڑکھڑا کر پانی میں گرتے دیکھا۔ صفدر کی قوت ارادی آخرکار جواب دے ہی گئی تھی۔ مگر عمران سمجھتا تھا کہ اگر فوری طور پر یہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل پیدا نہ ہوئی تو نہ صرف اس کا حشر بھی صفدر جیسا ہوگا بلکہ ان کی لاشوں کو قبر تک نصیب نہیں ہوگی۔ زہریلا پانی ان کے گوشت اور ہڈیاں تک کو گلا دے گا۔ اور عمران یہ بھی سمجھتا تھا کہ چاہے اس کی قوت ارادی کتنی ہی مضبوط

کیونکہ یہ جو بچاؤ وہ انسان ہے اور قوت ارادی آخر کب تک ساتھ دے سکتی ہے۔ اس نے کئی بار اپنے سر کو زور زور سے جھٹکے دیئے اور پھر تیزی سے گھٹنا ہوا اس طرف بڑھا جہاں صفدر پانی میں گرا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر صفدر کے بال پکڑے اور اس کا سر پانی سے باہر کھینچ لیا۔

صفدر کے چہرے پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ اب چونکہ عمران کی آنکھیں تاریکی کی عادی ہوگئی تھیں اس لئے اُسے پورا ماحول صاف نظر آ رہا تھا۔ اس نے تیز نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کی نظریں شمالی دیوار پر جم گئیں۔ اس کی آنکھوں میں چمک لہرائی۔ اس دیوار کے درمیانی حصے سے اینٹیں نکلی ہوئی تھیں اور وہاں ایک کافی بڑا سا سوراخ ہوگیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے زہریلی ہوا کے اثر سے اینٹیں گل کر نیچے گر گئی ہوں۔

عمران نے جھک کر صفدر کی دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈالے اور پھر پوری قوت صرف کر کے اس نے صفدر کے بے ہوش جسم کو پانی سے اوپر اٹھا لیا۔ صفدر کا بھاری بھرکم تھا اور پھر زہریلی ہوا میں کافی دیر رہنے کی وجہ سے عمران کی اپنی طاقت بھی کمزور ہو چکی تھی اس لئے صفدر کے جسم کو سنبھالنے میں اسے بڑی مشکل پیش آ رہی تھی۔ بہرحال پوری قوت صرف کر کے اس نے صفدر کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور پھر اُسے سر سے بلند کر کے اس سوراخ کے پاس لے گیا اور دوسرے لمحے ایک زوردار جھٹکے سے اس نے صفدر کے جسم کو اس طریقے سے سوراخ کے اندر گھسیڑنے میں کامیاب ہوگیا۔ البتہ اس نے صفدر کا سر باہر کی طرف رکھا تھا ایک لمحے کے لئے اُسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ صفدر کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں ڈال رہا ہو۔ مگر دوسرے لمحے اس نے سر جھٹک کر یہ خیال ذہن سے نکال دیا۔ نیچے پانی میں پڑے رہنے کی نسبت صفدر یہاں زیادہ محفوظ تھا۔

صفدر کی طرف سے فارغ ہو کر عمران نے ایک بار پھر باہر نکلنے کے لئے پوری سرنگ کا جائزہ لیا۔ زہریلی ہوا میں زیادہ دیر رہنے اور پھر صفدر کو اٹھانے کی وجہ سے اس کی طاقت میں کافی کمی آگئی تھی۔ اور اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اگر وہ دس پندرہ منٹ سے زیادہ دیر اس زہریلی سرنگ میں رہا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اُسے موت سے نہیں بچا سکے گی۔ موت لمحہ بہ لمحہ اس کے قریب آتی چلی جا رہی تھی۔

عمران کی نظریں اچانک سرنگ کی چھت کے ایک کونے میں جم گئیں۔ اس کی تیز نظروں نے اندھیرے میں بھی اس بات کا اندازہ کر لیا کہ چھت کے مغربی کونے میں نٹ بولٹوں سے ایک چھوٹا سا کسی دھات کا ٹکڑا جوڑا گیا ہے جبکہ باقی چھت سپاٹ تھی۔ اگر اس ٹکڑے کو چھت سے علیحدہ کر دیا جائے تو شاید بچ نکلنے کی کوئی راہ پیدا ہو جائے مگر مسئلہ یہ تھا کہ چھت اس کے سر سے پانچ چھ فٹ بلند تھی اور اگر وہ اپنے ہاتھ بھی اونچے کرے تب بھی چھت اس کے ہاتھوں سے تین فٹ اونچائی پر تھی۔

عمران کے ذہن میں اچانک ہی ایک خیال آیا اور وہ چونک پڑا۔ اب تک اس نے اس پہلو پر سوچا ہی نہ تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ جب وہ تختے سے گرے تھے تو کم سے کم پندرہ فٹ سے زیادہ فاصلہ طے کر کے پانی میں گرے تھے۔ پھر یہ چھت پانچ چھ فٹ بلند کیوں ہے اور دوسرے لمحے وہ سمجھ گیا کہ کمرے کا فرش اور یہ چھت علیحدہ علیحدہ دو چیزیں ہیں اور کسی خصوصی میکنزم کے ساتھ دونوں بیک وقت کھل جاتے ہیں۔ اس نے سوچا کہ اگر اس کا نظریہ درست ہے تو پھر اس چھت کو نیچے سے بھی کھولا جا سکتا ہے کیونکہ وہ اس قسم کے میکنزم کے سائنسی اصولوں کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ مگر اب مسئلہ تھا چھت تک پہنچنے کا۔ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی تھی کہ جس روزن میں صفدر کا جسم گھسیڑا گیا تھا اس میں پیر رکھ کر چھت

تک پہنچ جاتا تھا۔ مگر اس کے لیے ضروری تھا کہ صفدر کو دوبارہ پانی میں ڈال دیا جائے مگر وہ ایسا سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ اور وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ جو کچھ کرنا تھا جلد کرنا تھا کیونکہ اب اس کے جسم میں بھی لڑکھڑاہٹ سی پیدا ہونے لگ گئی تھی اور اب اُسے سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔ پورا جسم آہستہ آہستہ سُن ہوتا جا رہا تھا۔ اس کی ٹانگیں تو بالکل ہی بے حس و حرکت ہو چکی تھیں۔

عمران نے ہاتھ آگے بڑھائے اور پھر دیوار کو پکڑ کر اس نے اپنے باقی جسم کو آگے کی طرف گھسیٹا اور زبردست جدوجہد کے بعد اس کا جسم دیوار تک پہنچ گیا اور اس نے نڈھال ہو کر دیوار سے سر ٹیک دیا۔ اب وہ بھی تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ اس کے دماغ پر اندھیرے تیزی سے پھیلتے چلے جا رہے تھے۔ قوت ارادی اب یقیناً نہ ہونے کے برابر تھی اور شاید اس کی موت میں اب صرف چند لمحے ہی باقی رہ گئے تھے۔ جسم اور ذہن مفلوج ہو جانے کے بعد وہ بھلا کیا کر سکتا تھا۔

مگر جیسے ہی اس نے سر دیوار سے لگایا۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اس کے نتھنوں میں تازہ ہوا کا ایک جھونکا ٹکرایا تھا۔ عمران نے جھک کر اس جگہ آنکھ لگائی اور پھر اُسے ایک ہلکی سی روشنی کا احساس ہوا۔ دیوار کے اس روزن میں سے تازہ ہوا یقیناً اندر آ رہی تھی۔

عمران نے بے اختیار ناک اس روزن کے ساتھ لگا دی اور لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ تازہ ہوا نے جادو کا سا کام کیا۔ اور اس کے جسم میں توانائی کی لہریں ابھرتی چلی گئیں۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی پمپ کے ذریعے اس کے جسم میں توانائی کا ذخیرہ بھرتا جا رہا ہو۔

چند لمحوں بعد وہ اس قابل ہو گیا کہ اپنے آپ کو سنبھال سکے۔ اس نے اس روزن میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ جیسے ہی اس نے

سوراخ میں ہاتھ ڈالا۔ اینٹ اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ یقیناً زہریلی ہوا نے اینٹوں کی طاقت بھی ختم کر دی تھی۔ پھر تو عمران نے تیزی سے اینٹیں نکالنی شروع کر دیں وہ چند لمحے کام کرتا اور پھر سوراخ سے ناک لگا کر تازہ ہوا جسم میں بھر لیتا۔ اور پھر اینٹیں نکالنا شروع کر دیتا۔

شروع شروع کی اینٹیں تو آسانی سے نکل گئیں مگر جیسے جیسے فاصلہ بڑھتا جا رہا تھا اینٹوں میں طاقت آتی جا رہی تھی اور انہیں نکالنے کے لئے اُسے کافی جدوجہد کرنی پڑ رہی تھی۔ مگر تازہ ہوا کی وجہ سے وہ اب تک اینٹیں نکالنے میں کامیاب تھا۔

کافی سے زیادہ اینٹیں نکال کر جب اس نے ایک بار اس سوراخ میں جھانکا تو اس نے محسوس کیا کہ اب دیوار کی موٹائی صرف دو اینٹوں تک رہ گئی ہے کیونکہ اب روشنی اُسے نزدیک نظر آ رہی تھی۔

عمران نے دو چار سانس تازہ ہوا میں لیے اور پھر اس سوراخ میں ہاتھ ڈال کر پوری قوت سے مکہ اینٹوں پر مارا۔ دوسرے لمحے ہوا کا بڑا سا جھونکا اس کے ہاتھ سے ٹکرایا اور ہلکی سی روشنی اندر پھیل گئی۔ اس نے جھانک کر دیکھا تو اینٹیں دوسری طرف گر گئی تھیں اور اب وہاں کافی بڑا سوراخ ہو چکا تھا۔

زیادہ مقدار میں تازہ ہوا ملنے سے عمران کے جسم میں نئی قوت بھر گئی اور اس نے اس سوراخ کو بڑا کرنا شروع کر دیا۔ تقریباً دس منٹ کی شدید جدوجہد کے بعد اس نے سوراخ اتنا بڑا کر لیا کہ اب وہ اس میں سمٹ سمٹا کر باہر نکل سکتا تھا۔ اب تازہ ہوا زیادہ مقدار میں سرنگ میں آ جانے کی وجہ سے سرنگ میں بھی صورتحال قدرے بدل چکی تھی۔

سوراخ بن جانے کے بعد عمران صفدر کی طرف متوجہ ہوا۔ اُسے خطرہ تھا کہ اتنی دیر تک مسلسل زہریلی ہوا میں رہنے کی وجہ سے کہیں ختم ہی نہ ہو گیا ہو۔ اس نے صفدر

کے جسم کو اس سوراخ میں سے باہر گھسیٹا اور پھر اس کے سینے پر کان لگا دیا۔

صفدر ابھی تک زندہ تھا مگر دل کی رفتار بتا رہی تھی کہ زندگی کی یہ ڈوری کسی بھی لمحے کٹ سکتی ہے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے صفدر کے جسم کو سمیٹ کر اس سوراخ میں ڈالا اور پھر اسے دوسری طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد صفدر کا جسم سوراخ میں سے غائب ہو گیا اور دوسری طرف ایک ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا۔

اب عمران نے دونوں ہاتھ سوراخ پر جمائے اور اپنے جسم کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ اس کی ٹانگیں زہریلے پانی میں مسلسل ڈوبی رہنے کی وجہ سے بالکل مفلوج ہو چکی تھیں اس لئے اسے اپنا جسم اوپر اٹھانے میں بے پناہ دقت کا سامنا ہوا۔ بہرحال اس کے بازوؤں میں ابھی اتنا زور باقی تھا کہ وہ اپنے جسم کو اٹھانے میں کامیاب ہو گیا اور پھر وہ گھسٹتا ہوا سوراخ کی دوسری طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کا سر دوسری طرف باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ وہ کھلی فضا میں تھے۔ اس سوراخ کی بلندی زمین سے زیادہ نہیں تھی اور سوراخ کے نیچے صفدر کا جسم پڑا ہوا تھا۔ یہ عمارت کا عقبی حصہ تھا۔

عمران کسی سانپ کی طرح آگے گھسٹتا چلا گیا۔ اب اس کا رخ نیچے کی طرف تھا۔ پھر جیسے ہی اس کی ٹانگیں سوراخ کے آخری سرے پر پہنچیں وہ قلابازی کھا کر سر کے بل صفدر کے جسم پر گرا۔ مگر اس نے دونوں ہاتھ صفدر کے جسم کے دونوں اطراف میں ٹیک دیئے تھے اس طرح اس کا وزن صفدر پر نہ پڑا اور الٹ کر صفدر کے قریب ہی زمین پر گر گیا۔

عمران موت کے منہ سے صاف بچ نکلا تھا مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ صفدر کی حالت بے حد خراب تھی۔ اور اسے معلوم تھا کہ اگر وہ جلد از جلد کسی

ہسپتال تک نہ پہنچ سکا تو پھر صفدر کی موت یقینی ہے۔

چونکہ عمران کی ٹانگیں اب حرکت کرنے سے یکسر معذور ہو چکی تھیں اس لئے وہ کہنیوں کے بل زمین پر گھسٹنے لگا۔ وہاں سے ذرا سی دور ہی ایک سڑک موجود تھی مگر اس پر کوئی ٹریفک نہ تھی۔ سڑک دور دور تک سنسان پڑی ہوئی تھی

عمران گھسٹتا ہوا سڑک پر پہنچ تو گیا مگر وہاں سے کسی سواری کا حصول ایک مسئلہ تھا۔ عمران بے چینی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا اور پھر اس کی نظریں سامنے ایک کاٹیج پر جم گئیں۔ کاٹیج کی چمنی سے نکلنے والا دھواں وہاں کسی کی موجودگی کا ثبوت تھا اس لئے عمران تیزی سے کاٹیج کی طرف گھسٹنے لگا۔

تقریباً دس منٹ کی شدید جدوجہد کے بعد وہ آخرکار کاٹیج تک پہنچ ہی گیا مگر کاٹیج کا دروازہ بند تھا

"مدد۔ مدد" ۔۔۔ عمران نے اپنے پھیپھڑوں کی پوری قوت صرف کرتے ہوئے کہا۔

اور اس کی آواز گونجتے ہی کاٹیج کے اندر سے ایک کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی دی۔ کتے کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ دروازے کی طرف بھاگا چلا آ رہا ہے۔

"مدد ۔۔۔ مدد" ۔۔۔ عمران ایک بار پھر حلق پھاڑ کر چیخا اور پھر اسے کاٹیج کے اندر سے کسی کے بھاگنے کی آواز سنائی دی۔ کتا اب گیٹ کی دوسری طرف مسلسل بھونکے چلا جا رہا تھا۔

"ڈولی ۔۔۔ ڈولی ۔۔۔ خاموش ہو جاؤ" ۔۔۔ اچانک گیٹ کے قریب سے ایک نسوانی آواز ابھری اور کتا خاموش ہو گیا۔

دوسرے لمحے پھاٹک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر مگر قوی ہیکل آدمی باہر نکل آیا۔ کافی بڑی جسامت کا کتا بھی اس کے پیچھے ہی باہر آ گیا تھا۔

"کون ہو تم ـــــ؟" آنے والے نے عمران کو زمین پر پڑے دیکھ کر کہا۔

"بیمار ہوں مدد کرو ــ میں اور میرا ساتھی ایک ایسی جگہ پھنس گئے تھے جہاں ہوا اور پانی زہریلا تھا ــ میرا تو کچھ حصہ محفوظ رہ چکا ہے اور میرا ساتھی اس سامنے والی عمارت کے قریب بے ہوش پڑا ہے ــ اس کی حالت بے حد نازک ہے ــ" عمران نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ ـــ تو پہلے میں تمہیں اٹھا کر اندر لے چلوں" ــ ادھیڑ عمر آدمی کے چہرے پر یکدم ہمدردی کے آثار چھا گئے۔

"نہیں ــ پہلے میرے ساتھی کو دیکھو۔ اس کی حالت بے حد خراب ہے ــ اگر یہاں ہوا میں حل ہو سکے تو پہلے کسی ہسپتال پہنچا دو" ــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے ہسپتال بہت فاصلے پر ہے ــ اور سواری بھی موجود نہیں ہے مگر تم فکر نہ کرو۔ میں ریٹائرڈ ڈاکٹر ہوں" ــ ادھیڑ عمر آدمی نے تیزی سے کہا اور پھر وہ بھاگتا ہوا اس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا کتا بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو صفدر اس کے کاندھے پر لدا ہوا تھا۔

"تمہارے ساتھی کی حالت واقعی بہت نازک ہے" ــ ادھیڑ عمر آدمی نے عمران کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا مگر وہ رکا نہیں اور صفدر کو لئے کاٹیج کے اندر دوڑتا چلا گیا۔

اب چونکہ کاٹیج کا دروازہ کھلا ہوا تھا اس لئے عمران نے اس بار اندر کی طرف گھسٹنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کاٹیج کے برآمدے میں پہنچ گیا۔ کاٹیج کے سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور عمران نے ادھیڑ عمر آدمی کی جھلک دیکھ

لی تھی۔

عمران نے دیکھا کہ ادھیڑ عمر ڈاکٹر نے صفدر کو ایک میز پر لٹایا ہوا تھا اور ایک بکس کھولے اس میں سے کچھ ڈھونڈنے میں مصروف تھا۔

عمران کی آہٹ سن کر ڈاکٹر نے سر اٹھا کر دیکھا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ عمران نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا تھا کہ وہ میڈیکل ایمرجنسی باکس تھا۔

"ڈاکٹر ـــ اگر تمہارے پاس ایل پچیس انجکشن ہو تو سب سے پہلے وہی لگا دو۔" عمران نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہے تو سہی ــ مگر ایل پچیس" ـــ ڈاکٹر نے چونک کر کہا۔

"میں تمہارا مطلب سمجھتا ہوں ــ مگر تم بے فکر رہو ــ ایل پچیس اسے نقصان نہیں دے گا ــ جلدی سے ایل پچیس اسے انجیکٹ کر دو" ــ عمران نے کہا اور پھر ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے بکس میں سے انجکشن نکال لیا اور تیزی سے اسے سرنج میں بھرنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ صفدر کے بازو میں انجکشن لگا چکا تھا۔

"اب کورامین کا ایک انجکشن لگا دو ــ وہ یقیناً ایمرجنسی میڈیکل باکس میں ہو گا" ــ عمران نے کہا۔ اور ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کورامین انجکشن تیار کرنا شروع کر دیا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر باکس کو میز سے نیچے گھسیٹ لیا اور اس کا جائزہ لینے لگا پھر اس نے اس میں سے دو اور انجکشن نکالے اور انہیں ڈاکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"انہیں لگا دو ڈاکٹر"

ڈاکٹر نے انجکشنوں کو ایک نظر دیکھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے مگر اس نے کوئی تعرض نہ کیا اور تیزی سے انجکشن تیار کر کے یکے بعد دیگرے

جنہیں بھی صفدر کے جسم میں انجیکٹ کر دیا۔

"کیا تم ڈاکٹر ہو نوجوان ۔۔۔۔ تمہاری اپنی حالت بھی خاصی خراب ہے" ۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے انجکشنوں سے فارغ ہو کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔ ایسا ہی سمجھ لو ۔۔۔۔ ذرا میرے ساتھی کی نبض چیک کرو" ۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ڈاکٹر نے چونک کر صفدر کی نبض پکڑ لی اور پھر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"حیرت انگیز ۔۔ انتہائی حیرت انگیز ۔۔۔۔ یہ اب خطرے سے باہر آگیا ہے مگر ۔۔۔۔" ڈاکٹر نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

"میں سمجھتا ہوں ڈاکٹر ۔۔۔۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو ۔۔۔۔ مگر میڈیکل سائنس اب بہت ترقی کر چکی ہے اس لئے تمہیں حیرت نہیں ہونی چاہیئے ۔۔۔۔ یہ دونوں انجکشن مل کر زہر کے اثرات خون سے نکال دیتے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا اور ادھیڑ عمر نے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے صفدر کے پیٹ سے نیلے رنگ کا پانی ایک دھار کی صورت میں گرنے لگا۔

"دیکھو ڈاکٹر ۔۔۔۔ دوا نے کام شروع کر دیا ہے ۔۔۔۔ زہر پیشاب اور پسینے کے ذریعے باہر نکلنے لگ گیا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ادھیڑ عمر نے ایک بار پھر سر ہلا دیا۔

صفدر کے جسم کی رنگت تیزی سے معمول پر آتی جا رہی تھی۔

عمران نے صفدر کی طرف سے مطمئن ہوتے ہی میڈیکل باکس سے ایک شیشی نکالی اور پھر اپنی پتلون کے پائنچے اوپر چڑھا کر اس نے پنڈلیاں ننگی کیں اور شیشی میں سے دوا نکال کر اپنی دونوں پنڈلیوں پر ملنی شروع کر دی۔ تقریباً دس منٹ تک مسلسل مالش کرنے کے بعد وہ رک گیا۔

"لاؤ میں مالش کر دوں" ۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے شیشی سے دوا نکال کر اس کی پنڈلیوں پر ملی اور پھر اس کے ہاتھ ماہرانہ انداز میں مالش کرنے میں مصروف ہو گئے۔

بلیک زیرو کو ایزان آئے دوسرا روز ہو چکا تھا۔ ٹیم کے ممبران گرینڈ ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور خود اس نے ایک مضافاتی ہوٹل میں کمرہ بک کرایا تھا۔ گزشتہ دو روز سے وہ خود اور اس کے احکام پر ٹیم کے تمام ممبر سارے شہر میں گشت لگاتے رہے تھے تاکہ اگر کہیں عمران اور صفدر سے ٹکراؤ ہو جائے یا انہیں چیک کیا جا سکے مگر اس آوارہ گردی کا اب تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا۔ انہوں نے تمام ہوٹل، کیفے، بار اور نائٹ کلب چھان مارے تھے مگر عمران اور صفدر یوں غائب ہوئے تھے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

بلیک زیرو نے یہاں پہنچتے ہی ٹی۔ ٹو ٹرانسمیٹر پر عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ اس کے ساتھ یہ مسئلہ تھا کہ وہ سرکاری طور پر عمران کا پتہ نہیں چلا سکتا تھا۔ اُسے حکومت سے خفیہ رہ کر یہ کام کرنا تھا۔

چنانچہ وہ اور ٹیم کے باقی ممبران سیاحوں کے بھیس میں آئے تھے۔

بلیک زیرو آج بھی تمام دن آوارہ گردی کرنے کے بعد ابھی ابھی اپنے کمرے میں

پہنچا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر ممبروں سے ان کی کارکردگی کی رپورٹ حاصل کر لی تھی مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔

بلیک زیرو اب کرسی پر سر ٹیکے بیٹھا تھا اور سوچ رہا تھا کہ آخر وہ عمران اور صفدر کا کس طرح پتہ چلائے۔ کوئی صورت ہی نظر نہ آ رہی تھی۔ سوچتے سوچتے اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا کہ وہ اس مشن کی تو ہ لے جس کی خاطر عمران اور صفدر یہاں آئے تھے۔ گو سیکرٹ سروس کے سربراہ بوگارڈو نے سر سلطان کو بھی اطلاع دی تھی کہ مخالف ایجنٹ ختم ہو گئے ہیں مگر ان کے خاتمے کے بعد عمران اور صفدر کی گمشدگی کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔ ان دونوں کی گمشدگی سے ظاہر تھا کہ وہ یا تو ان کی قید میں ہیں یا پھر خفیہ طور پر ان کے پیچھے لگ گئے ہیں اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ آغاز کہاں سے کرے۔ سرکاری طور پر ایزان کی حکومت نے صرف یہ اطلاع دی تھی کہ کچھ دشمن ایجنٹوں کی سرگرمیاں ملک میں زور پکڑ گئی ہیں اس لئے وہ اپنے خصوصی ایجنٹ امداد کے لئے بھیجے۔ تفصیلات مقامی سیکرٹ سروس کے سربراہ بوگارڈو سے ملنی تھیں چنانچہ عمران اور صفدر یہاں پہنچ گئے تھے۔

اب صرف ایک ہی صورت ہو سکتی تھی کہ بوگارڈو کو ٹٹولا جائے اور پھر چند ہی لمحوں میں بلیک زیرو نے تمام پلان بنا لیا۔ بوگارڈو کا فون نمبر اُسے معلوم تھا کیونکہ یہ ایزان کی حکومت نے بھیجا تھا تاکہ عمران اس سے رابطہ قائم کر سکے۔

بلیک زیرو نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر جیب سے ڈائری نکال کر اس میں سے بوگارڈو کا نمبر دیکھ کر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی رابطہ مل گیا۔

"یس" ـــــ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"بلیک اینگل سے بات کراؤ" ـــــ بلیک زیرو نے لہجے کو بھاری اور باوقار بناتے ہوئے

کہا۔ اُسے معلوم تھا کہ یہاں بوگارڈو کا سرکاری کوڈ بلیک اینگل ہے۔

"کون بات کر رہا ہے" ـــــ نسوانی آواز نے قدرے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"جمال رضا فرام پاکیشیا سیکرٹ سروس" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ ـــ بلیک اینگل ٹاپ سیکرٹ میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں ـــ ان کی واپسی آٹھ بجے کے بعد ہو گی ـــ کوئی پیغام" ـــــ نسوانی آواز نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او ـــ تھینک یو ـــ میں آٹھ بجے کے بعد پھر فون کر لوں گا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کا مطلب وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ صدر مملکت نے کوئی ہنگامی میٹنگ طلب کی ہو گی۔ وہ صرف چاہتا تھا ابھی یہی تھا کہ بوگارڈو کی کسی جگہ موجودگی کا پتہ چل سکے اور پھر اس کا تعاقب کر کے وہ اس کی رہائش گاہ معلوم کرے اور اس کا پروگرام تھا کہ وہ رات کو کسی مجرم کی طرح بوگارڈو سے مل کر تمام صورتحال کا پتہ چلائے۔

چنانچہ اس نے میک اپ درست کیا اور پھر ہوٹل سے باہر آ گیا۔ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ صدر مملکت کی ہنگامی میٹنگ صدارتی سیکرٹریٹ میں ہوتی ہے اس لئے ٹیکسی ڈرائیور سے اس نے صدارتی سیکرٹریٹ چلنے کے لئے کہا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

بلیک زیرو نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کارڈ نکالا اور ساتھ ہی ایک بڑا نوٹ اور پھر اس نے نوٹ ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

"میرا تعلق خفیہ پولیس سے ہے ـــ یہ دیکھو کارڈ" ـــــ بلیک زیرو نے یقین دلانے کے لئے کارڈ ڈرائیور کی نظروں کے سامنے لہرایا۔

"یس سر ۔۔۔ یس سر" ۔۔۔ ڈرائیور کارڈ دیکھتے اور خفیہ پولیس کا لفظ سنتے ہی بوکھلا گیا تھا۔

"میں نے ایک آدمی کا تعاقب کرنا ہے اس لئے تم ٹیکسی انگیج رکھنا ۔۔۔ یہ نوٹ رکھ لو۔ اگر زیادہ دیر لگی تو اور دے دونگا۔ مگر کام ہوشیاری سے ہونا چاہیئے" جیک زیرو نے کہا۔

"کوئی بات نہیں سر ۔۔۔ یہ آپ رکھ لیں" ۔۔۔ ڈرائیور نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ۔۔۔ تمہیں تمہارے کام کا پورا معاوضہ ملے گا ۔۔۔ پھر یہ کوئی میری جیب سے تو نہیں جانا ۔۔۔ سرکاری رقم ہے" ۔۔۔ جیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر" ۔۔۔ ڈرائیور نے بھی جواب میں مسکراتے ہوئے نوٹ لیا اور پھر جیب میں ڈال لیا۔

"سر۔ کیا آپ کو اس رقم کا حساب نہیں دینا پڑتا" ۔۔۔؟ چند لمحوں بعد ڈرائیور نے پوچھا۔

"اپنے کام سے کام رکھو ڈرائیور ۔۔۔ فضول باتیں نقصان دیتی ہیں" ۔۔۔ جیک زیرو نے قدرے کرخت لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے ہونٹ بھینچ لئے۔

چند لمحوں بعد وہ سنٹرل سیکرٹریٹ کے قریب پہنچ گئے اور پھر جیک زیرو نے ٹیکسی ایک سائیڈ پر رکوا دی اور خود باہر نکل کر سیکرٹریٹ کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مگر دروازے سے کافی فاصلے پر ایک باوردی سپاہی نے اسے روک لیا

"آپ ادھر نہیں جا سکتے" ۔۔۔ سپاہی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں ادھر جانا بھی نہیں چاہتا ۔۔۔ صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ میٹنگ کس وقت ختم ہوگی" ۔۔۔؟ جیک زیرو نے باوقار لہجے میں پوچھا۔

"مگر کیوں ۔۔۔ آپ کیوں پوچھنا چاہتے ہیں" ۔۔۔؟ سپاہی نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

"خفیہ پولیس ۔۔۔ مجھے چیف انگل کو ایک ضروری پیغام دینا ہے ۔۔۔ اٹ از ایمرجنسی" ۔۔۔ جیک زیرو نے جیب سے کارڈ نکال کر اس کی ایک جھلک سپاہی کو دکھاتے ہوئے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"اوہ سر ۔۔۔ مگر میٹنگ تو شاید آدھ گھنٹہ مزید چلے ۔۔۔ اور اندر جانے یا کسی قسم کا پیغام پہنچانے کی سخت ممانعت ہے" ۔۔۔ سپاہی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا

"کوئی بات نہیں ۔۔۔ میں انتظار کر لونگا ۔۔۔ آپ صرف اتنا کام کر دیں کہ جب وہ باہر آئیں تو انہیں کہہ دیں کہ ان کے لئے ایک ایمرجنسی پیغام ہے" ۔۔۔ جیک زیرو نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ۔۔۔ میں کہہ دونگا" ۔۔۔ سپاہی نے کہا۔

"تھینک یو" ۔۔۔ جیک زیرو نے باوقار لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس ٹیکسی کی طرف مڑ گیا۔

اور پھر واقعی اسے آدھا گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔ اس کے بعد کاریں گیٹ پر پہنچنی شروع ہوئیں۔

جیک زیرو اس سپاہی کو دیکھ رہا تھا جو گیٹ کے قریب کھڑا تھا جیسے ہی اس نے میٹنگ کی مرسڈیز کو گیٹ پر رکتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی سپاہی نے جھک کر ڈرائیور سے بات کی۔ وہ شاید خود لوگارڈو کو پیغام دینے کی ہمت نہیں رکھتا تھا اس لئے اس نے ڈرائیور کو پیغام دے دیا تھا۔

جیسے ہی سپاہی ڈرائیور سے بات کرنے کے لئے جھکا تھا، جیک زیرو نے ڈرائیور سے کہا۔ "گاڑی آگے بڑھاؤ ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ اور ڈرائیور نے پھرتی سے گاڑی آگے بڑھا دی۔ پھر

عمارت کے سامنے کافی بڑے باغیچے کا چکر لگایا اور دوبارہ صدر دروازے پر پہنچا تو اس نے سیاہ رنگ کی مرسڈیز کو تیزی سے شہر کی طرف جانے والی سڑک پر مڑتے دیکھا۔ پچھلی نشست پر بیٹھا ہوا ایک لحیم و شحیم آدمی بڑے غور سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ بلیک زیرو سمجھ گیا کہ یہی بوگارڈو ہے۔

"ڈرائیور! — گاڑی اس سیاہ مرسڈیز کے پیچھے ڈال دو — مگر احتیاط سے —" بلیک زیرو نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے ٹرن لے کر گاڑی سیاہ مرسڈیز کے تعاقب میں ڈال دی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد سیاہ مرسڈیز ایک ایسی کالونی میں داخل ہوئی جس میں بڑی بڑی عظیم الشان کوٹھیاں تھیں۔ اور پھر مرسڈیز ایک سرخ رنگ کی کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہوتی چلی گئی۔

بلیک زیرو ٹیکسی لئے آگے چلا گیا اور پھر اگلے چوک سے اس نے ٹیکسی کو واپس شہر چلنے کے لئے کہا۔

شہر کے پہلے چوراہے پر اس نے ٹیکسی رکوائی اور ایک چھوٹا نوٹ ڈرائیور کی جھولی میں ڈال کر تیزی سے ٹیکسی سے نیچے اتر گیا۔ اب اس کا رخ وہاں موجود ایک ریستوران کی طرف تھا۔

ریستوران میں بلیک زیرو تقریباً دو گھنٹے بیٹھا رہا۔ جب رات کا اندھیرا اچھی طرح پھیل گیا تو بلیک زیرو ریستوران سے باہر نکلا اور پھر اس نے ایک ٹیکسی انگیج کر کے اُسے کالونی چلنے کے لئے کہا۔

بوگارڈو کی سرخ کوٹھی سے کافی پہلے وہ ٹیکسی سے اتر گیا اور ٹیکسی کے جانے کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بوگارڈو کی کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ پھر مین گیٹ کی قریبی گلی سے گزر کر وہ کوٹھی کی پشت پر آ گیا۔ چند لمحوں تک وہ جائزہ لیتا رہا پھر اُسے گٹر نظر

آیا اور پھر بلیک زیرو گٹر کا ڈھکنا اٹھا کر اندر داخل ہو گیا اور گٹر سے ہوتا ہوا وہ کوٹھی کی اندرونی سمت پہنچ گیا۔ پھر گٹر کا بیرونی ڈھکن آتے ہی وہ اُسے اٹھا کر باہر آ گیا اب وہ کوٹھی کے پائیں باغ میں تھا۔

چند لمحوں تک پائیں باغ میں دبکے رہنے کے بعد بلیک زیرو دبے قدموں آگے بڑھا اور پھر اُسے ایک کھڑکی میں روشنی نظر آ گئی۔ کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس نے بڑی احتیاط سے اندر جھانکا تو یہ غسل خانہ تھا۔ وہ ہاتھوں کے بل اچھلتا ہوا کھڑکی کے اندر داخل ہوا اور غسل خانے میں پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے پھرتی سے جیب سے نقاب نکالا اور اُسے سر پر چڑھانے کے بعد جیب سے ریوالور نکالا اور اندرونی کمرے کی طرف کھلنے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے کمرے کی جانب سے ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

بلیک زیرو نے دروازے کے ایک پٹ کو آہستہ سے دبایا تو دونوں پٹوں کے درمیان ایک معمولی سی درز بن گئی۔ اب آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں اور صرف آوازیں ہی نہیں بلکہ وہ کمرے کا پورا منظر بھی دیکھ سکتا تھا۔

"میں کہتی ہوں تمہیں بتانا ہو گا کہ عمران اور اس کا ساتھی کہاں ہے —؟" ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ اور بلیک زیرو عمران کے متعلق سن کر چونک پڑا۔ اس نے دیکھا کہ کمرے میں بوگارڈو ایک کرسی پر بیٹھا ہے اور اس کے سامنے ایک نوجوان لڑکی جس نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا ہاتھ میں ٹامی گن پکڑے کھڑی تھی۔ ٹامی گن پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ لڑکی کے لمبے لمبے بال اس کی پشت پر پھیلے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو کو اس کی صرف پشت نظر آ رہی تھی البتہ ٹامی گن کا دہانہ جو بوگارڈو کی طرف اٹھا ہوا تھا اس کی نظروں میں تھا۔

بوگارڈو کے چہرے پر تعجب اور بوکھلاہٹ کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا اینڈریا ——— عمران اور اس کے ساتھی کو میں نے زہریلے گٹر میں پھینک دیا ہے ——— اب تک تو ان کی ہڈیاں بھی گل چکی ہوں گی" بوگارڈو نے جواب دیا۔

"تم جھوٹ کہتے ہو بوگارڈو ——— عمران اور اس کا ساتھی تمہارے ہاتھوں بچ نکلے ہیں ——— یا ——— پھر تم ان کے ساتھ مل کر ہمیں ڈبل کراس کر رہے ہو" ——— لڑکی نے جس کا نام اینڈریا تھا انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں اینڈریا ——— تم یقین کرو ——— میں سچ کہہ رہا ہوں" ——— بوگارڈو نے جواب دیا۔

"مگر چیف باس کو تمہاری بات پر یقین نہیں ہے ——— اگر تم سچے ہوتے تو عمران اور اس کے ساتھی کی لاشیں چیف باس کو بھجوا دیتے ——— یا کم سے کم مجھے ہی دکھا دیتے ——— اس لئے چیف باس نے تمہاری موت کے احکام جاری کر دیئے ہیں ———" اینڈریا نے کہا۔

"نہیں نہیں ——— ایسا ناممکن ہے ——— میں تمہارے ملک کا ایک بااعتماد کارکن ہوں میری وجہ سے تم لوگوں کو یہاں بے شمار مفادات حاصل ہیں ——— چیف باس میرے قتل کا حکم جاری نہیں کر سکتیں" ——— بوگارڈو نے شدید بوکھلاہٹ سے پُر لہجے میں کہا۔

"مگر مجھے افسوس ہے ——— ایسا ہو چکا ہے ——— اس لئے اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ" ——— اینڈریا نے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ اینڈریا کی انگلی ٹریگر کو دبانے میں کامیاب ہوتی۔ بوگارڈو بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر جب وہ قلابازی کھا کر سیدھا ہوا تو ٹامی گن اس کے ہاتھوں میں تھی اور اینڈریا ٹامی گن چھیننے کے لئے لگنے والے دھکے سے فرش پر گر چکی تھی۔ اب اینڈریا کا چہرہ بھی بلیک زیرو کے سامنے تھا۔

"خبردار ——— اگر حرکت کرنے کی کوشش کی" ——— بوگارڈو نے انتہائی کرخت لہجے میں ٹامی گن کا رخ اینڈریا کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرا لمحہ بلیک زیرو کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ اینڈریا اپنی جگہ سے یوں اچھلی جیسے بجلی کوندی ہو اور بوگارڈو کو ٹریگر دبانے کی حسرت ہی رہ گئی۔ اینڈریا جیسے ہی اس پر جا گری تھی ٹامی گن بوگارڈو کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری تھی اور اینڈریا نے بوگارڈو کو چھاپ لیا تھا۔

بوگارڈو بھی لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر تھا۔ اس نے نیچے گرتے ہی دونوں پیر اینڈریا کے پیٹ پر رکھے اور پوری قوت سے اسے اپنے سر پر سے اچھال دیا مگر اینڈریا کی چستی اور پھرتی حیرت انگیز تھی۔ نیچے گرتے ہی اس کی دونوں ٹانگیں قینچی کی طرح بوگارڈو کی گردن کے گرد جم گئیں۔ اور پھر اس نے حیرت انگیز تیزی کے ساتھ فرش پر کروٹیں بدلنی شروع کر دیں۔ بوگارڈو بھی اس کے ساتھ ہی فرش پر الٹ پلٹ ہوتا رہا۔

بلیک زیرو نے دیکھا کہ اینڈریا حیرت انگیز پھرتی کے ساتھ کروٹیں بدلتی ہوئی اپنے جسم کو اس طرف موڑتی ہوئی چلی گئی جدھر ٹامی گن پڑی تھی۔ وہ اتنی تیزی سے کروٹیں بدلتی جا رہی تھی کہ بوگارڈو کو کچھ کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا اور وہ اس کے ساتھ ہی فرش پر الٹ پلٹ ہوتا گیا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے اس کی ٹانگیں پکڑنے کی کوشش کی مگر اینڈریا اتنی تیزی سے کروٹیں لے رہی تھی کہ بوگارڈو سنبھل ہی نہ سکا۔

پھر جیسے ہی اینڈریا کا ہاتھ ٹامی گن پر پڑا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اپنے جسم کو سمیٹ لیا اور دوسرے لمحے بوگارڈو کی گردن آزاد ہو گئی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ اینڈریا ٹامی گن اٹھائے اس کے سر پر کھڑی تھی۔ دوسرے لمحے اس نے ٹامی گن کا ٹریگر دبا دیا اور گولیوں کی بوچھاڑ بوگارڈو کے سینے میں گھستی چلی گئی۔ اور بوگارڈو

کے حلق سے چیخ بھی نہ نکل سکی۔

اسی لمحے جیک زیرو نے دروازے کے پٹ کو ذرا سا کھولا اور پھر اس کے سائلنسر لگے ریوالور نے شعلہ اگلا اور اینڈریا کے ہاتھوں سے مائیکرو گن نکلتی چلی گئی اور اینڈریا ہاتھ جھٹکتی ہوئی بجلی کی سی تیزی سے گھومی۔

"خبردار! اگر حرکت کی تو" —— جیک زیرو نے قدم کمرے کے اندر بڑھاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو —— ؟" اینڈریا نے اپنے اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے پکڑتے ہوئے کہا جس پر گولی نے ذرا سی خراش ڈال دی تھی۔ اس کے چہرے پر تکلیف اور تعجب کے ملے جلے آثار پھیلے ہوئے تھے۔

"میں کوئی بھی ہوں مس اینڈریا —— بہرحال میں برگارڈو کے قتل کا عینی شاہد ہوں تم اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو" —— جیک زیرو نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اینڈریا نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔ اب جیک زیرو اس سے چند قدموں کے فاصلے پر تھا۔ اس نے ریوالور اس کی طرف تان رکھا تھا۔

"تم نے برگارڈو کو کیوں قتل کیا ہے —— ؟" جیک زیرو نے پوچھا۔

"میری مرضی —— تم پوچھنے والے کون ہوتے ہو —— ؟" اینڈریا نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے اینڈریا —— تم ضرورت سے زیادہ چالاک اور پھرتیلی ہو —— مگر یاد رکھنا اس بار تمہارے مقابلے میں برگارڈو نہیں ہے —— میں عورتوں کو قتل کرنے اور اذیت پہنچانے کے سلسلے میں بہت معروف ہوں —— اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم کھل جاؤ" —— جیک زیرو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ہوں —— تقریر اچھی کر لیتے ہو" —— اینڈریا نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ نیچے گرا دیئے۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ" —— جیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے گولی مار سکتے ہو —— مگر مجھے معلوم ہے کہ تم ایسا نہیں کرو گے۔ کیونکہ ظاہر ہے تم نے مجھ سے بہت کچھ پوچھنا ہے —— میری موت کے بعد تم میری لاش سے کچھ نہیں پوچھ سکو گے" —— اینڈریا نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا —— اور جیک زیرو اس لڑکی کی بے جگری اور جرأت پر حیرت زدہ رہ گیا۔

"موت بڑی دور کی بات ہے اینڈریا" —— جیک زیرو نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے ریوالور سے شعلہ نکل گیا۔

گولی اینڈریا کا ایک کان غائب کر گئی تھی۔ اینڈریا ایک ہلکی سی چیخ مار کر پیچھے کی طرف جھکی اور جیک زیرو اس کے سیدھے ہونے کے انتظار میں ریوالور تانے کھڑا رہ گیا مگر اینڈریا سیدھی ہونے کی بجائے جھکتی ہی چلی گئی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بے ہوش ہو رہی ہے مگر دوسرے لمحے وہ ایک تیز جھٹکے سے سیدھی ہوئی اور جیک زیرو کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔

اینڈریا نہ صرف سیدھی ہوئی تھی بلکہ اس کی ٹانگ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی تھی اور ریوالور کے نکلنے کا کارنامہ اس کی اسی ٹانگ نے سر انجام دیا تھا۔

جیسے ہی جیک زیرو کے ہاتھ سے ریوالور نکلا اس نے بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی اور قریب پڑی مائیکرو گن کی طرف جھپٹا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے ہاتھ سے ریوالور نکلنے کے بعد اینڈریا مائیکرو گن کی طرف جھپٹے گی۔ اس لئے جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مصداق اس نے مائیکرو گن پر پہلے چھلانگ لگا دی مگر اینڈریا نے وہ نہیں کیا جو جیک زیرو نے سوچا تھا۔

جیسے ہی جیک زیرو مائیکرو گن کی طرف جھپٹا۔ اینڈریا نے دروازے کی طرف چھلانگ

نگاہ دی اور جب تک بلیک زیرو ٹامی گن اٹھا کر سیدھا ہوتا۔ اینڈریا دروازے سے باہر جا چکی تھی۔

بلیک زیرو اس کے پیچھے لپکا مگر کچھ سوچ کر رک گیا۔ اُسے خیال آ گیا تھا کہ وہ اس وقت مجرموں کی حیثیت سے سیکرٹ سروس کے سربراہ کی خوابگاہ میں موجود تھے اور سیکرٹ سروس کا سربراہ مر چکا ہے اس لیے ہو سکتا ہے وہ پھنس جاتے۔

ابھی تک بوگارڈ کے کمرے میں کوئی نہیں آیا تھا۔ اس لئے بلیک زیرو کو کوئی نہیں دیکھ سکا تھا۔

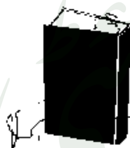
اُدھر اینڈریا جس انداز سے دروازے سے باہر نکلی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ پہلے بھی یہاں آتی جاتی رہتی ہے۔

بلیک زیرو نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا پھر اس نے ٹامی گن نیچے پھینکی اور اپنا ریوالور اٹھا کر تیزی سے غسل خانے کی طرف لپکا۔ غسل خانے کی کھڑکی سے باہر آتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے واپس گٹر کے دھانے میں داخل ہوا اور پھر گٹر کے اندر بھاگتا ہوا وہ جلد ہی اس دہانے سے باہر آ گیا جس میں پہلے داخل ہوا تھا۔

باہر آتے ہی اس نے نقاب اتار کر جیب میں ڈالا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے یہ سب کچھ اتنی پھرتی سے کیا تھا کہ اس کے اندازے کے مطابق اینڈریا کے دروازے سے باہر نکلنے اور بلیک زیرو کے کوٹھی کے مین گیٹ تک پہنچنے کے درمیان زیادہ سے زیادہ تین چار منٹ کا وقفہ رہا ہوگا۔

جب بلیک زیرو کوٹھی کے مین گیٹ کے قریب پہنچا تو اس نے ایک سرخ رنگ کی سپورٹس کار گیٹ سے باہر نکلتی دیکھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر اینڈریا بیٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر گہرے تفکر کے آثار تھے۔ وہ جس اطمینان سے کوٹھی سے باہر نکلی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے کوٹھی سے باہر نکلنے کے لیے کسی خاص تردد کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

بلیک زیرو کے پاس چونکہ کوئی سواری نہیں تھی اس لیے وہ صرف ہاتھ ہی ملتا رہ گیا۔ اور اینڈریا کی کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی موڑ مڑ کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔



عمران اور صفدر کو بالکل ٹھیک ہونے میں چار روز لگ گئے۔ ان چار دنوں میں وہ اوھیڑ عمر ڈاکٹر کے کاٹیج میں ہی رہے تھے۔ ڈاکٹر کو انہوں نے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ ان کی ایک قیمتی انگوٹھی گٹر میں گر گئی تھی جسے اٹھانے کے لیے وہ گٹر میں گئے تھے مگر انگوٹھی پانی کے بہاؤ کے ساتھ آگے چلی گئی تھی۔ اور نتیجتاً انہیں بھی انگوٹھی کا پیچھا کرتے ہوئے آگے بڑھنا پڑا۔ مگر گٹر میں زہریلی ہوا کی وجہ سے صفدر بے ہوش ہو گیا اور عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ اور صفدر کو باہر نکالا تھا۔ وہ صفدر کو کافی دور تک گھسیٹتا ہوا سڑک کے قریب تک لے آیا تھا مگر پھر اس کی ہمت جواب دے گئی اور وہ صفدر کو وہیں چھوڑ کر مدد حاصل کرنے کے لیے کاٹیج تک آیا تھا۔

"تم نے بے مثال جرأت اور ہمت کا مظاہرہ کیا ہے ڈاکٹر ٹم ٹم ———" اوھیڑ عمر ڈاکٹر نے عمران کی کہانی سن کر کہا۔

عمران نے ڈاکٹر کو اپنا نام ٹم ٹم ہی بتایا تھا اور صفدر کا نام اس نے جوڈا بتایا ہوا تھا۔ ڈاکٹر نے ان ناموں پر حیرت کا اظہار کیا تھا مگر عمران نے اسے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ پاکیشیا میں نام ایسے ہی ہوتے ہیں۔

عمران نے ہال کے دوسرے کونے سے ہانک لگائی۔

مگر صفدر نے اس کی طرف نہیں دیکھا اس کی نظریں مسلح لڑکیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اُسے معلوم تھا کہ اس کی ایک لمحے کی غفلت پانسہ پلٹ سکتی ہے۔

لڑکیوں نے سٹین گنیں پھینک کر ہاتھ اٹھا لئے۔

" ایک طرف ہٹ کر دیوار کے ساتھ کھڑی ہو جاؤ ـــــ خبردار اگر کسی نے کوئی غلط حرکت کی تو ـــــ " صفدر نے ایک بار پھر چیخکارتے ہوئے کہا۔

لڑکیوں نے بے چون چرا صفدر کے احکام کی تعمیل کی۔

صفدر نے آگے بڑھ کر پیر کی ٹھوکروں سے تمام سٹین گنیں ہال کے دوسرے کونے کی طرف پھینک دیں اور پھر ایک کونے میں سٹین گن لئے کھڑا ہوگیا۔ اب وہ ان سب کو آسانی سے کور کر سکتا تھا۔

ادھر باس ابھی تک عمران کی گرفت میں کسمسا رہی تھی مگر ظاہر ہے عمران کی گرفت سے نکلنا اس کے بس کا روگ نہ تھا۔ چنانچہ چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد اس نے اپنا جسم ڈھیلا چھوڑ دیا۔

" اب بولو باس صاحبہ! ـــــ مجھ سے شادی کرنے پر تیار ہو یا نہیں ـــــ " عمران نے اس کی گردن میں لپٹے ہوئے بازو کو ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ باس کوئی جواب دیتی۔ باہر سے بے تحاشہ فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ یوں لگتا تھا جیسے دو پارٹیاں آپس میں الجھ گئی ہوں۔

صفدر اور عمران دونوں چوکنا ہوگئے۔ صفدر تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کی اوٹ میں ہوگیا۔ عمران باس کے جسم کو دبائے کرسی کی آڑ میں دبک گیا۔

اسی لمحے ہال کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی ہاتھوں میں مشین گن پکڑے اچھل کر اندر آگیا۔ اس کے پیچھے تین چار اور مسلح آدمی بھی اندر آگئے۔

" ہینڈز اپ ـــــ خبردار اگر حرکت کی " ـــــ اچانک صفدر نے دروازے کی آڑ سے نکلتے ہوئے کہا۔

" مسٹر بوگارڈو آپ " ـــــ اس سے پہلے کہ نووارد ہاتھ اٹھاتے۔ عمران نے کرسی کے پیچھے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ باس ابھی تک اس کی گرفت میں تھی۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ شاید نادانستگی میں عمران کی گرفت سخت ہوگئی تھی۔

" ارے مسٹر عمران آپ ـــــ پھر یقیناً ہمارے پیچھے بھی آپ کا ہی ساتھی ہوگا " بوگارڈو نے مطمئن لہجے میں کہا۔

" ہاں ! ـــــ صفدر تم فکر نہ کرو۔ یہ اپنے ہی آدمی ہیں " ـــــ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا جو ابھی تک پوری مستعدی سے ان کی پشت پر سٹین گن تانے کھڑا تھا۔

عمران کی بات سنکر صفدر کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

" جونارڈ ـــــ ان لڑکیوں کو لے جاؤ " ـــــ بوگارڈو نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور سب مسلح آدمیوں نے آگے بڑھ کر ان لڑکیوں کو گھیرے میں لے لیا۔

" مگر میں اپنے حصے کی نہیں دونگا مسٹر بوگارڈو " ـــــ عمران نے باس کو آگے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ اور لڑکی چند قدم لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر سنبھل کر کھڑی ہوگئی۔

" نہیں مسٹر عمران ! ـــــ یہ میرے ملک کی مجرم ہے اس لئے یہ تمہیں نہیں مل سکتی۔ اس کے بدلے میں اگر کہو تو میں تمہیں سینکڑوں لڑکیاں دے سکتا ہوں " ـــــ بوگارڈو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ فتح کی خوشی سے کھلا ہوا تھا

" ارے باپ رے ـــــ سینکڑوں ـــــ میں نے کسی عرب شیخ کی طرح حرم تو نہیں بنانا ـــــ پھر میری کھوپڑی میں اتنی قوت برداشت نہیں ہے کہ سینکڑوں

ان چار دنوں میں عمران نے ادھیڑ عمر ڈاکٹر جس کا نام چانگ تھا پر اپنی قابلیت کا سکہ جما لیا تھا اس لئے ڈاکٹر چانگ اب اس سے خاصا مرعوب ہو چکا تھا۔

"ڈاکٹر تم تم — مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ اب آپ دونوں مکمل طور پر صحت یاب ہو چکے ہیں" — ڈاکٹر چانگ نے مسکراتے ہوئے عمران اور صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت آتش دان کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔

"کہاں صحت یاب ہوئے ہیں ڈاکٹر چانگ — میرے دماغ کے اندرونی خلیوں میں موجود زلزلے کی لہریں تو ابھی تک کسمسا رہی ہیں" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب — زلزلے کی لہریں" — ڈاکٹر چانگ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈاکٹر — یہ میری بدقسمتی ہے کہ ایک بار میں زلزلے کے دریا میں گر گیا تھا اور پھر زلزلہ میرے دماغ میں پہنچ گیا — آج تک باہر نہیں نکلا" — عمران کا لہجہ اس قدر سنجیدہ تھا کہ ڈاکٹر چانگ منہ پھاڑے رہ گیا۔

"زلزلے کا دریا — حیرت انگیز — زلزلہ تو ایک بیماری ہے اس کا دریا —؟" ڈاکٹر چانگ نے حیرت کی شدت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں ڈاکٹر چانگ — ہمارے ہاں ایک دریا ہے جس کا نام زلزلے کا دریا ہے — ڈاکٹر ٹم ٹم ایک بار اپنی ٹم ٹم سمیت اس دریا میں گر گئے تھے اور پھر زلزلہ ان کے دماغ میں اور ٹم ٹم ان کے جسم میں گھس گئی تھی" — اس بار صفدر نے جواب دیا اس کا لہجہ بھی بے حد سنجیدہ تھا۔

"آپ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں — یہ ٹم ٹم کیا چیز ہوتی ہے جو ڈاکٹر کے جسم میں گھس گئی" — ڈاکٹر چانگ کا منہ حیرت سے کچھ اور ٹیڑھا ہو گیا تھا۔

"آہ — ٹم ٹم کے متعلق نہ پوچھئے جناب ڈاکٹر چانگ — بہتر ہے کہ کچھ نہ پوچھیں — میرے

ماموں چوہا مور کو دیکھو — بے چارہ آج تک اسی چکر میں ہے کہ کسی طرح ٹم ٹم اس کے جسم میں گھس جائے اور یہ بھی آدمیوں کی سی زندگی گزار سکے مگر ٹم ٹم تو خوش قسمت والوں کو ہی ملتی ہے — بیچارہ چوہا مور" — عمران نے بڑے غمزدہ سے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے صفدر پر بری طرح ترس آ رہا تھا۔

"آخر مجھے بھی تو پتہ چلے کہ یہ ٹم ٹم کیا ہوتی ہے" — ڈاکٹر چانگ نے اس بار جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"میں بتاتا ہوں ڈاکٹر — ہمارے ہاں ٹم ٹم ایک ایسی مچھلی کو کہتے ہیں جو بالکل چھوٹی سی ہوتی ہے — یہ مچھلی جس کے جسم میں چلی جائے بس کچھ نہ پوچھو اس کا کیا حشر ہوتا ہے" — صفدر نے کہا۔

"کیا ہوتا ہے —؟" ڈاکٹر چانگ نے چونک کر پوچھا۔

"ہونا کیا ہے ڈاکٹر — بس وہ مسٹر ٹم ٹم بن جاتا ہے" — صفدر نے عمران کے کچھ کہنے سے پہلے ہی جواب دے دیا۔

اور ڈاکٹر چانگ کے حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

"خوب — بہت خوب — آپ لوگ واقعی بے حد دلچسپ انسان ہیں" — ڈاکٹر چانگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا ڈاکٹر چانگ — آپ نے جس خلوص، محبت اور مہربانی کا سلوک ہم سے کیا ہے ہم اس کے لئے آپ کے تہہ دل سے ممنون ہیں — اگر زندگی رہی تو آپ سے پھر ملاقات ہو گی۔ اب ہمیں اجازت دیجئے" — اچانک عمران نے کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے — آپ کو یہ اچانک کیا ہو گیا — چلے جانا بھی — ابھی ایک دو ہفتے یہاں رہو" — ڈاکٹر چانگ نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر — اب اجازت دیجئے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"اچھا بھئی تمہاری مرضی ——— بہرحال کبھی فرصت ملے تو ملنے آجانا ——— مجھے تم لوگوں سے مل کر بے حد خوشی ہوگی" ——— ڈاکٹر نے بادل نخواستہ عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"یقیناً ڈاکٹر ——— ہم ضرور آئیں گے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی ڈاکٹر سے مصافحہ کر کے عمران کے ساتھ ڈاکٹر جانگ کے کاٹیج سے باہر آگیا۔

"اب کیا ارادے ہیں عمران صاحب!" ——— کاٹیج سے باہر آتے ہی صفدر نے پوچھا۔

"ارادے تو نیک ہیں ——— بشرطیکہ لڑکی والے مان جائیں" ——— عمران نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا۔

اور صفدر برا سا منہ بنا کر خاموش ہوگیا۔

وہ دونوں خاموشی سے سڑک پر پیدل چلے جا رہے تھے۔ عمران نجانے کن سوچوں میں گم تھا کہ اس کے چہرے پر موجود ازلی حماقت کا نقاب بھی اس وقت نظر نہ آرہا تھا اور صفدر حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس نے کئی بار کچھ کہنے کا ارادہ کیا مگر پھر کچھ سوچ کر خاموش ہوگیا۔

"آخر بوگارڈ نے ہمیں ہلاک کرنے کی کوشش کیوں کی تھی" ——— جب صفدر سے نہ رہا گیا تو آخر وہ بول ہی پڑا۔

"آئندہ ملاقات پر میرا پہلا سوال یہی ہوگا ——— جواب تم بھی سن لینا" ——— عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ——— آخر آپ اتنے سنجیدہ کیوں ہیں" ——— صفدر نے

جھنجھلا کر کہا۔

"بھئی تم خود ہی تو کہتے ہو کہ سنجیدہ رہا کرو ——— اگر میں سنجیدہ ہوتا ہوں تو تم مرچیں چبانا شروع کر دیتے ہو ——— اب بتاؤ میں کیا کروں" ——— عمران نے اس بار زور سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ساتھ ٹریجڈی یہی ہے کہ جب سنجیدہ ہونے کا موقع ہوتا ہے آپ سنجیدہ نہیں ہوتے ——— اور جب اس کا موقع نہیں ہوتا تو آپ سنجیدہ ہو جاتے ہیں" ——— صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں ——— تمہاری طرح موقعہ شناس واقع نہیں ہوا" ——— عمران نے سنجیدگی سے کہا اور صفدر نے اب فیصلہ کر لیا کہ اب چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے وہ خاموش رہے گا۔

تقریباً ایک گھنٹہ مسلسل چلنے کے بعد آخر کار وہ شہر کی حدود میں داخل ہوگئے۔ تب ہی ایک خالی ٹیکسی انہیں مل گئی۔

"زمری کالونی چلو" ——— عمران نے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر صفدر کے سوار ہونے پر ٹیکسی تیزی سے سڑک پر دوڑنے لگی۔

پندرہ بیس منٹ بعد ہی ٹیکسی ایک ایسی کالونی میں داخل ہوئی جس میں عظیم الشان کوٹھیاں بنی ہوئی تھیں۔ ایک چوک پر عمران نے ٹیکسی رکوائی اور پھر ڈرائیور کو کرایہ دے کر وہ آگے بڑھ گیا۔ صفدر بڑی خاموشی سے اس کے پیچھے چلا آرہا تھا۔

ذرا ہی دور چلنے پر عمران اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ سامنے موجود سرخ رنگ کی کوٹھی کے گیٹ سے ایک سپورٹس کار باہر نکل رہی تھی۔ جسے سیاہ لباس میں ملبوس ایک لڑکی ڈرائیو کر رہی تھی۔ سپورٹس کار انتہائی تیز رفتاری سے ان کے قریب سے گزرتی ہوئی گزر گئی۔

"ارے یہ تو وہی بات ہے" ۔۔۔ صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اب میرے خیال میں تمہیں اپنے سوال کا جواب مل گیا ہوگا ۔۔۔ جس کوٹھی سے یہ لڑکی نکلی ہے یہ بوگارڈو کی کوٹھی ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تو یہ مسئلہ ہے ۔۔ تو کیا وہ سب کچھ ڈرامہ تھا" ۔۔۔ صفدر کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"ہاں صفدر ۔۔۔ شاندار ڈرامہ ۔۔۔ جس میں ہم دونوں نے مہروں کا کردار ادا کیا تھا" ۔۔ عمران کی خوش دلی لوٹ آئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے ذہن پر کوئی دھند چھائی ہوئی تھی جو اس لڑکی کو دیکھتے ہی چھٹ گئی ہو۔

"آؤ ۔۔ اب باقی سوال جواب بوگارڈو سے کریں" ۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ سرخ کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران نے کال بیل بجائی تو ایک قوی ہیکل نوجوان چوکیدار رائفل سنبھالے باہر آگیا۔

"فرمایئے" ۔۔۔ چوکیدار نے پوچھا۔

"بلیک ایگل سے کہو وائٹ ایگل آیا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں چوکیدار سے کہا۔

"اوہ آیئے ۔۔ بلیک ایگل اس وقت اپنی خوابگاہ میں ہیں ۔۔ میں انہیں اطلاع کر دیتا ہوں" ۔۔۔ چوکیدار نے فوراً مؤدب ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے کوٹھی میں داخل ہوگیا۔

عمران اور صفدر نے دیکھا کہ کوٹھی بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔ کہیں بھی کسی ملازم کی شکل نظر نہ آرہی تھی۔ صرف وہی چوکیدار تھا جو انہیں ڈرائینگ روم میں بٹھا کر خود بلیک ایگل کو ان کی آمد کی اطلاع دینے گیا تھا۔

مگر دوسرے لمحے وہ بوکھلایا ہوا واپس آیا۔ اس کے چہرے پر وحشت کے

آثار تھے۔

"قتل ۔۔ بلیک ایگل کو قتل کر دیا گیا ہے" ۔۔۔ چوکیدار نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے" ۔۔ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس سے پہلے کہ چوکیدار کچھ کہتا وہ تیزی سے ڈرائینگ روم سے باہر آگیا۔

"کہاں پڑی ہے اس کی لاش ۔۔ جلدی چلو ۔۔ پولیس کے آنے سے پہلے ہم نے یہ ضروری کاغذ حاصل کرنا ہے ۔۔ اشد ٹاپ سیکرٹ ۔۔۔ حکومت کا خصوصی راز" عمران نے چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آیئے میرے ساتھ" ۔۔۔ چوکیدار نے کہا اور پھر وہ انہیں لیکر مختلف کمروں سے ہوتا ہوا کوٹھی کے ایک اندرونی کمرے میں لے گیا۔

عمران اور صفدر نے دیکھا کہ وہاں شدید جدوجہد کے آثار نمایاں تھے۔ بوگارڈو کی لاش ایک طرف پڑی ہوئی تھی۔ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔ ایک طرف سائلنسر لگی گن پڑی تھی۔

عمران نے بوگارڈو کا ہاتھ پکڑ کر دیکھا تو اسے احساس ہوا کہ یہ سب کچھ تھوڑی دیر پہلے ہی ہوا ہے۔

"یہ لڑکی کون تھی جو ابھی ابھی کار میں گئی ہے" ۔۔۔؟ عمران نے پلٹ کر چوکیدار سے سوال کیا مگر چوکیدار غائب تھا۔

"اوہ ۔۔ وہ اطلاع دینے گیا ہوگا" ۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے پھرتی سے بوگارڈو کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ مگر اسے کچھ نہیں ملا۔

"عمران صاحب ۔۔۔ ادھر غسل خانے کی کھڑکی کھلی ہوئی ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ہوں ۔۔۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں تین افراد کے درمیان جدوجہد ہوئی ہے مگر

"وہ تیسرا کون تھا" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

عمران نے پورے کمرے کو کھنگال ڈالا۔ اور جب اس نے ایک الماری کا ایک خفیہ خانہ کھولا تو اسے ایک سرخ رنگ کی فائل نظر آگئی۔ فائل کو کھول کر ایک نظر دیکھتے ہی عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے پھرتی سے فائل جیب میں ڈالی اور پھر مڑ کر صفدر سے کہنے لگا۔

"آؤ صفدر ——— اب یہاں سے نکل چلیں"

مگر وہ دونوں جیسے ہی کمرے سے باہر نکلے، چوکیدار کی رائفل ان پر تنی ہوئی تھی۔

"آپ لوگ کوئی حرکت نہ کریں ——— میں نے محکمہ کو اطلاع دے دی ہے ——— وہ جلد ہی یہاں پہنچنے والے ہیں" ——— چوکیدار نے کرخت لہجے میں کہا۔ شاید اسے ڈاکٹر ایگل کے متعلق خصوصی ہدایات ملی تھیں۔

"تو میں کب کہہ رہا ہوں کہ وہ یہاں نہ آئیں ——— ہم خود ان کا انتظار کریں گے ——— مگر یہ بتاؤ کہ اس لڑکی کے ساتھ اور کون تھا" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"کون لڑکی" ——— ؟ چوکیدار نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"وہ جو ابھی ابھی کار میں گئی ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"وہ مس اینڈریا ——— مگر وہ تو اکیلی آئی تھی اور اکیلی چلی گئی ——— وہ صاحب کی دوست تھی" ——— چوکیدار نے جواب دیا۔

"اچھی دوستی نبھائی ہے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر اس سے پہلے کہ چوکیدار سنبھلتا، رائفل اس کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی۔ عمران نے ایک ہی جھپٹے میں رائفل چوکیدار کے ہاتھ سے لے لی تھی۔

"اب اپنے ہاتھ اوپر کر لو" ——— عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور چوکیدار نے خاموشی سے ہاتھ اٹھا لیئے۔

اسی لمحے گیٹ سے باہر کئی کاروں کے رکنے کی آوازیں سنائی دیں۔ عمران نے کاروں کی بریکوں کی آوازیں سنتے ہی انتہائی پھرتی سے کام لیا اور پھر رائفل کا دستہ پوری قوت سے چوکیدار کے سر پر پڑا اور وہ بغیر کوئی آواز نکالے ڈھیر ہو گیا۔

"آؤ صفدر نکل چلیں" ——— عمران نے کہا اور وہ دونوں تیزی سے واپس کمرے میں داخل ہوئے اور پھر غسل خانے سے ہوتے ہوئے اس کھڑکی کے راستے باہر باغ میں آ گئے جلد ہی انہیں گٹر کا دہانہ کھلا ہوا نظر آ گیا۔

عمران تیزی سے گٹر میں داخل ہو گیا اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا۔ ظاہر ہے صفدر اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسرے دہانے سے باہر آ گئے اب وہ دونوں کوٹھی سے باہر تھے۔

"تیسرا آدمی یقیناً اسی راستے سے واپس گیا ہے" ——— صفدر نے باہر نکلتے ہی کہا۔

"ہاں ——— اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا اس لڑکی سے کوئی تعلق نہ تھا" ——— عمران نے کہا۔

اب وہ تیزی سے مختلف کوٹھیوں کے عقب سے ہوتے ہوئے مین روڈ پر آ گئے جلد ہی انہیں ٹیکسی مل گئی۔

"شوالا ہوٹل" ——— عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔

عمران نے جیب سے فائل نکالی اور پھر اس کے مطالعے میں غرق ہو گیا۔ جوں جوں وہ پڑھتا جا رہا تھا اس کی آنکھوں میں چمک ابھرتی چلی آ رہی تھی۔ صفدر خاموشی سے نشست سے سر ٹکائے بیٹھا تھا اور ٹیکسی خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اس وقت ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ ایکسٹو نے گزشتہ رات ہی انہیں آوارہ گردی ختم کر کے کمرے میں ہی رہنے کا حکم دیا تھا چنانچہ سب ممبران کمرے میں موجود تھے۔ چائے کا دور چل رہا تھا اور موجودہ مشن کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں۔

"آخر یہ عمران اور صفدر کہاں غائب ہو گئے کہ ایکسٹو اس بری طرح سے انہیں ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔۔۔؟" تنویر نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تنویر۔۔۔ باس کا نام مت لو۔ ہم غیر ملک میں ہیں اور دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔" کیپٹن شکیل نے جو اس کے قریب ہی بیٹھا تھا بڑے نرم لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"سوری۔۔۔ مجھے خیال نہیں رہا تھا۔۔۔" تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کا موڈ ٹھیک تھا۔ اس لئے اس نے معذرت بھی کر لی تھی۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ وہ بحث سے ہی اکھڑ جاتا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات کرتا۔ اچانک کمرے میں رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کیپٹن شکیل نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"کیپٹن شکیل سپیکنگ۔۔۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ایکسٹو سپیکنگ۔۔۔ تنویر موجود ہے۔۔۔؟" دوسری طرف سے ایکسٹو کی باوقار آواز سنائی دی۔

"یس سر۔۔۔" کیپٹن شکیل نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو رسیور اسے دو۔۔۔" ایکسٹو نے کہا اور کیپٹن شکیل نے رسیور تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر۔۔۔" تنویر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تنویر۔۔۔ ایک نمبر نوٹ کر لو۔۔۔ آر ایس۔ فور زیرو ون تھری۔۔۔ یہ ایک کار کا نمبر ہے سپورٹس کار ہے۔ ماڈل اسی سال کا ہے۔۔۔ تم نے رجسٹریشن آفس سے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ کار کس کی ہے"۔۔۔ ایکسٹو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب"۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔ ایکسٹو کے سامنے اس کی تمام بدمزاجی کا خاتمہ ہو جاتا تھا کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ ایکسٹو کی دی ہوئی سزائیں خوفناک ہوتی ہیں۔

"جو پتہ معلوم ہو۔ تم نے اسے چیک کر کے اپنی رپورٹ دینی ہے۔۔۔ اب رسیور کیپٹن شکیل کو دے دو۔۔۔" ایکسٹو نے کہا اور تنویر نے رسیور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر۔۔۔" کیپٹن شکیل نے رسیور لیتے ہی کہا۔

"کیپٹن شکیل۔۔۔ مقامی سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر مشری جوزف لین پر ہے۔ تم نے وہاں کے کسی بااختیار آدمی کا روپ دھارنا ہے۔ انتخاب تم خود کر لینا۔ تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ سیکرٹ سروس آج کل کس کیس پہ کام کر رہی ہے۔ جس حد تک ہو سکے اس کیس کی تفصیلات حاصل کرنی ہیں۔۔۔ رابطہ فی الحال ٹرانسمیٹر پر ہو گا۔۔۔ اور ہاں یہ بتا دوں کہ یہاں سیکرٹ سروس کا کوڈ جنیب انگل ہے"۔۔۔ ایکسٹو نے ہدایات دیں۔

"بہتر سر۔۔۔ میں ابھی کوشش شروع کر دیتا ہوں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"چوہان اور نعمانی کو میری طرف سے ہدایات دے دو کہ وہ نرسری کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۴ کو چیک کریں۔ وہاں ایک قتل ہو گیا ہے۔ جب مطلع صاف ہو جائے تو انہیں کوٹھی کی مکمل تلاشی لینی ہے۔ کوئی دستاویز، کوئی فائل ان کی نظروں سے چوکنے نہ پائے اس

کے بعد وہ بھی پی فائیو پر مجھے رپورٹ دیں۔ گڈ بائی ـــــــ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کیپٹن شکیل نے رسیور رکھ دیا اور چوہان اور نعمانی کو ایکسٹو کی ہدایت سے مطلع کرنے لگا۔ تنویر پہلے ہی کمرے سے جا چکا تھا پھر چوہان اور نعمانی بھی سر ہلاتے ہوئے باہر نکل گئے جولیا اس بار ان کے ہمراہ نہیں تھی۔

ان کے جانے کے بعد کیپٹن شکیل نے ہلکا سا میک اپ کیا اور پھر جیب میں موجود ریوالور کو تھپکتے ہوئے وہ کمرے سے باہر آ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھا جوزف لین کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ٹیکسی نے تقریباً پندرہ منٹ بعد اسے جوزف لین کے پہلے چوک پر پہنچا دیا اور کیپٹن شکیل نیچے آیا۔ ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

جوزف لین ایک کافی بڑی سڑک تھی جس کے دونوں طرف بڑی بڑی بلڈنگیں تھیں جن پر مختلف کمپنیوں کے دفاتر تھے۔ اس وقت چونکہ صبح کے نو بجے تھے اس لئے سڑک پر کافی چہل پہل تھی۔

کیپٹن شکیل بڑے اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ اس عظیم الشان بلڈنگ کے سامنے پہنچ گیا جو تھری جوزف لین پر تھی۔ بلڈنگ پر ایم۔ امپورٹ ایکسپورٹ کمپنی کا بہت بڑا بورڈ لگا ہوا تھا۔ بلڈنگ کی پارکنگ میں کاروں کا ہجوم تھا اور بے شمار لوگ اندر آ جا رہے تھے۔

کیپٹن شکیل بھی خاموشی سے بلڈنگ کے اندر چلا گیا۔ نچلے فلور پر صرف پارکنگ کے لئے جگہ بنائی گئی تھی۔ اوپر کی منزلوں میں جانے کے لئے دو لفٹیں تھیں جو مسلسل اوپر نیچے آ جا رہی تھیں اور مختلف لوگ نیچے اوپر آ جا رہے تھے جن میں خواتین بھی شامل تھیں ایک طرف سیڑھیاں بھی تھیں۔ کیپٹن شکیل نے سیڑھیوں کے ذریعے اوپر جانا مناسب سمجھا تاکہ

وہ اطمینان سے تمام منزلوں کو چیک کر سکے۔ چنانچہ وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا پہلی منزل پر آ گیا۔ اس منزل پر دس کمرے تھے۔ اور سب پر مختلف فرموں کی تختیاں موجود تھیں اور ہر کمرے میں دفتری عملہ موجود تھا۔

کیپٹن شکیل نے ہر کمرے کو سرسری نظروں سے دیکھا مگر اس نے محسوس کیا کہ یہاں واقعی کاروبار ہو رہا ہے چنانچہ وہ سیڑھیاں چڑھ کر دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ یہاں بھی مختلف فرمیں تھیں اور وہی کاروباری لوگوں کا رش تھا۔ اب صرف تیسری منزل رہ گئی تھی چنانچہ وہ تیسری منزل پر آ گیا۔ یہاں قدرے سکون تھا۔ اکا دکا لوگ ادھر ادھر آ جا رہے تھے۔ یہاں ایک ہی فرم کے مختلف دفاتر تھے جس کا بہت بڑا سائن بورڈ عمارت کے باہر لگا ہوا تھا۔

کیپٹن شکیل کی چھٹی حس نے اسے احساس دلایا کہ اسی فرم کے تحت مقامی سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے چنانچہ وہ سیدھا مینجر کے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے پر موجود چوکیدار نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔

"بلیک ایگل" ـــــــ کیپٹن شکیل نے دبے لہجے میں کہا اور چوکیدار خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا اور کیپٹن شکیل نے اطمینان کی سانس لی۔ وہ صحیح جگہ پہنچ گیا تھا۔ چوکیدار کے ایک طرف ہٹتے ہی وہ کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ یہاں ایک لڑکی موجود تھی اور اس کے پیچھے پارٹیشن تھا جس کے دروازے پر مینجر کی تختی لٹک رہی تھی۔

"فرمایئے" ـــــــ لڑکی نے بھنویں اچکاتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"بلیک ایگل ایمرجنسی" ـــــــ کیپٹن شکیل نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ آپ تشریف رکھیں ـــ میں بات کرتی ہوں" ـــــــ لڑکی نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیپٹن شکیل بڑے اطمینان سے قریب رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔ لڑکی نے انٹرکام

کا بٹن دبایا اور پھر کہنے لگی۔

"باس! — ایک اجنبی یہاں موجود ہے — کوڈ درست ہے — ایمرجنسی کا حوالہ بھی موجود ہے" — لڑکی نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بھیج دو" — دوسری طرف سے ایک کرخت آواز گونجی۔

لڑکی نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ڈیسک کے نیچے ہاتھ بڑھا کر کوئی بٹن دبایا۔

"آپ تشریف لے جائیے" — لڑکی نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تھینک یو" — کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر باوقار انداز میں قدم بڑھاتا ہوا پارٹیشن کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہاں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک اسی جیسی جسامت کا آدمی موجود تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر کرختگی اس شدت سے طاری تھی کہ خوامخواہ خوف محسوس ہوتا تھا۔

"فرمائیے — کیا ایمرجنسی ہے" — منیجر کا لہجہ بے حد کاروباری تھا۔

"کیا یہ جگہ محفوظ ہے" — کیپٹن شکیل نے لہجے کو رازدارانہ بناتے ہوئے کہا۔

"بالکل محفوظ ہے" — منیجر کے چہرے پر پہلی بار قدرے حیرت کے آثار ابھرے۔

"مگر جو بات میں کرنا چاہتا ہوں اس کے لئے یہ جگہ محفوظ نہیں ہے — یہ ٹاپ سیکرٹ ہے" — کیپٹن شکیل نے جھک کر اور زیادہ پراسرار بناتے ہوئے کہا۔

"آپ پہلے اپنا تعارف کرائیں — آپ میرے لئے اجنبی ہیں" — منیجر کے لہجے میں یکدم کرختگی کا عنصر بڑھ گیا۔

"سپیشل نمائندہ فرام ملٹری انٹیلی جنس — ہم لوگ [illegible] رہتے ہیں" — کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ اور باوقار لہجے میں کہا۔

"کارڈ کوئی ہے؟" — اس بار منیجر کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

"کارڈ وغیرہ بھی دکھا دوں گا — فی الحال آپ ذرا کسی محفوظ جگہ چلئے — ٹاپ سیکرٹ اینڈ ٹاپ ایمرجنسی — ایک ایک لمحہ قیمتی ہے — اور آپ وقت ضائع کر رہے ہیں" — اس بار کیپٹن شکیل کے لہجے میں کرختگی ابھر آئی تھی۔

"آپ بے فکر رہیں — یہ جگہ بالکل محفوظ ہے" — منیجر نے اس کے لہجے سے قدرے مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں — مجھے یہ جگہ محفوظ معلوم نہیں ہو رہی — اور اس بات کا فیصلہ میں نے کرنا ہے کہ آیا یہ جگہ محفوظ ہے یا نہیں" — کیپٹن شکیل بدستور اپنی بات پر اڑا رہا۔

"پھر آپ تشریف لے جائیے — میرے پاس اس سے زیادہ محفوظ جگہ نہیں ہے" — منیجر نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"اگر آپ بضد ہیں تو پھر اس کی ذمہ داری بھی آپ پر ہو گی — میں نے بہرحال آپ کو مطلع کر دیا ہے — آپ پہلے مجھے اپنا کارڈ دکھا دیجئے تاکہ میں یقین کر سکوں کہ میں صحیح آدمی سے بات کر رہا ہوں" — کیپٹن شکیل نے کہا۔

منیجر نے بڑی خاموشی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور کارڈ نکال کر کیپٹن شکیل کے سامنے رکھ دیا۔

کیپٹن شکیل نے دیکھا کہ اس کا نام مارٹن تھا اور وہ واقعی سیکرٹ سروس میں کیپٹن کے عہدے پر فائز تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے رہائشی ایڈریس پر بھی اس کی نظریں دوڑ گئیں اور اس نے ایڈریس ذہن میں محفوظ کر لیا۔

"او کے مسٹر مارٹن! — ملٹری انٹیلی جنس کی طرف سے جنرل ایگل کے لئے ایک پیغام ہے اور وہ یہ کہ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر آج رات کسی بھی وقت بم سے اڑا دیا جائے گا" — کیپٹن شکیل نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا جیسے وہ کوئی اہم ترین پیغام بتا رہا ہو۔

اور پھر میجر مارٹن کا ردعمل اس کی عین توقع کے مطابق تھا۔ اس کا چہرہ ایک لمحے کے لئے زرد پڑ گیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔ ایسا ناممکن ہے" ۔۔۔ اس نے بوکھلاتے ہوئے کہا

"اس دنیا میں سب کچھ ممکن ہوتا ہے مسٹر مارٹن ۔۔۔ بہرحال میں نے اپنا فرض نبھا دیا ہے ۔۔۔ اب باقی کام آپ کا ہے ۔۔۔ گڈ بائی" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

میجر مارٹن بت کی طرح ساکت بیٹھا رہ گیا۔

کیپٹن شکیل نے جان بوجھ کر ایسی خبر دی تھی کہ اس کے اعصاب شل ہو جائیں اور وہ اس کے واپس جانے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرے۔

کمرے سے باہر نکلتے ہی کیپٹن شکیل تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچ چکا تھا۔ لفٹ سے نکلتے ہی وہ تیزی سے ایک ٹوائلٹ کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس نے اپنا کوٹ الٹ کر پہن لیا۔ چہرے کے میک اپ کو ذرا سا تبدیل کیا اور پھر چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو پہلے سے کافی بدل چکا تھا۔ وہ اطمینان سے مین گیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا اور پھر ہجوم میں مل کر وہ ادھر ادھر گھومتا رہا۔ وہ اپنے تعاقب کا اندازہ کر رہا تھا مگر جب اسے اطمینان ہو گیا کہ اس کا تعاقب نہیں کیا جا رہا تو اس نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور دروازہ کھول کر اس میں بیٹھ گیا۔

"پی۔ سی۔ ایچ کالونی" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک کافی بڑی اور جدید تعمیر شدہ کالونی میں داخل ہوئی۔ کیپٹن شکیل نے ایک چوک پر ٹیکسی رکوائی اور کرایہ ادا کر کے باہر آ گیا۔ ٹیکسی جب آگے بڑھ کر اس کی نظروں سے دور ہو گئی تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ جلد ہی اس کی نظریں ایک چھوٹی سی کوٹھی پر جم گئیں۔ یہی اس کی منزل مقصود تھی۔ اس کوٹھی کا پتہ اس

نے مارٹن کے کارڈ میں دیکھا تھا۔ کوٹھی کے گیٹ پر کوئی نیم پلیٹ موجود نہیں تھی۔ کوٹھی کا گیٹ بند تھا اور اندر خاموشی طاری تھی جیسے اندر کوئی موجود نہ ہو۔

کیپٹن شکیل ایک قریبی گلی میں گھس گیا اور پھر گھومتا ہوا وہ کوٹھی کے عقب میں آ گیا۔ یہاں بھی ایک چھوٹی سی گلی تھی جس میں ایک اور کوٹھی کا عقبی حصہ تھا۔ کوٹھی کی دیوار قد آدم ہی تھی۔

کیپٹن شکیل نے اچک کر دیوار سے اندر دیکھا تو اسے کوٹھی خالی ہی نظر آئی۔ اس نے دیوار پر دونوں ہاتھ رکھے اور دوسرے لمحے اس کا جسم ہاتھوں کے بل پر اچھلتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور وہ کوٹھی کے اندر پہنچ گیا۔ چند لمحوں تک وہ خاموشی سے جائزہ لیتا رہا پھر تیزی سے کوٹھی کے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ کوٹھی خالی ہے۔ حتیٰ کہ اس میں ملازم تک موجود نہ تھا۔ وہ برآمدے سے گزر کر ایک کمرے کے دروازے پر رکا جو بند تھا۔ اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اندر اندھیرا تھا۔ کیپٹن شکیل نے ایک لمحے کے لئے وہیں رک کر جائزہ لیا مگر چاروں طرف گہرا سکوت طاری تھا۔ اس لئے وہ قدم بڑھا کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی اس کے عقب میں موجود دروازہ ایک دھماکے سے بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی سوئچ کی آواز ابھری اور کمرے میں روشنی ہو گئی۔ کیپٹن شکیل نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا مگر دوسرے لمحے وہ رک گیا۔ بیک وقت چار مشین گنوں کی نالیاں اس کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ سامنے ہی کرسی پر میجر مارٹن بیٹھا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"کوئی غلط حرکت نہ کریں ملٹری انٹیلی جنس کے سپیشل نمائندہ صاحب" ۔۔۔ مارٹن نے طنزیہ لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ جیب سے علیحدہ کر دیا۔

مارٹن اس کی توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور چست ثابت ہوا تھا۔ وہ تصور بھی نہ کرسکتا تھا کہ وہ اس طرح آسے کوٹھی میں گھیرے گا۔

اسی لمحے ایک مشین گن بردار آگے بڑھا اور کیپٹن شکیل کی پشت پر آکر اس نے اس کی تلاشی لی اور جیب سے ریوالور نکال کر پیچھے ہٹ گیا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم سیدھے یہیں آؤ گے۔ اس لئے میں استقبال کے لئے خود چلا آیا۔" مارٹن نے خوفناک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا ——— ؟ میں یہ بات نہیں سمجھ سکا" ——— کیپٹن شکیل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مسٹر! ——— تم شاید اس کام میں بالکل ہی اناڑی ہو ——— ورنہ تم اتنی احمقانہ حرکتیں نہ کرتے ——— تم سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں آسکتے تھے جہاں قدم قدم پر ہر شخص کی چیکنگ کی جاتی ہے ——— جیسا تم نے سیڑھیاں استعمال کیں تو ہم چونک گئے پھر جس انداز میں تم دونوں منزلوں پر گھومتے رہے وہ بذات خود ایک مشکوک حرکت تھی۔ پھر تم نے بلیک ایگل کا حوالہ دیا۔ اس سے ہم مزید مشکوک ہو گئے کیونکہ بلیک ایگل کا حوالہ دینے والے کبھی اس طرح بلڈنگ میں مارے مارے نہیں پھرتے۔ پھر جب تم نے ملٹری انٹیلی جنس کا نام لیا تو ہمیں یقین ہو گیا کہ تمہارا ملٹری انٹیلی جنس یا سیکرٹ سروس سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کیونکہ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ اس ملک کی ملٹری انٹیلی جنس سیکرٹ سروس کے تحت ہی کام کرتی ہے مگر ہم تمہارا اصل مقصد جاننا چاہتے تھے اس لئے تمہیں کچھ نہیں کہا گیا۔ جب تم نے کارڈ مانگا تو میں نے خالی بوجھ کر وہ کارڈ دکھایا جس پر میرا غلط نام اور غلط پتہ ہوا تھا۔ میں نے تمہاری آنکھوں سے محسوس کر لیا تھا کہ تم رہائشی پتہ میں پوری دلچسپی لے رہے ہو۔ پھر تم نے ٹوائلٹ میں میک اپ بدلا وہاں خفیہ کیمرے موجود تھے جس کی وجہ ہم تمہیں دیکھتے رہے اس کے بعد تم گھومتے رہے اور تمہاری نگرانی جاری رہی۔ جب

ٹیکسی میں تم سوار ہوئے وہ ہماری خصوصی ٹیکسی تھی۔ اس میں ریڈیو ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ یہاں جب تم نے اس کالونی کا پتہ بتایا تو تمام باتیں ہماری سمجھ میں آگئیں۔ چنانچہ ٹیکسی ڈرائیور ہدایت کے مطابق تمہیں مختلف سڑکوں پر گھماتا رہا۔ جب اسے مخصوص کاشن مل گیا تو تب اس نے تمہیں یہاں چوک پر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد تم پھر ہماری نگرانی میں رہے۔ اس دوران میں اپنے ساتھیوں سمیت تمہارے استقبال کے لئے کوٹھی میں پہنچ گیا اور نتیجہ یہ ہے کہ اب تم ہمارے سامنے ہو" ——— مارٹن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل حیرت دانتوں سے ہونٹ دبا کر رہ گیا۔ اس نے واقعی سیکرٹ سروس کی کارکردگی کا غلط اندازہ لگایا تھا۔ وہ خاموش کھڑا رہا۔

"مسٹر! ——— اب تم اپنی اصل حقیقت سیدھے طریقے سے اگل دو ——— اور اپنا مقصد بھی ——— ورنہ دوسری صورت میں" ——— مارٹن کا لہجہ یکدم بے انتہا کرخت ہو گیا اس نے دانستہ فقرہ نامکمل چھوڑ دیا تھا۔ اور اسے فقرہ مکمل کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ اتنا تو کیپٹن شکیل بھی سمجھتا تھا کہ دوسری صورت میں کیا ہو سکتا ہے۔

"تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو ——— ؟" کیپٹن شکیل نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد نیان بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری اصلیت اور مقصد" ——— مارٹن نے مختصر لفظوں میں جواب دیا۔

"میرا نام حاتم ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے ——— جس کے دو ایجنٹ عمران اور سفدر تمہاری حکومت کی درخواست پر یہاں آئے مگر پھر غائب ہو گئے یا کر دیئے گئے ——— میں انہیں تلاش کر رہا ہوں ——— چنانچہ میں تم سے کھل کر بات کرنا چاہتا تھا" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوہ ——— تو تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" ——— مارٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہم لوگ کبھی اپنی زبان سے اس تعلق کی تمامی نہیں بھرتے ——— بہرحال تم عمران اور سفدر

"ہوں" — کیپٹن شکیل نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ہوں — مگر اس کے لئے اتنا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی — تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا حوالہ دے کر براہ راست بات کر سکتے تھے" — مارٹن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں دفتری ماحول سے ہٹ کر بات چیت کرنا چاہتا تھا تاکہ اصل راز معلوم کر سکوں" کیپٹن شکیل نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"تم نے خواہ مخواہ اتنی مصیبت جھیلی مسٹر حاتم — سیکرٹ سروس کا سربراہ ہلاک ہو چکا ہے — اصل راز وہی بتا سکتا تھا — فی الحال سرکاری طور پر یہ دونوں غائب ہیں — اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا" — مارٹن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"سربراہ ہلاک ہو چکا ہے — یہ میرے لئے نئی اطلاع ہے" — کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں — گزشتہ رات اُسے ہلاک کر دیا گیا ہے" — مارٹن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے — مگر ہمیں نے ان دونوں کو تلاش کرنا ہے — اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم مجھے اس کیس کی تفصیلات بتا دو جس کی خاطر انہیں بلوایا گیا تھا" — کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ویری سوری — یہ ٹاپ سیکرٹ ہے" — مارٹن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہیں اس وقت تک یہاں قید میں رہنا پڑے گا جب تک میں پاکیشیا سے تمہارے متعلق تصدیق نہ کر لوں" — مارٹن نے کہا۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے ایک آدمی نے آگے بڑھ کر سوئچ بورڈ پر موجود ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرے کی شمالی دیوار اپنی جگہ سے سرکتی چلی گئی۔

"چلیں مسٹر — آپ کی سلامتی اسی میں ہے کہ کوئی غلط حرکت نہ ہو" — مارٹن نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن شکیل خاموشی سے دیوار میں بننے والے خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جیسے ہی کیپٹن شکیل نے خلا میں قدم رکھا۔ اچانک اس کے پیروں کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے وہ سر کے بل نیچے گرتا چلا گیا۔ چند لمحوں تک گرتے رہنے کے بعد وہ ایک دھماکے سے نیچے پکے فرش پر جا گرا۔

اچانک نیچے گرنے سے اُسے خاصی چوٹیں آئیں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ اس کے دماغ پر اندھیرے چھاتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد وہ فرش پر بے حس و حرکت پڑا رہ گیا۔ اوپر کمرے کی دیوار برابر ہو چکی تھی۔



یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس میں موجود ایک بڑی سی میز کے گرد بارہ کرسیاں موجود تھیں۔ ہر کرسی پر ایک نوجوان لڑکی سیاہ چست لباس میں ملبوس بیٹھی تھی ان سب کے چہروں پر سیاہ رنگ کی نقابیں چڑھی ہوئی تھیں۔ درمیان میں موجود ایک کرسی خالی تھی۔

وہ سب انتہائی خاموشی سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کی خاموشی غیر فطری ہو کیونکہ جہاں اتنی بہت ساری عورتیں اکٹھی ہوں وہاں خاموشی غیر فطری سی محسوس ہوتی ہے۔ چند لمحوں بعد کمرے کا بغلی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان عورت

چیلوں کے وار سنبھال سکے ۔۔۔۔۔ نہ بابا میں باز آیا" ۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بسورتے ہوئے کہا اور بوگارڈو مسکرا دیا ۔

بوگارڈو کے ساتھی باس لڑکی کو بھی اپنے ہمراہ ہال سے باہر لے گئے تھے ۔ اب ہال میں عمران ۔ صفدر اور بوگارڈو رہ گئے تھے ۔

" مگر آپ یہاں پہنچ کیسے گئے " ۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ۔۔۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ۔۔۔ میرے آدمیوں نے آپ کی مکمل نگرانی کی جس کے نتیجے میں ہم یہاں پہنچ گئے ۔۔۔ بس مجھے فکر صرف یہ تھی کہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے کیونکہ یہ لڑکیاں گولی پہلے مارتی ہیں اور بات بعد میں کرتی ہیں " ۔۔۔ بوگارڈو نے جواب دیا ۔

" ارے نہیں ۔۔۔ آپ کو غلط رپورٹ ملی ہے ۔۔۔ یہ بچیاں تو بہت سیدھی سادھی اور گھریلو قسم کی لڑکیاں ہیں ۔۔۔۔۔ انہوں نے ہماری بڑی خاطر مدارت کی " عمران نے لاپرواہی سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا ۔

" اچھا خیر ۔۔۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ کی وجہ سے ہمارا ایک بہت بڑا دردِ سر ختم ہو گیا ۔۔۔ آیئے چلیں " ۔۔۔۔۔ بوگارڈو نے ہنستے ہوئے کہا ۔

اور پھر وہ تینوں ہال سے باہر آ گئے ۔ راہداری سے گزر کر وہ ایک موڑ مڑے اور پھر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر چلے گئے ۔ اوپر ایک کمرہ تھا ۔ وہاں سے باہر نکلے تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک وسیع و عریض عمارت میں پایا ۔ جو ٹوٹ پھوٹ کر کھنڈر کی صورت اختیار کر چکی تھی ۔

عمارت کے گرد مسلح افراد پھیلے ہوئے تھے ۔ جیسے ہی وہ تینوں عمارت سے باہر آئے ایک کار ان کے قریب آ کر رکی اور پھر بوگارڈو کے کہنے پر عمران اور صفدر اس میں سوار ہو گئے ۔ بوگارڈو نے ڈرائیور کو ہاتھ کے اشارے سے باہر نکلنے کے لئے کہا اور

اس کے باہر آنے کے بعد وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر کار تیزی سے آگے بڑھ گئی ۔

" مسٹر بوگارڈو ! ۔۔۔ کیا واقعی مشن ختم ہو گیا ہے " ۔۔۔۔۔ ؟ عمران نے اچانک بوگارڈو سے مخاطب ہو کر کہا ۔ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی ۔

" کیا مطلب ۔۔۔ میں سمجھا نہیں ۔۔۔ " ؟ بوگارڈو نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" میرا مطلب ہے کہ جس کیس کے لئے آپ کی حکومت نے ہمیں بلایا تھا وہ ختم ہو گیا ہے " ۔۔۔ عمران نے اسی لہجے میں پوچھا ۔

" ہاں مسٹر عمران ! ۔۔۔ یہ لڑکیاں ہمارے لئے دردِ سر بنی ہوئی تھیں ۔۔۔ یہ ہمارے دشمن ملک کی ایجنٹ ہیں ۔۔۔ انہوں نے حکومت کے اہم آدمیوں کو قتل کر دیا تھا اور پورے ملک میں غارت گری پھیلا رکھی تھی ۔۔۔ ہمیں ان کے ہیڈکوارٹر کا علم نہیں تھا اس لئے ہم مکمل طور پر انہیں قابو میں نہ کر سکے تھے ۔۔۔۔۔ اب یہ بھی ہو گیا ہے ۔ ان کی باس بھی ہمارے قبضے میں آ گئی ہے اس لئے کیس ختم ہو گیا ہے " بوگارڈو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" چلو ٹھیک ہے ۔۔۔ اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو ایسا ہی سہی ۔۔۔ ہمارا کیا " عمران نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا ۔

" کیا مطلب ۔۔۔ کیا آپ مطمئن نہیں " ۔۔۔۔ ؟ بوگارڈو نے ایک بار پھر چونک کر کہا ۔ اس کی آنکھوں میں تشویش کی پرچھائیں ابھر آئیں تھیں ۔

" نہیں ۔۔۔ اگر آپ مطمئن ہیں تو ہم بھی مطمئن ہیں ۔۔۔ کیونکہ مسئلہ آپ کا ہے ہمارا نہیں ۔۔۔ ویسے میں اتنا بتا دوں کہ آپ شدید غلط فہمی میں ہیں ۔۔۔۔۔ " عمران نے جواب دیا ۔

" کیا آپ اپنی بات کی وضاحت کریں گے مسٹر عمران ! ۔۔۔۔۔ ؟ بوگارڈو نے کار

تیز تیز قدم اٹھاتی سیدھی خالی کرسی کی طرف آئی۔ اس کے چہرے پر نقاب موجود نہیں تھی۔ اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی سب عورتوں نے اپنی اپنی نقابیں اتار دیں۔ نئی آنے والی لڑکی نے غور سے باری باری ہر لڑکی کے چہرے کو دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لے کر کہنے لگی۔

"ممبرز! —— اس وقت ہماری یہاں میٹنگ ایک اہم مشن کے لئے بلائی گئی ہے۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ وہ مشن کیا ہے ——؟" سب سے بعد میں آنے والی عورت نے پراسرار لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ تحکم پایا جاتا تھا۔

"نہیں چیف باس! —— ہمیں معلوم نہیں ہے" —— ان سب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ البتہ آخری کرسی پر بیٹھی ہوئی ایک لڑکی خاموش بیٹھی رہی۔

"اینڈریا! —— کیا تمہیں معلوم ہے ——؟" چیف باس نے آخری کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی سے پوچھا۔

"یس چیف باس ——" اینڈریا نے پرسکون لہجے میں جواب دیا۔

"چیف باس! —— ہمارا مشن یہ ہے کہ ہم ایمزن کے حکمرانوں کو اس بات پر مجبور کر دیں کہ وہ ہماری حکومت سے ایسا معاہدہ کرے جس سے ایمزن کا کالا صحرا ہماری ملکیت بن جائے" —— اینڈریا نے جواب دیا۔

"گڈ شو —— مگر یہ مشن کی صرف ایک کڑی ہے —— اصل مشن کا تمہیں بھی علم نہیں ہے —— بہرحال سنو! —— ہماری حکومت نے جدید سائنسی تحقیقات سے یہ معلوم کر لیا ہے کہ ایمزن کے کالے صحرا میں ایک ایسی دھات کا ذخیرہ ہے جس سے ایک ایسا جدید ترین جنگی ہتھیار بنایا جا سکتا ہے جس کے مقابلے میں دنیا کے تمام بھیانک ترین اسلحے بیکار ہو جائیں گے —— ایٹم بم —— ہائیڈروجن بم —— نیوٹرون بم —— جراثیم بم —— غرضیکہ اب تک تیار ہونے والے تمام مہلک ترین ہتھیار اس جنگی ہتھیار کے سامنے پرانے

دور کی تلواروں سے زیادہ وقعت نہیں رکھیں گے۔ اس دھات کو ہمارے سائنس دانوں نے "ڈی بیک" کا نام دیا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے اس دھات کا حصول۔ تو اس دھات میں ایک خامی ہے کہ اگر اسے بیرونی سطح کی ہوا لگ جائے تو یہ ناکارہ ہو جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ اسے کان کے اندر ہی اندر [illegible] میں محفوظ کر لیا جائے۔ اب ہماری حکومت کے سامنے مختلف صورتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ ہم طاقت کے ذریعہ اس صحرا پر قبضہ کر لیں مگر اس طرح ایک بین الاقوامی جھگڑا کھڑا ہو سکتا تھا اور بین الاقوامی مداخلت اس صحرا تک بڑھ جاتی۔ چنانچہ یہ تجویز ترک کر دی گئی۔ دوسری صورت یہ تھی کہ حکومت ایمزن سے اس صحرا کو پٹے پر لے لیا جاتا یا خرید لیا جاتا۔ اور پھر وہاں خفیہ لیبارٹری قائم کی جاتی۔ مگر ایمزن حکومت براہ راست اس بات پر آمادہ نہ ہوئی۔ انہوں نے دراصل اس سلسلے میں ایک بڑی طاقت سے مل کر منصوبہ بنایا تھا کہ اس صحرا میں تیل کی تلاش کی جائے۔ اس منصوبے کی بنا پر انہوں نے ہماری حکومت کو انکار کر دیا۔ اور اس سے یہ نقصان بھی ہوا کہ ایمزن حکومت نے خواہ مخواہ اس صحرا کو اہمیت دے دی۔ اب اگر وہ اس بڑی طاقت سے معاہدہ کر لیتی تو یہ بڑی طاقت صحرا میں سائنسی تحقیقات کا آغاز کر دیتی۔ چنانچہ اس طرح وہ دھات ان کی نظروں میں آ سکتی تھی جو ہماری حکومت کو منظور نہ تھا۔ چنانچہ ایمزن حکومت کو فوری طور پر اس معاہدے سے روکنے کے لئے اینڈریا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لایا گیا اور اینڈریا سیکشن کو ایمزن بھیج دیا گیا۔ اینڈریا سیکشن نے اچھی کارکردگی دکھائی اور اس سیکشن نے ان سب اہم ترین حکام کو جو اس معاہدے کے قریب تھے جنسی چکر میں پھنسا لیا اور انہیں اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ حکومت کو اس معاہدے کے بیکار ہونے کا یقین دلا کر اسے ترک کر دیں۔ اینڈریا سیکشن کو اپنے مشن میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ چونکہ ایمزن سیکرٹ سروس کا چیف ہمارا آدمی تھا اس لئے اینڈریا سیکشن کی سرگرمیاں خفیہ رہیں مگر اینڈریا سیکشن کی ایک رکن سے جو چیف سیکرٹری کی داشتہ بنی ہوئی تھی ایک غلطی ہو گئی۔ وہ

انڈیا کو رپورٹ دیتے ہوئے عین موقع پر پکڑی گئی۔ اور جب سیکرٹری جو اس معاہدے کا سب سے بڑا حامی تھا نے صدر مملکت کو اس کی خفیہ رپورٹ دے دی۔ چنانچہ اس لڑکی کو صدر مملکت کی ذاتی ذہنی جنس کے حوالے کر دیا جہاں اس نے بتایا کہ لیڈیز سیکرٹ سروس ایران میں کام کر رہی ہے مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بتاتی اسے ہمارے سیکشن نے ہلاک کر دیا۔ مگر ایران حکومت اب مشکوک ہو چکی تھی اور چونکہ صدر مملکت سیکرٹ سروس پر اعتماد کھو بیٹھے تھے اس لئے انہوں نے پاکیشیا سے امداد کی درخواست کی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو خطرناک ترین افراد یہاں پہنچ گئے۔ ہمیں شاید ان کی آمد کی اطلاع نہ ملتی مگر ہماری خوش قسمتی سے انہوں نے سیکرٹ سروس کے چیف سے رابطہ قائم کیا اور یہیں وہ مار کھا گئے۔ سیکرٹ سروس کے چیف نے اپنے طور پر ایک منصوبہ بنایا اور ان جاسوسوں کو اشارہ کر دیا کہ ایران کا جنگل ہماری سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ چنانچہ وہ دونوں وہاں پہنچ گئے۔ وہاں سیکرٹ سروس کے چیف مسٹر بوگارڈو نے ایک ڈرامہ سٹیج کیا اور انڈریا کو اس ڈرامے کا قائل کر کے اس میں شامل کر لیا گیا۔ کرائے پر چند لڑکیاں حاصل کی گئیں اور انہیں بتایا کہ فلم کی شوٹنگ ہو رہی ہے چنانچہ ان دونوں کو اغوا کر کے لیڈیز سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں لایا گیا اور پھر وہاں بوگارڈو اپنے ماتحتوں سمیت پہنچ گیا چنانچہ ان دونوں جاسوسوں کے سامنے اس نے یہی منظر پیش کیا کہ ان کو چارہ بنا کر اس نے لیڈیز سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو ڈھونڈ نکالا ہے۔ انڈریا کے سوا کرائے کی تمام لڑکیوں کو قتل کر دیا گیا تاکہ وہ کسی کے سامنے حقیقت نہ اگل سکیں۔ اس وقت تک منصوبہ یہی تھا کہ ان دونوں جاسوسوں کو صدر مملکت کے سامنے پیش کیا جا سکے تاکہ وہ خود انہیں رپورٹ دیں کہ واقعی ہیڈ کوارٹر ختم ہو چکا ہے مگر پھر اچانک صورت حال بدل گئی اور وہ دونوں غائب ہو گئے یا کر دیئے گئے۔ بہرحال بوگارڈو نے ہمیں یہی رپورٹ دی کہ اس نے انہیں زہریلے گٹڑ میں گرا کر ہلاک کر دیا ہے کیونکہ وہ اس ڈرامے سے مشکوک

ہو گئے تھے۔ اگر وہ ان کی لاشیں سامنے پیش کر دیتا تو ہمیں بوگارڈو پر یقین آ جاتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ چنانچہ یہ امکان پیدا ہو گیا کہ بوگارڈو کہیں ہمیں ڈبل کراس کر رہا ہو چنانچہ اسے ختم کر دیا گیا۔ ان دونوں ایجنٹوں کو تلاش کیا گیا مگر ان کا کہیں پتہ نہیں چل سکا" ۔۔۔ چیف باس نے پوری تفصیل سے تمام حالات بتائے۔ اور باقی تمام لڑکیاں خاموش بیٹھی اس کی تقریر سن رہی تھیں۔

چیف باس نے چند لمحوں کے لئے توقف کیا۔ شاید وہ مسلسل بولنے کی وجہ سے تھک گئی تھی۔ پھر اس نے دوبارہ بات شروع کی۔

"اب صورت حال یہ ہے کہ حکومت چوکنا ہو چکی ہے ۔۔۔ وہ دونوں ایجنٹ غائب ہیں ۔۔۔ اس بات کا امکان ہے کہ وہ بوگارڈو کے ہاتھوں واقعی ختم ہو چکے ہوں اور دوسری صورت یہ بھی ہے کہ انہوں نے صدر مملکت سے براہ راست رابطہ قائم کر کے اس ڈرامے کی رپورٹ دے دی ہو۔ فی الحال اس معاہدے کے بارے میں حکومت کے رویے میں سرد مہری موجود ہے مگر حالات کسی بھی لمحے پلٹ سکتے ہیں۔ چنانچہ اب ہماری حکومت نے ایک نیا منصوبہ بنایا ہے وہ یہ کہ ملک کے تمام اعلیٰ حکام صدر مملکت سمیت قتل کر دیئے جائیں اس طرح ملک میں غیر یقینی صورت حال پیدا کر دی جائے تاکہ وہ معاہدے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکیں اور پھر ایسی پارٹی کو برسراقتدار لایا جائے جو ہمارے ملک کے ایجنٹ کے طور پر کام کر سکے۔ اور پھر یہ نئی حکومت تیل کی تلاش کے لئے کسی بڑی طاقت سے معاہدہ کرنے کی بجائے ہمارے ملک سے تیل کی تلاش کا معاہدہ کرے۔ اس طرح تیل کی تلاش کی آڑ میں ہم آسانی سے خفیہ لیبارٹری قائم کر کے اس دھات کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری ناران سیکرٹ سروس کام کر رہی تھی مگر اس طرح ایک اور خطرہ پیدا ہو سکتا تھا کہ ہماری ناران سیکرٹ سروس کی سرگرمیوں کی بھنک اس بڑی طاقت کو مل جاتی اور وہ ہوشیار ہو جاتی اور پھر اس بڑی طاقت کی سیکرٹ سروس کام شروع کر دیتی جس کا

نتیجہ یہ نکلتا کہ اس زور آزمائی میں ہمارا مشن ناکام بھی ہو سکتا تھا۔ چنانچہ یہ فرض لیڈیز سیکرٹ سروس کے سپرد کر دیا گیا ہے جس کے وجود سے تمام ملکوں کی سیکرٹ سروس لاعلم ہیں۔ ہم نے ان سب کو یوں قتل کرنا ہے کہ صرف شک ہی نہ غیر یقینی صورت حال تو پیدا ہو مگر کسی قسم کی خفیہ سرگرمیاں سامنے نہ آئیں۔ بس یہی سمجھ لیا جائے کہ یہ لوگ سیاسی طور پر قتل کئے گئے ہیں اور پھر وہاں سیاسی ابتری پھیلا دی جائے۔ باقی کام دیگر لوگ کر لیں گے اور ہماری من پسند پارٹی برسر اقتدار آتے ہی ہمارا مشن کامیاب ہو جائے گا ۔۔۔ یہ ہے اصل مشن ۔۔۔ اب آپ سوالات کر سکتی ہیں" ۔۔۔ چیف باس نے تھکے تھکے لہجے میں کہا اور پھر خاموش ہو گئی۔

"چیف باس! ۔۔۔ کیا سب حکام کو بیک وقت ختم کیا جائے گا ۔۔۔؟" ایک لڑکی نے پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ اس سلسلے میں ایک پروگرام بنا لیا گیا ہے ۔۔۔ تمام حکام کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا اور پھر اس جگہ کو اڑا دیا جائے گا" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"چیف باس! ۔۔۔ ان دونوں ایجنٹوں کا کیا ہوگا جو غائب ہیں ۔۔۔" ایک اور لڑکی نے پوچھا۔

"ہمارا ایک سیکشن صرف انہیں تلاش کرنے کا کام سرانجام دے گا ۔۔۔ زندہ یا مردہ دونوں صورتوں میں" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"مگر باس! ۔۔۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے ایجنٹوں کی خفیہ طور پر تلاش شروع کر دے۔ ایسی صورت میں ہمارے سیکشن کا اس سے ٹکراؤ یقینی ہے اور اس ٹکراؤ کے بعد ہمارا منصوبہ آؤٹ نہ ہو جائے" ۔۔۔ ایک اور لڑکی نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"یہی سیکشن یہ کام بھی کرے گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایجنٹوں کی ٹوہ لے۔ اور اس

طرح اس کی کارروائیوں سے باخبر رہے" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

پھر چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔

"اور کچھ ۔۔۔ تمام تفصیلیں تو آپ نے سن لیں ۔۔۔ یہ تمام تفصیلات آپ کو اس لئے بتائی گئی ہیں کہ اس نازک اور اہم مشن کو سرانجام دیتے ہوئے آپ کو تمام پوزیشن کا علم ہو ۔۔۔ ہمارا کام بے حد نازک اور اہم ہے ۔۔۔ ہم نے یہاں سیاسی ابتری پھیلانی ہے ۔۔۔ حکام کو قتل کرنا ہے ۔۔۔ مخصوص سیاسی پارٹیوں کے حق میں کام کرنا ہے مگر اس تمام منصوبے کی اہم ترین بات یہ ہے کہ ہم سب نے کسی بھی صورت میں منظر عام پر نہیں آنا ہے ۔۔۔ کسی بھی صورت میں سیکرٹ سروس کی بھنک کسی کے کانوں تک نہ پڑے۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہماری سروس کا وجود ختم کر دیا جائے گا" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"مگر چیف باس! ۔۔۔ اس طویل اور خوفناک پروگرام میں یہ کیسے ممکن ہے کہ ہماری کوئی کارکن سامنے نہ آئے ۔۔۔؟ گھروں میں بیٹھ کر یا حکام کے بستروں میں بیٹھ کر تو یہ کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا" ۔۔۔ ایک لڑکی نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتی ہوں ۔۔۔ اس سے قبل لیڈیز سیکرٹ سروس سے اس قسم کا کام نہیں لیا گیا ۔۔۔ ہمارا کام صرف داشتاؤں کے روپ میں خفیہ راز حاصل کرنا ہوتے تھے اور ایسا ہم صرف مردوں کے بستروں میں بیٹھ کر کر لیتی تھیں مگر اس بار جو مشن ہمارے سپرد کیا گیا ہے اس میں قتل و غارت گری اور جاسوسی کا ہر انداز شامل ہوگا۔ مگر اس کے باوجود ہم نے سامنے نہیں آنا ۔۔۔ چنانچہ مشن سے پہلے آپ کو ایک ایسا کیپسول دیا جائے گا کہ جب آپ کسی ایسی مشکل میں پھنس جائیں جس سے ہماری سروس سامنے آتی ہو تو آپ سروس پر اپنے آپ کو قربان کر دیں ۔۔۔ بہرحال مجھے امید ہے کہ اس کی نوبت نہ آئے گی ہم نے اس سلسلے میں ایک سپیشل پلان تیار کیا ہے جس سے ہم یہ سب کچھ بھی کر لیں گے اور ہماری اصل حقیقت بھی سامنے نہیں آ سکے گی" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔ ہمیں آپ پر اعتماد ہے اور ہم وطن کی عظمت کی خاطر جان پر بھی کھیل سکتی ہیں" ۔۔۔ سب لڑکیوں نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اب آپ جا سکتی ہیں ۔۔۔ آپ کو ہدایات مل جائیں گی" ۔۔۔ چیف باس نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتی واپس اس بغلی دروازے میں غائب ہو گئی۔

اس کے جاتے ہی باقی لڑکیاں اٹھیں اور بڑے دروازے سے باہر نکلتی چلی گئیں ان سب کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔



شوالا ہوٹل کے ایک کمرے میں صفدر اور عمران موجود تھے۔ عمران نے ہوٹل میں آتے ہی ایک کمرہ بک کرایا اور اس کمرے میں پہنچ کر اس نے اپنا اور صفدر کا میک اپ بدلا۔ میک اپ کا سامان وہ ہوٹل آتے ہوئے راستے میں خرید چکا تھا۔ میک اپ بدل کر ان دونوں نے کمرہ چھوڑ دیا اور عقبی راستے سے ہوٹل سے باہر آ گئے۔ پھر وہاں سے گھوم پھر کر وہ ایک بار پھر شوالا ہوٹل میں داخل ہوئے اور انہوں نے نئے ناموں سے نیا کمرہ بک کرایا اور اس وقت وہ دونوں اس کمرے میں موجود تھے۔ دونوں مقامی نوجوانوں کے میک اپ میں تھے اور اپنے حلیئے سے کوئی تاجر لگتے تھے۔

عمران نے اس کمرے میں آتے ہی ٹیکسی ٹونگ سروس پر اپنے لئے کال بک کرائی اور پھر جلد ہی اس کا رابطہ سر سلطان سے قائم ہو گیا۔

"ہیلو ۔۔ سر سلطان سپیکنگ" ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

یوں لگتا تھا جیسے وہ سوتے میں اٹھ کر آئے ہوں۔

"پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ پرنس ۔۔۔ تم کہاں ہو ۔۔۔ مجھے تمہاری بے حد فکر تھی" ۔۔۔ سر سلطان کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی کا عنصر بھی موجود تھا۔

"میں یہاں خیریت سے ہوں ۔۔۔ ہمارے ساتھ سودے میں فراڈ کیا گیا ہے اس لئے مجھے دیر لگ گئی" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ وہ جان بوجھ کر ایسے انداز میں بات کر رہا تھا کہ اگر کال چیک ہو تو انہیں تاجر ہی سمجھا جائے۔

"مگر مجھے تو اطلاع دی گئی تھی کہ سودے کے بعد تم غائب ہو گئے ہو ۔۔۔ سودا مکمل ہو گیا ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"سودا ہوا ہی کہاں ہے ۔۔۔ وہ تو ہمیں لوٹنے کے لئے ڈرامہ رچایا گیا تھا ۔۔۔ وہ مینیجنگ ڈائریکٹر اس ڈرامے کا انچارج تھا ۔۔۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ بہرحال سودا مکمل ہونا چاہیے ۔۔۔ ورنہ ہماری فرم کی ساکھ اور اعتماد میں فرق آ جائے گا" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ سودا مکمل کئے بغیر واپس نہیں آئے گا" ۔۔۔ عمران نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ایک بات اور ۔۔۔ تمہارے غائب ہونے کی اطلاع ملنے پر میں نے فرم کے ورکنگ ہیڈ کو اس کے ساتھیوں سمیت وہاں بھیجا تھا تاکہ تمہارا پتہ لگایا جا سکے ۔۔۔ ابھی تک ان کی ان سے کوئی اطلاع نہیں ملی" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ مجھے تو علم نہیں ہے ۔۔۔ بہرحال اب میں انہیں تلاش کر لونگا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اچھا ۔۔۔ سودا مکمل ہوتے ہی تم واپس چلے آنا ۔۔۔ نجانے کس وقت یہاں تمہاری

ضرورت پڑ سکتی ہے ۔۔۔۔ صفدر نے کہا

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اچھا اب اجازت ۔۔۔ گڈ بائی" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ایکسٹو ٹیم سمیت یہاں پہنچ چکا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے مڑ کر صفدر سے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر اب تک اس نے ہم سے رابطہ قائم نہیں کیا" ۔۔۔۔ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نجانے کیا بات ہے ۔۔۔ بہرحال میں اس سے خود رابطہ قائم کرتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے پینے کا ٹرانسمیٹر بدلا اور گھڑی کا ڈائل کھینچا اور سوئیوں کو مخصوص انداز میں گھمانے لگا۔ چند لمحوں بعد گھڑی پر پارہ کا ہندسہ سرخ رنگ میں چمکنے لگا۔ عمران خاموش بیٹھا پارہ کے ہندسے کو دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد اچانک سرخ رنگ سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ رابطہ قائم ہو گیا ہے۔

"ہیلو چیف ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ اوور" ۔۔۔۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو اوور" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"سر ۔۔۔ مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ آپ یہاں پہنچ چکے ہیں اوور" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بدستور مؤدبانہ تھا۔ اسے صفدر کی ذہانت کا علم تھا اس لئے وہ کم سے کم اس کے سامنے بے تکلفی سے بات نہیں کرتا تھا۔

"ہاں ۔۔۔ میں تمہاری تلاش میں آیا تھا ۔۔۔ تم کہاں غائب تھے؟ اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"بگارڈو نے مجھے اور صفدر کو زہریلے گٹر میں پھینک دیا تھا ۔۔۔۔ ہم بڑی مشکل سے وہاں سے نکلے ۔۔۔ مگر ہماری جسمانی اور ذہنی حالت اس قدر ابتر تھی کہ ہم چار روز تک ایک کاٹیج میں پڑے رہے اوور" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ بگارڈو دشمن ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا تھا اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں سر ۔۔۔ مگر وہ قتل ہو چکا ہے اوور" ۔۔۔ عمران نے بیچ حرف سے دھماکہ کیا

"ہاں ۔۔۔ مجھے معلوم ہے ۔۔۔ اسے میرے سامنے قتل کیا گیا تھا ۔۔۔ وہ تمہیں یقیناً یہ سنکر حیرت ہوگی کہ اس کا قتل تمہاری وجہ سے ہوا ہے اوور" ۔۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ تیسرا آدمی جس کی موجودگی کا احساس بگارڈو کے کمرے میں ہوا تھا وہ ٹھیک نہیں ہوگا۔

"میری وجہ سے اوور" ۔۔۔۔ عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ قاتل اس سے تمہارا مطالبہ کر رہے تھے ۔۔۔ ان کا خیال تھا کہ بگارڈو نے تمہیں اور صفدر کو کہیں چھپا دیا ہے اور وہ تم سے مل کر انہیں ڈبل کراس کر رہے ہیں اوور" ۔۔۔۔ ایکسٹو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تو یہ بات ہے ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہوا کہ بگارڈو براہ راست ان کی تنظیم کا رکن نہیں تھا بلکہ ان کے لئے کام کر رہا تھا اوور" ۔۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

"اسے ایک لڑکی نے قتل کیا ہے ۔۔۔ بگارڈو اس لڑکی کو انیٹا کہہ کر پکار رہا تھا ۔۔۔ لڑکی بے حد نڈر ۔۔۔ بہت چالاک ۔۔۔ اور تیز تھی اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

"لڑکیاں ہوتی ہی ایسی ہیں سر ۔۔۔ آپ اگر شادی کر لیں تو آپ کو بھی ذاتی تجربہ ہو جائے گا اوور" ۔۔۔ عمران کا ذہن اچانک پٹڑی سے اتر گیا۔ ظاہر ہے عمران جیسا آدمی کب تک سنجیدہ رہ سکتا تھا۔

"فضولیات نہیں اوور" ——— ایکسٹو نے قدرے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر! ——— شادی فضولیات میں شامل نہیں ہے ورنہ آپ کے والدین ——— اوہ سوری سر اوور ——— عمران نے فقرے کے آخر میں بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

صفدر عمران کی باتوں پر بے چارہ دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔

"عمران صاحب! ——— آپ کی ہمت ہے کہ آپ ایکسٹو سے اس قسم کی باتیں کر لیتے ہیں ——— ورنہ ہمارا تو ان کی آواز سنکر ہی خون خشک ہو جاتا ہے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہر شریف آدمی کا خون پردہ نشینوں کی آواز سنکر خشک ہو جاتا ہے ——— مگر میں کچھ ڈھیٹ قسم کا واقع ہوا ہوں" ——— عمران نے جواب دیا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"صفدر! ——— اب ہمیں ایلڈریا کو ڈھونڈنا ہوگا ——— تبھی اس گروہ کا کلیو ہم حاصل کر سکتے ہیں" ——— عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو کیا ایلڈریا ہی اس گروہ کی باس ہے" ———؟ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے ——— ایسا نہیں ہے ——— تمہیں یہ سنکر حیرت ہوگی کہ ایلڈریا ایلڈیز سیکرٹ سروس کی ممبر ہے" ——— عمران نے کہا۔

"ایلڈیز سیکرٹ سروس" ———! صفدر نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت تھی۔

"ہاں! ——— یہ ملک جیوش کی خفیہ تنظیم ہے ——— آج سے پہلے مجھے بھی اس کے بارے میں علم نہیں تھا مگر ٹائیگر ڈوسے کے پاس سے ملنے والی فائل میں اس کے متعلق اشارہ

موجود ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"خوب! ——— اچھا آئیڈیا ہے ——— عورتیں کئی ایسے کام آسانی کر لیتی ہیں جو مردوں سے نہیں ہو سکتے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— اور پھر انہیں مسلح ہونے کی بھی ضرورت نہیں ——— آنکھ ماری اور دشمن کا خاتمہ ہو گیا" ——— عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا۔ اچانک دروازے پر دستک ہوئی اور وہ دونوں بیک وقت چونک پڑے۔ صفدر نے اٹھکر دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر دو قوی ہیکل نوجوان کھڑے تھے۔ ان کے چہرے سپاٹ تھے۔ دروازہ کھلتے ہی وہ دونوں اندر آ گئے۔ صفدر اور عمران حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"فرمائیے حضرات! ——— آپ نے کیسے تکلیف کی" ———؟ عمران نے پہلی بار سکوت کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا۔

"اس کمرے سے ٹرانسمیٹر کال ہوئی ہے" ——— ان میں سے ایک نوجوان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہوئی ہوگی ——— پھر" ———؟ عمران نے لاپرواہی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ دونوں کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا ——— ہمارا تعلق انٹیلی جنس سے ہے" ——— نوجوان نے جواب دیا۔

"آپ کا تعلق چاہے کالے چور سے کیوں نہ ہو ——— ہمارا مطلب ——— چاہتے ہو دونوں آپ کے لئے" ———؟ عمران نے آہستہ سے کہا۔

اور پھر کسی مشین کی طرح ان کے بازو حرکت میں آئے اور اب ان کے ہاتھوں میں ریوالور چمک رہے تھے۔

"ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اگر آپ مزاحمت کریں تو آپ کو گولی مار دی جائے" ——— اسی

نوجوان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

دوسری طرف صفدر دروازہ بند کر کے ان کی پشت پر کھڑا تھا۔ وہ دونوں نوجوان صفدر کی طرف سے یوں لاپرواہ تھے جیسے انہیں اس کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔

"ارے بھائی! — اطمینان سے بیٹھو — چائے پیو — پھر ہمیں بتاؤ کہ آخر چکر کیا ہے — ہم دونوں تاجر ہیں۔ ہمارا ٹرانسپیئر سے بھلا کیا تعلق" — عمران نے کہا۔

"تعلق تو باس بتائے گا — میں صرف یہ کہوں گا — اگر آپ ہمارے ساتھ چلنے پر تیار ہو گئے تو ٹھیک — ورنہ ہم گولی چلا دیں گے" — نوجوان نے کہا۔ اس کے لہجے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ انسان نہ ہوں مشین ہوں۔

"تمہارا باس کون ہے" — اچانک عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور عمران کا لہجہ بدلتے ہی صفدر کے اعصاب تن گئے۔ وہ چوکنا ہو گیا۔

"مسٹر نارمن" — اسی نوجوان نے جواب دیا۔

"تو جا کر مسٹر نارمن سے کہہ دو کہ وہ پرنس آف ڈھمپ کو نہ چھیڑے — ورنہ انٹیلی جنس دم پھیلا کر مور کی طرح ناچنا شروع کر دے گی" — عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ — ویری سوری سر — ہمیں معلوم نہ تھا — ہم آپ کا پیغام مسٹر نارمن تک پہنچا دیں گے — گڈ بائی" — اچانک نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر ان کے ریوالور واپس جیبوں میں غائب ہو گئے۔ دوسرے لمحے وہ مڑے اور صفدر کے قریب سے گزرتے ہوئے دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

صفدر حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے اس ڈرامے کی الف ب بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"آؤ اب یہاں سے نکل چلیں — یہ نوجوان اگر واپس آ گئے تو خوامخواہ خونریزی ہو گی" — عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں بھی کمرے سے باہر آ گئے۔

"مگر یہ کیا چکر چلا — وہ واپس کیوں چلے گئے —؟" صفدر نے ڈائننگ ہال میں پہنچنے پر پوچھا۔

"دراصل — دم پھیلا کر ناچتا ہوا مور — انٹیلی جنس کا خصوصی نشان ہے۔ اس لئے میں نے بطور خاص اس کا حوالہ دیا تھا جس پر یہ نوجوان یہی سمجھے کہ ہمارا تعلق بھی انٹیلی جنس سے ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر یہ نوجوان اتنے لاپرواہ کیوں تھے — میں چاہتا تو ایک لمحے میں ان پر قابو پایا جا سکتا تھا" — صفدر ابھی تک حیران تھا۔ اب وہ دونوں ہوٹل سے باہر سڑک پر آ چکے تھے۔

"دراصل یہاں کے لوگ انٹیلی جنس سے بے حد خوفزدہ رہتے ہیں — ہم چونکہ مقامی لوگوں کے میک اپ میں تھے اس لئے انہیں اطمینان تھا کہ ہم کوئی مزاحمت نہیں کریں گے" — عمران نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک خالی ٹیکسی کو روکا۔ ٹیکسی رکتے ہی وہ دونوں اس پر سوار ہو گئے۔

"کنٹری کلب" — عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔

تقریباً دس منٹ کے مسلسل سفر کے بعد ٹیکسی ایک چھوٹی سی بلڈنگ کے سامنے جا رکی۔ بلڈنگ کے دروازے پر کنٹری کلب کا جہازی سائز کا نیون سائن مسلسل جل بجھ رہا تھا۔ عمران نے نیچے اتر کر ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیا۔

"سر — اگر آپ ناراض نہ ہوں تو یہ بتا دوں کہ کنٹری کلب شریفوں کی جگہ نہیں ہے" — ڈرائیور نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔۔۔ ہم ان سے زیادہ شریف لوگ ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر کلب کے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

جیسے ہی وہ دونوں کلب کے ہال میں داخل ہوئے۔ ہال میں موجود تقریباً تمام افراد چونک پڑے۔ وہ سب حیرت بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے یوں لگتا تھا جیسے کسی خالص گھریلو تقریب میں کوئی اجنبی گھس آتے ہوں۔ اور بات تھی بھی درست۔ ہال میں موجود تمام افراد چھٹے ہوئے غنڈے تھے۔ ان سب کے چہروں اور لباسوں سے یہ بات چیخ چیخ کر ظاہر ہو رہی تھی کہ وہ لوگ زیر زمین دنیا کے ہیں جبکہ عمران اور صفدر ایسے میک اپ میں تھے جن سے وہ شریف صورت تاجر لگ رہے تھے۔ ہال میں موجود لوگوں کی مخصوص اصطلاحوں سے بھاری بھرکم ہوا یوں گلا گھونٹ کر بھی منمناتی رہتی ہیں۔

ایک کریہہ شکل کا مالک بیرا انہیں دیکھتے ہی تیزی سے ان کی طرف لپکا۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو" ۔۔۔ بیرے کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ بات کرنے کی بجائے لٹھ مار رہا ہو۔

"ہم ڈانگر سے ملنا چاہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ مگر اس کی آواز اتنی بلند ضرور تھی کہ چھوٹے سے ہال میں موجود تمام افراد نے باآسانی سن لی۔ اور ڈانگر کا لفظ جیسے ہی عمران کی زبان پر آیا۔ یوں محسوس ہوا جیسے ہال میں بم پھٹ پڑا ہو۔ بیرہ ایک لمحے کے لئے حیرت سے بت بنا انہیں دیکھتا رہا۔ پھر اس کی صورت کچھ اور بگڑتی چلی گئی۔

"اگر زندگی چاہتے ہو تو ایک لمحے کی تاخیر کئے بغیر باہر چلے جاؤ" ۔۔۔ بیرے نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم زندگی نہیں چاہتے ۔۔۔ صرف ڈانگر سے ملنا چاہتے ہیں" ۔۔۔ عمران

نے اسی طرح اطمینان سے جواب دیا۔ مگر فقرہ مکمل کرتے ہی انتہائی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹتا چلا گیا کیونکہ بیرے کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور اگر عمران بروقت وہاں سے نہ ہٹ جاتا تو اس کی کنپٹی یقیناً اس وقت اس کے تھپڑ سے پھٹ چکی ہوتی۔

بیرے نے پوری قوت سے ہاتھ چلایا تھا اس لئے وار خالی جاتے ہی وہ لٹو کی طرح گھوم گیا مگر جب وہ گھوم کر سیدھا ہوا تو اس بار عمران کے ہاتھ نے حرکت کی اور پھر یوں محسوس ہوا جیسے پٹاخہ چلا ہو۔ عمران کا زبردست تھپڑ بیرے کے رخسار پر پڑا تھا۔ اور لحیم شحیم بیرا تھپڑ کھاتے ہی اچھل کر قریبی میز پر جا گرا تھا۔ جہاں اس وقت تین افراد موجود تھے۔

وہ تینوں ہی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہروں پر موجود خشگی بھیانک غصے میں تبدیل ہو گئی۔ بیرہ بھی رخسار پر ہاتھ رکھے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون رسنے لگا تھا۔ البتہ اب اس کی آنکھوں میں نفرت کے شعلے لپک رہے تھے

"مسٹر ڈانگر سے ملاؤ ہمیں" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح اطمینان سے جواب دیا۔

بیرہ ایک لمحے کے لئے بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ پھر اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک خوفناک چاقو تھا۔ ہال میں موجود تمام افراد اب اپنی میزوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر دلچسپی کے تاثرات نمایاں تھے جیسے ان کا پسندیدہ کھیل اب شروع ہونے والا ہو۔

بیرا ہاتھ میں چاقو لئے قدم بہ قدم عمران اور صفدر کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے ایک ہاتھ ابھی تک اپنے گال پر رکھا ہوا تھا اور اس ہاتھ کے اردگرد خون کی سرخی پھیلی ہوئی تھی۔ یقیناً اس کا گال پھٹ گیا تھا۔

"صفدر ۔۔۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ" ۔۔۔ عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر

خاموشی سے پیچھے ہٹ گیا۔

ہال میں موجود تمام افراد نے اب نشستیں چھوڑ دیں اور ان سب کے گرد دائرہ سا بنا لیا تھا اور وہ دونوں اس دائرے میں یوں کھڑے تھے جیسے دو بازی گر اپنا کمال دکھانے والے ہوں۔

ہیرا ہاتھ میں چاقو تھامے آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا آیا۔ لمحہ بہ لمحہ اس کی آنکھوں میں موجود نفرت کے شعلوں کی چمک تیز ہوتی جا رہی تھی۔

عمران سینے پر ہاتھ باندھے بڑے اطمینان سے کھڑا تھا۔

ہیرا عمران سے تقریباً تین فٹ کے فاصلے پر پہنچ کر رک گیا۔ اس نے گال پر رکھا ہوا ہاتھ نیچے کر لیا اور سب نے دیکھا کہ اس کا گال پانچ جگہ سے کٹ گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے آہنی پنجہ اس کے گال پر مارا ہو۔

"ہاں۔۔۔ تو کیا تم مسٹر ٹائیگر سے نہیں مرواؤ گے"۔۔۔ عمران نے یوں اطمینان بھرے لہجے میں کہا جیسے کسی دوست سے بات کر رہا ہو۔

ہیرا چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ پھر اچانک اس کا چاقو والا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اس کے چاقو پکڑنے کا انداز بتا رہا تھا کہ اسے چاقو چلانے کے فن میں خاصی مہارت حاصل ہے۔ ہیرے نے چاقو کو دائرے کی صورت میں فضا میں گردش دی اور عمران کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔ وہ ایسے انداز بخوبی سمجھتا تھا۔

ہیرے نے ایک لمحے کے لئے چاقو کو فضا میں گردش دی۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ سے چاقو زناٹے سے نکلی ہوئی گولی کی طرح نکل کر عمران کے سینے کی طرف بڑھا۔

عمران اب بھی بڑے اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے چاقو کے اپنی طرف آنے کا احساس تک نہ ہو۔ چاقو پلک جھپکنے میں اس کے قریب

پہنچ گیا۔

ہال میں موجود تمام افراد نے سانس روک لئے۔ کیونکہ اب عمران کا چاقو کی زد سے بچنا ناممکن تھا۔ مگر دوسرا لمحہ ان سب کے لئے شاید ان کی زندگی کا سب سے زیادہ حیرت انگیز ثابت ہوا کیونکہ جیسے ہی چاقو عمران کے قریب پہنچا عمران کے ہاتھ نے حرکت کی اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے چاقو کو ہاتھ سے تھپکی دی اور چاقو یوں اچھل کر اس کے سر پر سے گزرتا چلا گیا جیسے کسی نے ہوا میں ہی اس کا رخ بدل دیا ہو۔ اور عمران کے پیچھے کھڑے ہوئے سندر نے بڑے اطمینان سے چاقو تھام لیا۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہو گیا۔ ہال میں موجود لوگوں نے چاقو ہیرے کے ہاتھ سے نکلتے اور پھر عمران کے قریب آ کر اس سے ہوا میں پلٹتے ہوئے اور پھر سندر کے ہاتھ میں جاتے دیکھا۔

ان سب کی آنکھوں میں یوں حیرت سمٹ آئی جیسے کوئی انہونی بات ہو گئی ہو۔ وہ ایسی بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی شخص یوں اتنی تیزی سے آتے ہوئے چاقو کو تھپکی دے کر اس کا رخ بدل سکتا ہے۔

"اگر تمہیں اپنا چاقو پسند نہ تھا تو دینے ہی مجھے دے دیتے"۔ عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں ہیرے سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔

"حیرت انگیز۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز۔۔۔ یہ شخص یقیناً جادوگر ہے"۔۔۔ ہال میں موجود ایک شخص اچانک چیخ پڑا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔"؟ اچانک ہال کے ایک کونے سے دھاڑ سی سنائی دی اور ہال میں موجود افراد کے جسموں میں جیسے آواز سنتے ہی بجلی سی دوڑ گئی۔ وہ انتہائی تیزی سے واپس اپنی اپنی میزوں کی طرف بڑھ گئے۔

عمران نے دیکھا کہ ہال کے ایک کونے سے ایک سات فٹ کا بھاری بھر کم آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کرختگی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔ پورے چہرے پر زخموں کے نشان تھے۔

"باس ۔۔۔ باس ۔۔۔ یہ آپ سے ملنا چاہتے تھے ۔۔۔" جیرے نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"کون ہو تم ۔۔۔؟" لحیم شحیم آدمی نے عمران کے قریب آکر رکتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ ۔۔۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ ڈائیگر کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اس نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔

"گگ ۔۔۔ کیا واقعی ۔۔۔" ڈائیگر کے چہرے پر اچانک گھلاوٹ کے تاثرات ابھرے اور اس کی آواز بھرا گئی۔

"ہاں میرے دوست ۔۔۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ عظیم پرنس نے مجھے ملاقات کا شرف بخش دیا ۔۔۔ کیا میں واقعی اتنا خوش قسمت ہوں ۔۔۔" ڈائیگر کے چہرے پر مسرت کی آبشار بہہ اٹھی اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے گلے سے لپٹ گیا۔ ادھر ہال میں موجود افراد کے لئے یہ دوسرا حیرت کا جھٹکا تھا۔ ڈائیگر جیسا آدمی جس کے نام سے پورا ملک کانپتا تھا اس طرح عمران سے پیش آ رہا تھا جیسے غریب سے غریب بچہ اپنے والد سے مل رہا ہو۔

"آؤ پرنس آؤ ۔۔۔ مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا ۔۔۔" ڈائیگر نے ذرا سنبھلتے ہوئے کہا۔

"شکریہ تمہارا میرا ۔۔۔" عمران نے ایک طرف کھڑے جیرے کی طرف اشارہ

جیرے کا جو اب حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ احمق ۔۔۔ اسے کیا معلوم کہ وہ کس کے مقابل ہے ۔۔۔ نادان احمق ۔۔۔ اسے اب باقی عمر تمہارا احسان ماننا چاہئے کہ تم نے صرف ایک تھپڑ ہی مارا ہے ورنہ تمہارا ایک اشارہ ہی اس کی ایک ایک ہڈی علیحدہ کر دیتا ۔۔۔" ڈائیگر نے کہا۔ وہ اسی طرح عمران سے مرعوب نظر آ رہا تھا کہ صفدر کو بھی حیرت ہو رہی تھی۔

ادھر ہال پر موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ ڈائیگر اس پورے شہر میں موت کے فرشتے کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ آج تک کسی نے اس کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی مگر آج وہی موت کا فرشتہ پرنس آف ڈھمپ کے سامنے بھیگی بلی بنا ہوا تھا۔ چنانچہ حیرت کی وجہ سے ہال میں موجود تمام افراد کے ذہنوں پر عمران کا تاثر کچھ اس قدر شدید بیٹھا کہ وہ پتھر کے بت بن کر رہ گئے۔

ڈائیگر عمران اور صفدر کو ساتھ لے کر اپنے مخصوص کمرے میں آ گیا۔

"کیا پیو گے پرنس ۔۔۔" ڈائیگر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"چائے پلا دو ۔۔۔" عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا اور ڈائیگر نے میز پر موجود فون اٹھا کر چائے بھجوانے کی ہدایت دی۔

"پرنس ۔۔۔ میرے ملک میں کیسے آنا ہوا ۔۔۔ میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ زندگی میں کبھی دوبارہ بھی ملاقات ہو سکتی ہے۔ یقین کرو ۔۔۔ مجھے آج بھی سرگاران کا جنگل آنکھوں کے سامنے نظر آتا ہے جب تم میری جان بچانے کے لئے آگ اور طوفان کے سمندر میں کود پڑے تھے ۔۔۔" ڈائیگر نے مرعوب لہجے میں کہا۔

"گزشتہ باتوں کو چھوڑو ۔۔۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا یہ کمرہ اس قدر محفوظ ہے کہ کچھ خفیہ باتیں ہو سکیں ۔۔۔؟" عمران نے جواب دیا۔

"مطمئن رہو پرنس ۔۔۔ تم بے فکر ہو کر بات کرو ۔۔۔ کمرہ کیا کلب ہی پورے ملک کے لئے

درست ہے ——— یہاں میری اجازت کے بغیر ایک مکھی بھی اپنے پر ہلانے کی جرأت نہیں کر سکتی ——— ڈانیگر نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"مگر ——— اسی لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں ——— ڈانیگر! میرے یہاں آنے کا مقصد تمہارے ملک کو دشمنوں سے بچانا ہے ——— تمہارا ایک دشمن ملک تمہارے ملک کے خلاف ایک گہری سازش کر رہا ہے اور تمہاری حکومت نے اس سلسلے میں ہم سے امداد طلب کی ہے چنانچہ میں اور میرے ساتھی یہاں آ گئے مگر یہاں غداری کا سلسلہ سب سے وسیع ہے حتیٰ کہ تمہارے ملک کی اپنی سیکرٹ سروس بھی اس سے خالی نہیں ہے اب صورت حال یہ ہے کہ میں ان غداروں کی نظروں سے خفیہ رہ کر دشمن ایجنٹوں کے خلاف کام کرنا چاہتا ہوں ——— عمران نے مختصر لفظوں میں اپنا مقصد بتاتے ہوئے کہا۔

"پرنس ——— آپ واقعی عظیم ہیں ——— پھر آپ جیسی شخصیت کا ہمارے لئے یہ کہنا کہ وہ میرے لئے بھی عظیم ہے ——— ہم لوگ چاہے اپنے اعمال میں کیسے بھی ہیں لیکن جہاں تک حب الوطنی کا تعلق ہے ہم اپنے ملک پر دشمن کا سایہ تک برداشت نہیں کر سکتے ——— آپ اس سلسلے میں ہم سے اور پیسے دونوں سے جو کام لینا چاہیں ہم حاضر ہیں ——— اگر ہمیں اپنی جانیں بھی قربان کرنی پڑیں تو ہم دریغ نہیں کریں گے" ——— ڈانیگر نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— مجھے تم سے یہی توقع تھی اسی لئے میں نے تمہیں اپنا مقصد بھی بتا دیا ہے تاکہ ہمارے متعلق اگر تمہارے ذہن میں کہیں کوئی خلش آئے بھی تو تم اسے ختم کر دو

بے فکر رہئے ——— عمران نے جواب دیا۔

"آپ بے فکر رہیں پرنس ——— آپ کی بات ہمارے لئے ایمان کا درجہ رکھے گی" ——— ڈانیگر نے جواب دیا۔

"اچھا ——— اب سب سے پہلے مجھے ایک ایسی کوٹھی کی ضرورت ہے جہاں میرے ساتھی خفیہ طور پر رہ سکیں ——— دو کاریں اور کچھ ضروری سامان بھی مہیا ہونے چاہئیں" ——— عمران نے کہا۔

"ایک گھنٹے بعد سب کچھ مہیا ہو جائے گا" ——— ڈانیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے" ——— عمران نے جواب دیا اور پھر وہ چائے پینے میں مصروف ہو گیا صفدر ابھی تک خاموش بیٹھا تھا۔

ڈانیگر نے ٹیلیفون اٹھایا اور پھر نمبر ملا کر کسی سے باتیں کرنے لگا پھر رسیور رکھ کر وہ بھی چائے پینے میں مصروف ہو گیا۔

تقریباً آدھ گھنٹے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ڈانیگر نے رسیور اٹھایا اور پھر چند باتیں کرنے کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔

"انتظام ہو گیا پرنس ——— بہادر کالونی کوٹھی نمبر ۴۳ ——— وہاں آپ کا مطلوبہ سامان پہنچ چکا ہے" ——— ڈانیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او کے" ——— عمران نے کہا ——— "اب تم ہم دونوں کو اپنے کلب میں کوئی ایسا کمرہ دو جہاں سے ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر آجا سکیں"۔

"تشریف لائیے ——— میں آپ کو لے چلتا ہوں" ——— ڈانیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں کلب کی دوسری منزل پر لے آیا۔ یہاں کوریڈور کا ایک کمرہ دکھاتے ہوئے ڈانیگر نے کہا

"اس کمرے میں ایک خفیہ زینہ نیچے عقبی گلی میں نکلتا ہے جو بالکل سنسان ہے اور وہاں ایک کار بھی آپ کے لئے موجود ہو گی"۔

"ٹھیک ہے ——— اچھا اب تم جا کر اپنا کام کرو۔ جب مجھے ضرورت ہو گی میں خود تم سے رابطہ قائم کر لوں گا" ——— عمران نے کہا۔

ڈانیگر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر اس کی سوئیوں کو گھمانے لگا۔

"ہماری ٹرانسمیٹر کال چیک ہو جاتی ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا ۔

"یہاں نہیں ہوگی ۔۔۔ وہ ہوٹل تھا اور انٹیلی جنس نے ہوٹلوں میں اس کا انتظام کر رکھا ہوگا ۔۔۔ وہ پورے شہر کو چیک نہیں کر سکتے اسی لئے میں نے یہ جگہ سوچی تھی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ رابطہ قائم کرنے میں مصروف ہوگیا ۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ ۔ اوور" ۔۔۔ رابطہ قائم ہونے پر عمران نے کہا ۔

"ایکسٹو ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی ۔

"سر ۔۔۔ ٹیم کے ممبران کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں ؟ اوور" ۔۔۔ عمران نے پوچھا ۔

"ہوٹل میں ۔۔۔ کیوں ؟ اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا ۔

"میں نے ان کے لئے انتظام کر لیا ہے ۔۔۔ آپ انہیں بہار کالونی کوٹھی نمبر ۲۵ میں منتقل کر دیں ۔۔۔ وہاں دو کاریں اور تمام ضروری سامان بھی [illegible] اوور" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا ۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں رابطہ قائم ہوتے ہی انہیں اطلاع دے دونگا ۔۔۔ فی الحال وہ سب مشن پر نکلے ہوئے ہیں اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا ۔

"سر ۔۔۔ میں کچھ کچھ حالات سمجھ گیا ہوں اس لئے اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میدان میں کھل کر آجاؤں ۔۔۔ آپ بھی یہاں موجود ہیں اس لئے دو صورتیں ہو سکتی ہیں کہ آپ ٹیم کے ساتھ مل کر اپنے طور پر کام کریں ۔۔۔ میں اور صفدر اکیلے کام کرتے ہیں ۔۔۔ یا پھر ہم سب علیحدہ کام کریں ۔۔۔ جیسے آپ کہیں ۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے کہا ۔

"تمہاری ذاتی تجویز کیا ہے اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا ۔

"میری ذاتی تجویز تو یہ ہے کہ آپ مجھے اپنے طور پر کام کرنے دیں اوور" ۔۔۔ عمران نے

جھجکتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے تمہاری تجویز پسند آئی ہے ۔۔۔ میں تو صرف تمہیں تلاش کرنے کے لئے یہاں آیا تھا ۔ تمہاری موجودگی کے بعد یہاں میری ضرورت نہیں رہ جاتی ۔۔۔ اپنے ملک میں میری موجودگی ضروری ہے ۔ چنانچہ میں یہاں موجود تمام ٹیم کو تمہارے سپرد کر دیتا ہوں ۔ تم جیسے چاہو مل کر کام کرو ۔ اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا ۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ انہیں اس کوٹھی میں منتقل ہونے کا حکم دے دیں اور میرے متعلق کہہ دیں ۔۔۔ باقی میں خود سنبھال لونگا ۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا ۔

"نہیں ۔۔۔ تم خود ان سے رابطہ قائم کر لینا ۔۔۔ صورتحال میں بتا دیتا ہوں ۔۔۔ تنویر کو میں نے ابتدا میں کار کا نمبر دے کر اس کے متعلق تفصیلی رپورٹ حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہے وہ رپورٹ کے لئے [illegible] سے رابطہ کرے گا تو تم خود اسے ڈیل کر لینا ۔ کیپٹن شکیل کو میں نے [illegible] کے لئے بھیجا ہے تاکہ سیکرٹ سروس کی سرگرمیوں کا بھی اندازہ ہوتا رہے ۔۔۔ نعمانی اور چوہان کو میں نے بوگارڈو کی کوٹھی کی تلاشی لینے کے لئے بھیجا ہے ۔ ان تینوں کی طرف سے مجھے ابھی کوئی رپورٹ نہیں ملی ۔ چنانچہ اب تم خود انہیں ڈیل کر لینا ۔۔۔ میرے والی فریکوئنسی تم سیٹ کر لو ۔ اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا ۔

"ٹھیک ہے جناب ! ۔۔۔ میں ان سب کو ڈیل کر لونگا ۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہوگیا ۔ عمران نے ایکسٹو والی فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر ونڈ بٹن دبا کر وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا ۔

کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونجتے ہی کرسی پر بیٹھی ہوئی نوجوان لڑکی چونک پڑی پھر اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی سیٹی کی آواز غائب ہو گئی۔ ٹرانسمیٹر پر لگا ہوا چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔

"یس — چیف باس سپیکنگ اوور" — لڑکی نے باوقار لہجے میں کہا۔

"چیف باس! — نمبر تھری سپیکنگ اوور" — دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"رپورٹ اوور" — چیف باس نے لہجے کو کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"چیف باس! — تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں — لیبر پارٹی سے بات چیت مکمل ہو چکی ہے — آج پچھلے پہر یہاں کی سب سے بڑی ٹیکسٹائل مل میں حکومتی پارٹی کے تحت اجلاس جلسہ ہو رہا ہے۔ وہاں گڑبڑ کرائی جائے گی اور مزدوروں کا قتل عام کیا جائے گا اور اس کو بہانہ بنا کر کل سے لیبر پارٹی پورے ملک میں احتجاجی جلسے اور فسادات برپا کر دے گی اس طرح ملکی فضا کو چند ہی دنوں میں سبوتاژ کر دیا جائے گا اوور" — نمبر تھری نے کہا۔

"ٹھیک ہے — اس سلسلے میں تمام ذمہ داری حکومتی پارٹی پر آنی چاہئے اوور" — چیف باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں — تمام انتظامات مکمل ہیں — سب کام ہماری مرضی کے مطابق ہوگا۔ اوور" — نمبر تھری نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" — چیف باس نے کہا اور پھر بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ وہ چند لمحے بیٹھی کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر کی ناب تیزی سے گھمانی شروع کر دی۔ ٹرانسمیٹر پر موجود ڈائل کی سوئیاں ناب گھماتے ہی حرکت میں آ گئیں اور پھر جب دونوں سوئیاں مخصوص ہندسوں پر پہنچیں تو چیف باس نے ناب چھوڑ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر پر موجود بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا، پھر جیسے ہی بلب کا رنگ سرخ ہوا۔

"ہیلو ہیلو — چیف باس آن دی لائن اوور" — چیف باس نے کہا۔

"یس — نمبر ٹو سپیکنگ اوور" — دوسری طرف سے ایک اور نسوانی آواز ابھری۔

"رپورٹ دو۔ اوور" — چیف باس نے کہا۔

"چیف باس! — میں نے سیکرٹ سروس کے نئے چیف کو سیٹ کر لیا ہے۔ اب میں اس کی داشتہ کے طور پر اس کے خفیہ کمرے میں موجود ہوں۔ اوور" — نمبر ٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات معلوم ہوئی اوور" — چیف باس کے لہجے میں دلچسپی تھی۔

"جی ہاں! — مارشن نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی رکن کو قید کر لیا ہے۔ وہ اس سلسلے میں حکومت پاکیشیا سے معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے اوور" — نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"وہ آدمی اس وقت کہاں ہے؟ اوور" — چیف باس کے لہجے میں بے پناہ دلچسپی عود کر آئی تھی۔

"وہ آدمی پی سی ایچ کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۲ کے تہہ خانے میں ہے اوور" — نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"گڈ — مجھے وہاں سے اس آدمی کو فوری طور پر نکلوانا ہوگا تاکہ ہم اس سے

براہ راست معلومات حاصل کر سکیں اوور۔ ——— چیف باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ اوور ——— نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"اوکے ——— تم اپنا کام ہوشیاری سے کرنا۔ مارشل مشکوک نہ ہونے پائے ——— کل سے نمبر تھری کا [illegible] شروع کر رہی ہے ——— تم سیکرٹ سروس کی کارکردگی کی مکمل رپورٹ بھی بتا دینا اوور ——— چیف باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔۔۔ میں اپنا فرض نبھانا جانتی ہوں اوور ——— نمبر ٹو نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ——— چیف باس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ پھر اس نے میز پر موجود [illegible] بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو۔ چیف باس کالنگ [illegible] اوور ——— چیف باس نے کہا۔

"یس ——— نمبر سکس سپیکنگ اوور ——— دوسری جانب سے ایک اور نسوانی آواز ابھری

"رپورٹ اوور ——— چیف باس نے کہا

"باس ——— ابھی ابھی چیکنگ سے معلوم ہوا ہے کہ شوال ہوٹل کے ایک کمرے سے ٹرانسمیٹر کال پکڑی گئی ہے ——— کوئی پرنس آف ڈھمپ کسی ایکسٹو سے بات کر رہا تھا پوری تفصیلات تو معلوم نہیں ہو سکیں۔ البتہ اتنا معلوم ہو گیا ہے کہ بات کرنے والا کسی ذریعے گلشن بیچ سے ٹریس کر آیا ہے اور لوگار ڈیو کا حوالہ بھی دیا گیا ——— انڈیا کا بھی حوالہ گفتگو میں موجود تھا اوور" ——— نمبر سکس نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔ اہم اطلاع ہے ——— میں خود انہیں چیک کر لوں گی۔ تم ان کی نگرانی کرتی رہنا تاکہ تفصیلی حالات معلوم ہو سکیں اوور ——— چیف باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ——— وہ میرے چنگل سے نہیں نکل سکتا ——— وہ خیالات کا آدمی ہے اور بستر پر سب کچھ آسانی سے بتا دیتا ہے اوور ——— نمبر سکس نے جواب دیا۔

"اوکے ——— اوور اینڈ آل" ——— چیف باس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔

وہ چند لمحے خاموش بیٹھی رہی۔ پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبنے کے چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور دو نوجوان لڑکیاں جنہوں نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا اندر داخل ہوئیں۔

"ہمیں پی۔ سی۔ ایچ کالونی کی ایک کوٹھی پر چھاپہ مارنا ہے ——— کیا تم تیار ہو؟" چیف باس نے کہا۔

"یس باس" ——— دونوں نے بیک آواز جواب دیا۔

"اوکے ——— تم تیار ہو کر کار تک پہنچو ——— میں آرہی ہوں" ——— چیف باس نے کہا اور وہ دونوں لڑکیاں تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔

چیف باس کمرے میں موجود ایک قد آدم الماری کی طرف بڑھ گئی۔



تنویر نے جلد ہی رجسٹریشن آفس کے ایک افسر سے آشنائی پیدا کر لی۔ وہ رجسٹریشن آفس میں داخل ہونے کے بعد سیدھا اس کے کیبن میں گیا تھا اور پھر اس نے وہاں بیٹھے ایک افسر کو اس کی خصوصی وردی اور اس پر لگے ہوئے مونوگرام سے پہچان لیا۔ اس ملک میں سرکاری افسروں کے لئے مخصوص یونیفارم تھی اور پھر عہدوں کے لحاظ سے ان پر مونوگرام بھی موجود ہوتے تھے۔ تنویر اس کے قریب پہنچ کر آتش کریم کا

آرڈر دیا اور پھر اس نے اس افسر کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ افسر تنویر کی دلچسپ باتوں میں الجھ چکا تھا۔

"آپ یہاں کس سے ملنے آئے ہیں ____؟" اچانک اس افسر نے پوچھا۔

"میں یہاں ایک سرکاری کام سے آیا ہوں ____ انٹیلی جنس" ____ تنویر نے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ____ کیا کام ہے ____ مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہو گی" ____ افسر نے مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔

تنویر نے ایک چٹ اس کی طرف سرکاتے ہوئے جس پر اسٹینڈریا کی کار کا نمبر لکھا ہوا تھا کہا۔

"اس کار کے موجودہ پتے اور دیگر تفصیلات چاہئیں ____ مگر کام خفیہ ہونا چاہیئے" تنویر کا لہجہ اسی طرح رازدارانہ تھا۔

"بالکل ٹھیک ____ انٹیلی جنس کا کام ہونا بھی خفیہ چاہیئے" ____ افسر نے جواب دیا اور پھر چٹ اس نے اپنی جیب میں سرکا دی۔

"آپ صرف دس منٹ انتظار کریں ____ میں تمام تفصیلات لے کر آتا ہوں ____" افسر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ____ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

افسر اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کیبن سے باہر آ گیا۔

تنویر اپنے لئے کافی منگوائی کیونکہ ایکسٹو نے ڈیوٹی کے دوران شراب پینے کی مخالفت کر رکھی تھی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس غیر ملک میں اسے ایکسٹو کی طرف سے کوئی سزا ملے اور وہ اجنبیوں کے لئے تماشہ بن جائے۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ افسر واپس کیبن میں آیا اور اس نے ایک کاغذ تنویر

کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تمام تفاصیل اس میں درج ہیں"۔

تنویر نے ایک نظر کاغذ پر ڈالی اور پھر مطمئن ہو کر اسے جیب میں ڈال لیا۔

"اوکے ____ تھینک یو" ____ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر افسر سے ہاتھ ملا کر وہ کیبن سے باہر آ گیا۔ اس نے اس لئے رازداری برتی تھی کہ اُسے علم تھا کہ کار یقیناً مجرموں کی ہو گی اور اس کے متعلق تفصیلات معلوم کرتے ہوئے کہیں وہ ان کی نظروں میں نہ آ جائے۔

چند ہی لمحوں میں وہ دفتر سے باہر آ گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے جیب سے وہ کاغذ نکالا۔ کار کسی مسٹر موریمن کے نام پر رجسٹر تھی اور پتہ براڈوے لین نمبر سکس کا دیا ہوا تھا۔ کار اسی سال رجسٹر کرائی گئی تھی۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کاغذ دوبارہ جیب میں ڈالا اور پھر ٹیکسی کی انتظار میں کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک خالی ٹیکسی کو روکنے میں کامیاب ہو گیا۔

"براڈوے لین" ____ تنویر نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

دس منٹ بعد وہ براڈوے لین پہنچ گیا۔ یہاں قدیم طرز کی عمارتیں تھیں۔ تنویر نے ایک جگہ ٹیکسی رکوائی اور پھر نیچے اتر آیا۔ ٹیکسی کے چلے جانے کے بعد وہ آہستہ آہستہ سڑک پر آگے بڑھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ مسٹر موریمن سے کس حیثیت میں ملے اور جب وہ اپنی مطلوبہ عمارت کے سامنے پہنچا تو منصوبہ اس کے ذہن میں مکمل ہو چکا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔ دروازہ کھولنے والا ایک نوجوان تھا۔

"مسٹر موریمن سے ملنا ہے ____ میں رجسٹریشن آفس سے آیا ہوں" ____ تنویر

نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آیئے ——— تشریف لے آیئے ——— مسز مورین آپ سے مل کر یقیناً خوش ہونگی۔ مسٹر مورین کا چند روز قبل انتقال ہو چکا ہے" ——— نوجوان نے بڑی خوش اخلاقی سے جواب دیا۔

"اوہ ——— یہ سنکر بے حد افسوس ہوا" ——— تنویر نے قدم اندر بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد نوجوان اُسے لئے ہوئے ایک ایسے کمرے میں لے آیا جو بے حد خوبصورتی اور نفاست سے سجا ہوا تھا۔

"تشریف رکھیئے" ——— نوجوان نے کہا۔

تنویر اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور نوجوان کمرے سے باہر نکل گیا ——— دوسرے ہی لمحے دروازے پر پڑا ہوا پردہ ہٹا اور ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے چست لباس پہنا ہوا تھا۔

تنویر نے ایک نظر لڑکی پر ڈالی اور پھر نظریں ہٹالیں کیونکہ اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ اگر اس نے ایک اور نظر اس پر ڈالی تو پھر وہ بے قابو ہو جائے گا آنے والی کا شباب کچھ اس قدر بھرپور تھا کہ تنویر جیسا آدمی کم ہی اپنے آپ پر قابو پا سکتا۔

"میں مسز مورین ہوں ——— فرمایئے" ——— لڑکی نے بڑے مطمئن لہجے میں اس کے مقابل بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ کے شوہر کی وفات کا سنکر افسوس ہوا ہے" ——— تنویر نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! شکریہ!" ——— لڑکی نے یوں مطمئن لہجے میں کہا جیسے اس کا شوہر نہ مرا ہو کوئی مچھر مر گیا ہو۔

"کار نمبر آر۔ ایس۔ فور زیرو ون تو آپ کے شوہر کے نام رجسٹرڈ ہے ———؟" تنویر نے پوچھا۔

"جی ہاں! ——— کیوں کیا ہوا اس کار کو ———؟" لڑکی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہوا تو کچھ نہیں ——— البتہ ایک ایجنسی کا آفیسر اس کار کے متعلق پوچھ گچھ کرنے آیا تھا ——— وہ بڑی راز داری برت رہا تھا ——— چونکہ مسٹر مورین سے میرے تعلقات خاصے تھے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ انہیں اطلاع کر دوں تاکہ اگر کوئی گڑبڑ ہو گئی ہو تو وہ اس کا پہلے سے بندوبست کر لیں" ——— تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا

"شکریہ! ——— مگر کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ رجسٹریشن آفس میں کس عہدے پر کام کرتے ہیں" ———؟ لڑکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک ابھر آئی تھی۔

"جی میں وہاں نائب رجسٹریشن آفیسر ہوں ——— میرا نام بوغام ہے" ——— تنویر نے جواب دیا۔

"میں آپ کے لئے کچھ پینے کو منگواؤں ... آپ نے بڑا کرم کیا کہ اطلاع دینے چلے آئے ——— آپ کی مسٹر مورین سے کب سے ملاقات ہے ———؟" لڑکی نے سرسری سے لہجے میں پوچھا۔

"گزشتہ پانچ چھ سال سے" ——— تنویر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— پھر تو کافی طویل سلسلہ ہے ملاقات کا" ——— لڑکی نے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر سوئچ بورڈ پر لگا ہوا کال بیل کا بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور وہی نوجوان اندر داخل ہوا۔ مگر اُسے دیکھتے ہی تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ نوجوان کے ہاتھوں میں ریوالور موجود تھا۔ جس

پر سائلنسر لگا ہوا تھا اور ظاہر ہے اس کا رخ تنویر کی طرف ہی ہوگا۔

"کک۔ کیا مطلب ——؟" تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اُسے خواب میں بھی اس کی توقع نہیں تھی۔

"اپنے یہاں آنے کا مطلب تو آپ بتائیں گے مسٹر! —— ویسے میں اتنا بتا دوں کہ مسٹر مورین ایک فرضی نام ہے اس لئے آپ نے اب تک جو کچھ کہا ہے وہ سب جھوٹ کا پلندہ ہے" —— لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے —— میں ——" تنویر نے کچھ کہنا چاہا، مگر دوسرے لمحے وہ رک گیا کیونکہ اب لڑکی کے ہاتھوں میں بھی ریوالور چمک رہا تھا۔

"مسٹر بونام! —— یا جو بھی آپ کا نام ہو —— میری یہ بات اچھی طرح سن لو کہ تمہیں اپنی حقیقت اگلنی ہوگی —— ورنہ یہ ریوالور اصلی ہیں۔ بچوں کے کھلونے نہیں ہیں" لڑکی نے غصے بھرے لہجے میں کہتے ہوئے کہا۔

"تم خواہ مخواہ مجھ پر شک کر رہی ہو —— میں نے جو کچھ بتایا ہے درست بتایا ہے اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو تم رجسٹریشن آفس فون کر کے میرے متعلق پوچھ لو ——" تنویر نے اس بار بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا۔ اب وہ سنبھل گیا تھا۔

"جیری" —— لڑکی نے اچانک دروازے پر کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ جیری کچھ کہتا یا کرتا۔ تنویر نے لڑکی پر چھلانگ لگا دی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں زیادہ موقع دینا، خود اپنے آپ کو مزید اُلجھانے کا باعث ہوگا۔

مگر لڑکی تنویر کی توقع سے کچھ زیادہ ہی چالاک نکلی۔ جیسے ہی تنویر نے اس پر چھلانگ لگائی وہ سانپ کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ گئی اور تنویر منہ کے بل سامنے

پڑی ہوئی میز پر جا گرا۔ اس نے اپنی طرف سے فوری طور پر اٹھنے کی بے حد کوشش کی مگر لڑکی کا ہاتھ اس سے زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر تنویر کے سر کے پچھلے حصے پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ لڑکی نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر مارا تھا۔

تنویر نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ لڑکی کا ہاتھ تو مشین بن چکا تھا۔ پھر تیسری ضرب پر تنویر کی آنکھیں بند ہو گئیں اور اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"جیری! —— اسے اٹھا کر تہہ خانے میں لے چلو —— میں ذرا چیف باس کو اس کے متعلق رپورٹ دے دوں —— اور ہاں! اسے تہہ خانے میں پہنچا کر اس کار کو بھی ٹھکانے لگا دو —— یہ نظروں میں آ چکی ہے" —— لڑکی نے جیری کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس!" —— جیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ریوالور جیب میں رکھا اور آگے بڑھ کر بھاری بھرکم تنویر کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالنے لگا۔ لڑکی اس دوران کمرے سے باہر جا چکی تھی۔



عمران سینے کے بل گھسٹتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کی کوشش یہ تھی کہ کسی قسم کی آواز پیدا نہ ہو۔ چاروں طرف سکوت طاری تھا۔ یوں لگتا

تھا جیسے اس عمارت میں کوئی شخص موجود نہ ہو۔ مگر عمارت کے اندر جلنے والی روشنیاں اس بات کا بین ثبوت تھا کہ عمارت مکینوں سے خالی نہیں ہے اور عمران جس کار کا پیچھا کرتا ہوا براڈوے لین سے یہاں پہنچا تھا وہ بھی عمارت کے پورچ میں موجود تھی۔ اس نے اپنے طور پر انیڈریا کی سپورٹس کار کا نمبر دیکر ڈائیگر سے اس کے مالک کا پتہ کروایا تھا اور پھر وہ اس پتے کے سہارے براڈوے لین کی اس عمارت تک پہنچ گیا تھا جس کا نمبر سکس تھا مگر جب وہ وہاں پہنچا تو اس وقت ایک کار عمارت سے باہر آئی اور عمران کو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی ہوئی انیڈریا نظر آگئی۔ گو اس نے میک اپ کر کے چہرہ بدلنے کی کوشش کی تھی مگر عمران کی دور بین نظروں سے بھلا وہ کہاں چھپ سکتی تھی۔ چنانچہ عمران اس کی کار کا پیچھا کرتا ہوا اس عمارت تک پہنچ گیا تھا۔ اور پھر اس نے عقبی سمت میں اس میں داخل ہونے کا منصوبہ بنایا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اس وقت وہ اس عمارت کے پائیں باغ میں سینے کے بل گھسٹتا ہوا آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ عمارت کے گرد تیز روشنیاں موجود تھیں اس لئے عمران بے حد محتاط تھا۔ جلد ہی وہ عمارت کی سائیڈ میں پہنچ گیا اور پھر اٹھ کر اس کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا عمارت کے برآمدے میں آگیا۔ برآمدہ خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ وہ کار جس میں انیڈریا آئی تھی پورچ میں کھڑی تھی۔

عمران آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا برآمدے میں آگیا۔ اور پھر برآمدے میں موجود ایک بند دروازے کے سامنے وہ رک گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازے کو دھکیلا تو دروازے کے پٹ کھلتے چلے گئے۔ دروازے کے اندر پردہ لہرا رہا تھا۔ اور کمرہ روشن تھا مگر کمرے میں سے کسی قسم کی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔

عمران نے پردہ ذرا سا ہٹایا اور پھر اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرہ واقعی خالی

تھا۔ وہ تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ اپنی سجاوٹ کے لحاظ سے ڈرائنگ معلوم ہو رہا تھا۔

عمران قدم بڑھاتا کمرے کے بغلی دروازے کی طرف بڑھا مگر ابھی اس نے آدھا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ اچانک وہ تیزی سے ایک صوفے کی آڑ میں دبک گیا۔ بغلی دروازہ کھل رہا تھا۔ پھر دروازہ پوری طرح کھلا اور اس میں سے انیڈریا باہر آگئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھے بغیر تیزی سے قدم بڑھائے اور پھر سامنے والا دروازہ کھول کر باہر نکلتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد عمران کو کار سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ پھر کار کی آواز آہستہ آہستہ دور ہوتی چلی گئی۔

بغلی دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ عمران صوفے کی آڑ سے نکلا اور پھر بغلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دوسری طرف ایک طویل راہداری تھی۔ جس کے آخر میں ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ عمران نے راہداری میں کسی کو نہ پا کر اندر قدم رکھا اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا وہ اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف سے مدہم سی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

عمران نے دروازے پر دباؤ ڈالا مگر دروازہ اندر سے بند تھا۔ عمران نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی مگر دروازے کے اندر سرخ رنگ کا دبیز پردہ موجود تھا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ عمران کمرے کے اندر کا منظر دیکھنے میں ناکام رہا۔ اس نے طویل سانس لیتے ہوئے کمر سیدھی کی اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ دروازے کے اوپر ایک کافی بڑا روشندان موجود تھا۔ عمران نے روشندان کو دیکھتے ہوئے سر ہلایا اور پھر اس نے دروازے کے ہینڈل پہ پیر رکھا اور اچک کر روشندان کا کنگرا پکڑنے کی کوشش کی مگر عین اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا اور عمران

تھا جھت کے بل زمین پر آگرا۔ ایک لڑکی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے بڑی حیرت سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

"ڈرا دیا مجھے ——— کیا ضرورت تھی دروازہ کھول لینے کی ——— کیا تم چند لمحے رک نہیں سکتی تھیں" ——— ؟ عمران نے کمر پر ہاتھ رکھ کر کراہتے ہوئے کہا۔

"سیدھی طرح کھڑے ہو جاؤ" ——— لڑکی نے اچانک سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹامی گن عمران کے پہلو سے لگا دی۔

"واہ بھئی واہ ——— اس طرح گرنے کے بعد بھی کوئی شخص سیدھی طرح کھڑا ہو سکتا ہے ——— مجھے یقین ہے کہ میری ریڑھ کی ہڈی کا کوئی مہرہ اپنی جگہ سے کھسک گیا ہے" ——— عمران نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ازلی اطمینان موجود تھا۔

"کیا بات ہے جیولین" ——— ؟ اندر سے ایک کرخت نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں ایک شخص موجود ہے جو دروازے پر چڑھ کر روشندان سے جھانکنے کی کوشش کر رہا تھا" ——— لڑکی نے جواب دیا۔

اس وقت تک عمران اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ مگر ابھی تک اس کا ہاتھ کمر پر ہی تھا۔

"اوہ ! ——— کون ہے یہ" ——— ؟ اندر سے بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور پھر قدموں کی آواز دروازے کی طرف بڑھی۔

"سنو ! ——— اگر تم اکیلی نہیں ہو تو پھر میں آ جاؤں گا" ——— عمران نے سر آگے بڑھا کر بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ لڑکی کچھ سمجھتی، عمران کے ہاتھ نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور لڑکی کے ہاتھ سے ٹامی گن نکلتی چلی گئی۔ اسی لمحے پردہ ہٹا کر ایک اور لڑکی نمودار ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی۔ مگر عین اس کے نمودار

ہوتے وقت عمران نے مشین گن چھین کر لڑکی کو زوردار دھکا دیا اور وہ دوسری لڑکی سے ٹکرا کر اندر جا گری۔ مشین گن دوسری کے ہاتھ سے بھی نکلتی چلی گئی اور عمران اچھل کر کمرے میں آ گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ وہ دونوں لڑکیاں خالی ہاتھ فرش پر پڑی تھیں۔

"اب اچھی لڑکیوں کی طرح اٹھ کر کھڑی ہو جاؤ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو" ——— ؟ ان دونوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان کے چہروں پر حیرت کے آثار تو موجود تھے مگر بوکھلاہٹ بالکل نہیں تھی۔

"میں سلطانہ ڈاکو ہوں ——— مگر بے فکر رہو۔ سلطانہ ڈاکو لڑکیوں کو کچھ نہیں کہتا ——— ہاں ! اگر تمہارے ہاں کوئی مرد ہو تو اسے بلا لو ——— میں ذرا اس عمارت پر ڈاکہ ڈالنا چاہتا ہوں" ——— عمران مشین گن کو دائیں بائیں حرکت دیتے ہوئے کہا۔

"کسی کو بلانے کی کیا ضرورت ہے ——— تم بھی تو مرد ہو" ——— ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شکر ہے خدا کا ——— کسی عورت نے مجھے مرد تو تسلیم کیا ——— تمہارا بہت بہت شکریہ ! ——— اچھا اب دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جاؤ۔ میں نامحرم عورتوں کی شکلیں دیکھ کر مزید گنہگار نہیں ہونا چاہتا" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور لڑکیاں آہستہ سے دیوار کی طرف مڑنے لگیں۔ ان کے چہروں پر ایسا اطمینان تھا جیسے یہ سب کچھ کھیل ہو۔

عمران بڑے اطمینان سے مشین گن سنبھالے کھڑا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ لڑکیاں پوری طرح مڑتیں، ان کے جسموں نے اچانک حرکت کی اور پھر وہ دونوں یوں اچھل کر عمران پر آ گریں جیسے وہ عورتیں نہ ہوں بلکہ بندوق سے نکلنے والی گولیاں ہوں۔ اور عمران ان دونوں کے دھکے سے اچھل کر دو فٹ دور فرش پر جا گرا۔ لڑکیاں اس کے

ادھر ہی گری تھیں۔

پھر اس سے پہلے کہ لڑکیاں سنبھلتیں۔ عمران نے اپنی دونوں ٹانگوں کو حرکت دی اور ایک لڑکی یوں اچھل کر دور جا گری جیسے اس نے تالی جمپ لگایا ہو۔ دوسری لڑکی کی گردن کے گرد عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن لپٹ گئی اور پھر عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ظاہر ہے لڑکی بھی اس کے ساتھ ہی اٹھتی چلی آئی۔ مگر اسی لمحے لڑکی نے پوری قوت سے کہنیاں عمران کی پسلیوں پر ماریں اور عمران کے منہ سے اوہ کی آواز نکلی اور بے اختیار اس کے ہاتھ مشین گن پر ڈھیلے پڑ گئے اور لڑکی کسی چکنی مچھلی کی طرح اس کی گرفت سے نکلتی چلی گئی۔

"مشین گن پھینک دو ——— ورنہ یاد رکھنا سینکڑوں گولیاں جسم میں داخل ہو جائیں گی" ——— دوسری لڑکی نے آگے بڑھ کر مشین گن اس کے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے دوسری اس دوران مشین گن اٹھانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"ضرور یاد رکھونگا ——— ایسی باتیں میں نہیں بھولتا" ——— عمران نے لاپرواہی سے کہا اور پھر مشین گن نیچے پھینک دی۔

دوسری لڑکی نے جھپٹ کر مشین گن اٹھالی۔ اب دونوں مشین گنوں کا رخ عمران کی طرف تھا۔

"نمبر الیون! ——— اسے روم نمبر فور میں پہنچا دو ——— زندہ یا مردہ ——— جس طرح بھی یہ آنا چاہے" ——— اچانک ایک نسوانی آواز کمرے میں گونجی۔

عمران نے ایک ترچھی نظر کمرے کے اس کونے پر ڈالی جہاں سے آواز آرہی تھی اور اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"چلو" ——— ایک لڑکی نے گھوم کر اس کی پشت سے مشین گن کی نال لگاتے ہوئے کہا۔

"کہاں چلوں ——— ؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"روم نمبر فور میں" ——— لڑکی نے جواب دیا۔

"کیوں ——— کیا سہاگ رات کے لئے اسی کمرے کو سجایا گیا ہے ——— مگر یہ دوسری کباب میں ہڈی تو نہیں بنے گی" ——— ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ——— زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں" ——— لڑکی نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"چلو تھوڑی بہت بکواس کی اجازت تو مل گئی ہے ——— پہلی رات کے لئے اتنی ہی رعایت کافی ہے" ——— عمران نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف چل کھڑا ہوا۔ وہ دونوں لڑکیاں مشین گنیں تانے اس کے پیچھے پیچھے بڑے چوکنے انداز میں چل رہی تھیں۔



کیپٹن شکیل کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک وسیع و عریض ہال کے ایک ستون سے بندھا ہوا پایا۔ اس کا پورا جسم نائیلون کی رسیوں سے خوب اچھی طرح جکڑا ہوا تھا۔

چند لمحے تو وہ یہ سوچتا رہا کہ وہ یہاں کس طرح پہنچ گیا۔ جہاں تک اس کی یادداشت کام کر رہی تھی اسے اس قدر معلوم تھا کہ اسے کسی گہرائی میں پھینکا گیا تھا چنانچہ اس نے اپنے ذہن کو یہ سوچ کر مطمئن کر لیا کہ ہو سکتا ہے یہ وہی جگہ ہو جہاں وہ گرا تھا۔ اور بے ہوشی کے عالم میں اسے باندھ دیا گیا ہو۔ یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بے ہوشی کے دوران اسے یہاں منتقل کر دیا گیا ہو۔

اس بات کا فیصلہ کرنے کے بعد کیپٹن شکیل نے سر گھما کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر وہ چونک پڑا۔ کیونکہ قریبی ستونوں سے اس نے تنویر، نعمانی اور جوہان کو بھی جکڑا ہوا پایا وہ تینوں ابھی تک بے ہوش تھے۔ ہال بالکل خالی تھا۔ وہاں ان کے علاوہ اور کوئی فرد موجود نہیں تھا۔

کیپٹن شکیل خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔ اس نے اپنے جسم پر بندشیں کھولنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ اُسے اتنی مہارت سے باندھا گیا تھا کہ اس کے لئے سوائے سر کو حرکت دینے کے اور کچھ ممکن ہی نہیں رہا تھا۔ اُسی لمحے اُسے تنویر کی کراہ سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد تنویر نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر ہوش میں آتے ہی جب اس کی نظریں کیپٹن شکیل اور دوسرے ساتھیوں پر پڑیں تو وہ حیران رہ گیا۔

"ارے ___ تم لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے" ___ تنویر نے کہا۔

"جیسے تم پہنچ گئے" ___ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو ایکسٹو نے مروا دیا ___ اگر وہ مجھے بتا دیتا کہ اٹیک ہونے کا خطرہ ہے تو پھر میں دیکھتا کہ وہ مجھے کیسے قابو کرتے ہیں" ___ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تنویر! ___ تمہیں کتنی دفعہ سمجھایا ہے کہ باس کا نام نہیں لیا کرتے" ___ کیپٹن شکیل نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ___ آئی ایم سوری ___ دراصل ابھی میں پوری طرح ہوش میں نہیں آیا ___" تنویر نے فوراً ہی جواب دیا۔ اُسے بھی اپنی حماقت کا احساس ہو گیا تھا۔ اس دوران نعمانی اور جوہان بھی ہوش میں آ گئے۔

"ہیلو فرینڈز!" ___ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ___ تو سب دوست یہاں موجود ہیں ___ بہت خوب" ___ جوہان نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ ہمیں یہاں میٹنگ کے لئے اکٹھا کیا گیا ہے ___ قیدیوں کی میٹنگ ___ جس میں رہائی پانے کے امکانات کا سرسری طور پر جائزہ لیا جائے گا" ___ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا تم اُنیلی جنس کے چکر میں پھنس گئے تھے ___؟" اچانک نعمانی نے پوچھا۔

"اُنیلی جنس نہیں ___ مجھے تو مسز مورین نے دھوکے سے بیہوش کر دیا تھا" ___ تنویر نے جواب دیا۔

"اوہ ___ اس کا مطلب ہے کہ کیس کے تانے بانے بہت اُلجھے ہوئے ہیں ___ میں سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھا اور یہاں پہنچ گیا ___ میرے خیال میں نعمانی اور جوہان اُنیلی جنس کے ذریعے یہاں پہنچے ہیں اور تنویر کسی مسز مورین کے ذریعے" ___ کیپٹن شکیل نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم کوٹھی کی نگرانی کر رہے تھے کہ اچانک ہمیں گھیر لیا گیا۔ پھر اُنیلی جنس کے چیف نارمن نے ہم سے پوچھ گچھ کی اور پھر ہمیں بے ہوش کر دیا گیا اور اس کے بعد ہماری آنکھ یہاں کھلی ہے" ___ جوہان نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک ایک کھٹکا ہوا اور ہال کی شمالی دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا۔ اور پھر اس میں سے چار نوجوان لڑکیاں اندر داخل ہوئیں جنہوں نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتیں ہال کے چاروں کونوں میں کھڑی ہو گئیں۔ وہ چاروں ان کو حیرت سے دیکھ رہے تھے کیونکہ یہ ان کی زندگی کا پہلا موقع تھا کہ وہ عورتوں کی نگرانی میں بندھے ہوئے تھے۔

پھر چند لمحوں بعد اسی دروازے سے ایک اور لڑکی اندر داخل ہوئی اس کے چہرے پر سنہرے رنگ کا نقاب تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتی ہوئی سامنے والی دیوار کے

قریب پہنچی اور پھر اس نے دیوار کو ایک مخصوص جگہ سے دبایا اور دوسرے لمحے دیوار میں ایک خانہ سا نمودار ہوا۔ اس خانے میں لوہے کی ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ لڑکی نے کرسی کھینچ لی اور خانہ دوبارہ بند کر دیا۔ اس نے کرسی کو دیوار کے ساتھ ٹکایا اور بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گئی۔

وہ سب حیرت سے یہ کارروائی دیکھ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد جنوبی دیوار کے کونے میں کھٹکا ہوا اور پھر وہاں ایک دروازہ بن گیا۔ دروازہ بنتے ہی ایک شخص نے اندر قدم رکھا اور ان سب کے چہروں پر حیرت ناچنے لگی۔ آنے والا عمران تھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے قدم اندر رکھے تھے۔ اس کے پیچھے دو لڑکیاں ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوئیں۔

"اسے بھی ستون سے باندھ دو" ــــ کرسی پر بیٹھی ہوئی نقاب پوش لڑکی نے مترنم لہجے میں کہا اور پھر عمران کو بھی ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔

عمران نے اتنی شرافت سے اپنے آپ کو بندھوایا کہ کیپٹن شکیل اور دوسروں کو بے حد حیرت ہوئی۔ مگر وہ سب عمران کو جانتے تھے کہ وہ ہر کام کسی نہ کسی منصوبے کے تحت کرتا ہے اس لئے وہ خاموش رہے۔

عمران کو لانے والی لڑکیاں اب کرسی پر بیٹھی ہوئی نقاب پوش کے اطراف میں کھڑی ہو گئیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی مشین گنوں کا رخ بندھے ہوؤں کی طرف ہی مڑا ہوا تھا۔

"کیا یہ بات درست ہے کہ تم سب پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہو ــــ؟" نقاب پوش لڑکی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سروس! ــــ ہائے اس نامراد سروس نے تو مجھے کہیں کا نہ رکھا ــــ جہاں جاؤ نوکری بیسی کا بورڈ نظر آتا ہے ــــ آج تک حسرت ہی رہی کہ کہیں سروس مل جاتی۔ حتیٰ کہ سروس شوز بھی پہن کر دیکھ لئے کہ شاید انہی کی کرامت سے کوئی سروس مل جائے مگر میری

ماں بے چاری میری سروس کی حسرت ہی دل میں لئے بوڑھی ہو گئیں" ــــ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چلنے لگی۔

"مسٹر عمران! ــــ میرے سامنے مسخرہ بننے کی ضرورت نہیں ہے ــــ مجھے تمہارے کوائف اچھی طرح معلوم ہیں" ــــ نقاب پوش نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم ہی کسی مولوی کو بلوا کر مجھے اپنی سروس میں لے لو ــــ یقین کرو، میں کبھی ریٹائرمنٹ کی خواہش نہیں کروں گا" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میرا آئیڈیا درست ہے کہ یہ سب تمہارے ساتھی ہیں ــــ" نقاب پوش نے نرم لہجے میں کہا۔

"تمہارا آئیڈیا، تمہارا ہے ــــ میرا نہیں ــــ اس لئے میں کیا کہہ سکتا ہوں" ــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس اس کا ثبوت بھی ہے" ــــ نقاب پوش نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور ڈبے کے کونے میں موجود ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی کیپٹن شکیل، تنویر، نعمانی اور چوہان کی وہ گفتگو ہال میں سنائی دینے لگی جو انہوں نے ہوش میں آنے کے بعد کی تھی۔ اور ظاہر ہے اس میں ایکسٹو کا نام بھی تھا اور اسے باس بھی کہا گیا تھا اور پھر ان سب نے آپس میں بے تکلفانہ گفتگو کی تھی اور ایک دوسرے کے نام بھی لئے تھے۔ جب ڈبے میں سے آوازیں نکلنی بند ہو گئیں تو نقاب پوش نے بٹن آف کر دیا اور ڈبہ دوبارہ جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"اب بتاؤ عمران! ــــ کیا میرا آئیڈیا غلط ہے ــــ؟ اور یہ بھی بتا دو کہ تمہیں میں نے تمہاری بکواس بازی کی وجہ سے پہچانا ہے"۔

"میں اپنی تجویز واپس لیتا ہوں ــــ مجھے ذہین بیوی نہیں چاہیئے۔ وہ تو بیں

دے دیکر میرا ناطقہ بند کر دے گی" ـــــ عمران نے حسب عادت مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہرحال یہ بات طے ہوگئی ہے کہ تم سب کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور چونکہ تم سب اس ملک میں غیر قانونی طور پر آئے ہو اس لئے اگر تم سب کی موت واقع ہو جائے تو تمہاری حکومت سفارتی سطح پر کچھ نہیں کر سکتی" ـــــ نقاب پوش نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ نقاب پوش لڑکی فقرہ مکمل کرتی، عمران کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے ہال گونج اٹھا۔

"بہت خوب ــــ واقعی تم مذاق بہت اچھا کرتی ہو ـــــ تمہیں شاید علم نہیں ہے کہ ہمارے اور تمہارے ملک کے درمیان سفارتی تعلقات ہی نہیں ہیں۔ اس لئے سفارتی سطح پر کچھ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ــــ کیا تم اتنے بزدل واقع ہوئے ہو کہ موت کا نام سنتے ہی اسقدر بدحواس ہو گئے کہ الٹی باتیں کرنے لگے ہو ـــــ اگر سفارتی تعلقات نہ ہوتے تو ہماری حکومت تمہیں یہاں طلب کیوں کرتی" ـــــ نقاب پوش نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا

"محترمہ پردہ نشین صاحبہ! ـــــ زیادہ چالاک بننے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ تم شاید مجھے یہ تاثر دینا چاہتی ہو کہ تمہارا تعلق اسی ملک سے ہے، حالانکہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ تم چیونگ سے متعلق ہو اور لیڈیز سیکرٹ سروس کی رکن ہو ـــــ عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیڈیز سیکرٹ سروس کا ذکر سنتے ہی نقاب پوش بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"تم ــ تم انتہائی خطرناک ہو ـــــ تمہیں لیڈیز سیکرٹ سروس کا کیسے پتہ چلا؟"

نقاب پوش نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"بس ـــــ اتنی سی بات پر اچھل پڑیں ـــــ ابھی تو میں نے بہت کچھ کہنا ہے۔ مجھے

اس ملک میں تمہارے تمام منصوبے کا علم ہے ـــــ اور تم شاید کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو ـــــ تمہارا یہ ہیڈ کوارٹر پوری طرح گھیرے میں لیا جا چکا ہے اور تم کسی صورت میں بھی یہاں سے بچ کر نہیں نکل سکتیں" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم مجھے ڈاج دینے کی کوشش کر رہے ہو ـــــ بے فکر رہو ـــــ اس ملک کی انٹیلی جنس، سیکرٹ سروس اور پولیس ہماری مٹھی میں ہیں۔ اس لئے ہیڈ کوارٹر کے گھیرے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ـــــ البتہ اب تمہاری موت یقینی ہو چکی ہے" ـــــ نقاب پوش لڑکی نے سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر مشین گن بردار لڑکیوں کی طرف مڑی۔

"گولیوں سے ان کے جسم چھلنی کر دو" ـــــ اس نے ہسٹریائی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"یس چیف باس!" ـــــ تمام لڑکیوں نے بیک وقت کہا۔ اور پھر کونوں میں کھڑی ہوئی لڑکیاں تیزی سے آگے بڑھیں اور قیدیوں کے سامنے آگئیں۔

"یہ ڈرامہ میں لوگارڈو کے چھاپے سے پہلے بھی دیکھ چکا ہوں چیف باس صاحبہ! کوئی اور بات کرو" ـــــ عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"اس بار ایسا نہیں ہوگا" ـــــ نقاب پوش لڑکی نے جھنجھلا کر کہا اور اس نے چیخ کر لڑکیوں سے کہا۔

"فائر" ـــــ

اور دوسرے لمحے ہال گولیوں کی بھیانک تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

"ملکی حالت بے حد خراب ہو چکے ہیں ــــ مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی غیر ملکی ہاتھ اس تمام ہنگاموں کے پیچھے کام کر رہا ہے" ــــ ادھیڑ عمر شخص نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"مگر ڈارلنگ! ــــ یہ تو مزدوروں کا ہنگامہ ہے اور ایسا تو ہر ملک میں اکثر ہوتا ہی رہتا ہے ــــ آہستہ آہستہ خود بخود ختم ہو جائے گا" ــــ ادھیڑ عمر شخص کے مقابل بیٹھی ہوئی انتہائی خوبصورت لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا جس سے وقفے وقفے سے چسکیاں لے رہی تھی۔

"نہیں ڈارلنگ! ــــ تم ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتیں ــــ اس ملک کے وزیر داخلہ کی حیثیت سے ملک کا اندرونی امن میرا مسئلہ ہے۔ اور جو رپورٹیں مجھے مل رہی ہیں اور جس تیزی سے یہ شورش پھیلتی چلی جا رہی ہے، مجھے اس پر بے حد تشویش ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ شورش ہماری پارٹی کے لئے دھماکہ ثابت ہو گی" ــــ ادھیڑ عمر شخص نے میز پر پڑا ہوا جام اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں قدرے بوکھلاہٹ شامل تھی۔

"ارے! ــــ تم تو اتنی جلدی گھبرا گئے ــــ تمہاری پارٹی کی جڑیں اس ملک میں بے حد گہری ہیں۔ یہ معمولی سے ہنگامے اور شورشیں تمہاری پارٹی کا کیا بگاڑ سکتی ہیں ــــ البتہ میرا ایک مشورہ ہے اگر تم قبول کرو" ــــ لڑکی نے اٹھ کر ادھیڑ عمر وزیر داخلہ کے سینے میں بازو حمائل کرتے ہوئے کہا۔

"کہو ڈارلنگ! ــــ میں ضرور تمہارا مشورہ سنوں گا ــــ مجھے خوشی ہے کہ تم ایک عام عورت نہیں ہو ــــ تمہارا ذہن کافی تیز ہے ــــ گو تمہیں میرے پاس آئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا مگر اس قلیل عرصے میں تم نے اپنی ذہانت سے مجھے متاثر کیا ہے" ــــ ادھیڑ عمر وزیر داخلہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو ڈارلنگ! ــــ ان حالات میں میرا مشورہ یہ ہے کہ تم تمام بوجھ اپنے ذہن پر مت ڈالو، اسے تقسیم کر دو ــــ اس طرح تمہارے ذہن کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا" ــــ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ــــ ذرا وضاحت سے بات کرو ــــ میں سمجھا نہیں" ــــ وزیر داخلہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ ڈارلنگ کہ تم بجائے خود تمام احکامات دینے اور کنٹرول کرنے کے معاملہ اپنی پارٹی کی ٹاپ میٹنگ میں لے جاؤ ــــ اپنی پارٹی کے اہم لیڈروں کی خفیہ میٹنگ کال کرو اور پھر یہ معاملہ ان کے سامنے رکھ دو ــــ اس کے بعد میرا مشورہ یہ ہے کہ پارٹی کے ٹاپ کے چند لیڈروں کی ایک مجلس بنا دو۔ وہی اس سلسلے میں تمام احکامات جاری کرے" ــــ لڑکی نے کہا۔

"مگر اس سے کیا ہو گا ــــ؟ یہ معاملہ کابینہ میں روزانہ زیر بحث آتا ہے" ــــ وزیر داخلہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم سمجھتے نہیں ڈارلنگ! ــــ کابینہ میں موجود افراد محکمانہ باتیں کرتے ہیں۔ اس وقت ان میں پارٹی سپرٹ نہیں ہوتی۔ مگر پارٹی میٹنگ میں وہ اس پر پارٹی سپرٹ سے غور کریں گے ــــ تم خود سوچو! ــــ اگر یہ شورشیں کنٹرول نہ ہوئیں تو حکومت تو جائے گی ہی ــــ تمہاری پارٹی کو ایسا ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا کہ پھر تمہاری پارٹی کے

لئے اپنا وجود برقرار رکھنا مشکل ہو جائے گا ——— اور چونکہ تم وزیرِ داخلہ ہو اس لئے تمام تر ذمہ داری تم پر آ جائے گی" ——— لڑکی نے اسے تفصیل سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! ——— تم نے واقعی بے حد قیمتی مشورہ دیا ہے ——— میں اس پر ضرور عمل کروں گا ——— میں ابھی جا کر پارٹی کے صدر سے اس سلسلے میں بات کرتا ہوں ———" ادھیڑ عمر وزیرِ داخلہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔

"ڈارلنگ! ——— اس چکر میں مجھے نہ بھول جانا ——— میں تمہارا انتظار کروں گی" ——— لڑکی نے کہا۔

"اوہ نہیں ——— مجھے خوشی ہے کہ تم میں بے حد صلاحیتیں ہیں ——— میری بیوی تو بالکل ہی مفلس ہے ——— تم میرا انتظار کرنا۔ آج رات میں یہیں گزاروں گا اور پھر ہم اس معاملے میں مزید گفتگو کریں گے" ——— وزیرِ داخلہ نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ لڑکی کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔

لڑکی چند لمحوں تک خاموش بیٹھی رہی۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے پلٹی اور کمرے میں موجود ڈریسنگ ٹیبل کے ایک خانے کو کھول کر اس نے اس میں رکھا ہوا بیوٹی بکس باہر نکال لیا۔ بیوٹی بکس کو کھول کر اس نے اس میں موجود تمام چیزیں باہر نکال دیں اور پھر اس کے ایک کونے کو انگلی سے دبایا۔ کونہ دبتے ہی بیوٹی بکس کی تہہ خود بخود کسی ڈھکن کی طرح اٹھتی چلی گئی۔ اندر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ لڑکی نے ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی اس میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس ——— ایل۔ ایس۔ ایس سپیکنگ اوور۔"

"باس! ——— میں نمبر تھرٹی بول رہی ہوں اوور" ——— لڑکی نے دبے دبے لہجے میں

جواب دیا۔ اس کی نظریں دروازے پر مرکوز تھیں۔

"رپورٹ اوور" ——— دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"باس! ——— میں نے وزیرِ داخلہ کے سامنے ٹاپ پارٹی میٹنگ کی تجویز رکھ دی ہے اور اسے اس تجویز پر عمل کرنے پر رضامند کر لیا ہے ——— اب وہ اس سلسلے میں پارٹی صدر سے بات کرنے گیا ہے۔ اوور" ——— نمبر تھرٹی نے جواب دیا۔

"گڈ! ——— موجودہ ہنگاموں کے سلسلے میں وزیرِ داخلہ کا ردِ عمل کیا ہے اوور ———؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"وہ بے حد گھبرایا ہوا اور نروس ہے ——— اس کا کہنا ہے کہ ان شورشوں کے پیچھے کسی غیر ملکی طاقت کا ہاتھ ہے اوور" ——— نمبر تھرٹی نے جواب دیا۔

"گڈ ——— اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے ——— تمہارا کردار بے حد اہم ہے نمبر تھرٹی ——— تم نے ہر قیمت پر وزیرِ داخلہ کو قابو میں رکھنا ہے تاکہ ہمیں اس کے ذریعے معلومات مل سکیں ——— جس وقت یہ میٹنگ ہو وہ وقت اور مقام تم نے خود رپورٹ کرنا ہے اوور" ——— باس نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس! ——— وہ میرے حسن کے جال سے نہیں نکل سکتا اوور" ——— نمبر تھرٹی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— میں ابھی یہ رپورٹ چیف باس کو دیتی ہوں۔ اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

لڑکی نے بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر دوبارہ بیوٹی بکس کی تہہ میں رکھا اور پھر اس کا ڈھکن بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس میں سے نکالی ہوئی تمام چیزیں دوبارہ اس میں رکھیں اور اسے بند کر دیا۔ اب دیکھنے میں وہ ایک عام سا بیوٹی بکس معلوم ہوتا تھا۔ اس نے بیوٹی بکس ڈریسنگ ٹیبل کے خانے میں رکھا اور آگے بڑھ کر شراب کا جام بھرنے لگی۔ جام ہاتھ میں لے کر

وہ بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گئی اور پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے شام کے بہت سے اخباروں میں سے ایک اخبار اٹھایا اور شراب کی چسکیاں لیتے ہوئے خبریں پڑھنے لگی۔ پورا اخبار مزدوروں کے ہنگاموں، جلسوں، جلوسوں اور پولیس کے ساتھ مزدوروں کے مسلح تصادم کی خبروں سے بھرا ہوا تھا۔ لیبر پارٹی کے لیڈروں کے زہریلے بیانات بھی نمایاں طور پر چھپے ہوئے تھے۔

لڑکی بڑے اطمینان سے سب کچھ پڑھتی رہی اور ساتھ ساتھ شراب کی چسکیاں بھی لیتی رہی۔ ابھی اسے اچانک کمرے میں موجود ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ لڑکی نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر اخبار میز پر رکھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"سارنا سپیکنگ!" ——— لڑکی نے بڑے مدھر بھرے لہجے میں کہا۔

"سارنا ڈیئر! ——— میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ میں آج رات نہیں آسکوں گا ——— تمہاری تجویز پر آج کی رات عمل ہو رہا ہے۔ ٹاپ میٹنگ ہو رہی ہے اور شاید تمام رات جاری رہے" ——— دوسری طرف سے وزیر داخلہ کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ڈیئر! ——— گو میری یہ رات بے حد تکلیف دہ گزرے گی لیکن بہرحال میں تمہاری پریشانی کو سمجھتی ہوں ——— کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں بھی اس میٹنگ میں شریک ہو سکتی شاید میں کوئی بہتر مشورہ دے سکتی" ——— لڑکی نے لہجے کو افسردہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ——— ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہے اور پھر یہ بھی پریذیڈنٹ سرکل میں ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے وہاں کسی اجنبی کا داخلہ قطعاً ناممکن ہے" ——— وزیر داخلہ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— وش یو گڈ لک ——— میں کل تمہارا انتظار کروں گی۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس میٹنگ میں کوئی بہتر فیصلے کرو گے" ——— لڑکی نے جواب دیا۔

"اوکے ڈارلنگ! ——— مجھے تمہاری قربت حاصل نہ ہونے کا افسوس ہے ——— مگر

یہی حالات" ——— وزیر داخلہ نے کچھ کہنا چاہا۔

"ڈونٹ وری ڈیئر! ——— ایسا ہوتا ہی رہتا ہے ——— کل سہی" ——— لڑکی نے جواب دیا۔

"اوکے ——— گڈ ایوننگ" ——— دوسری طرف سے جواب ملا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ لڑکی نے سلسلہ منقطع ہوتے ہی تیزی سے رسیور رکھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔ وہ میٹنگ کی جگہ اور وقت معلوم کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ چنانچہ ایک بار پھر وہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی تاکہ باس کو ٹرانسمیٹر پر اس کی اطلاع دے سکے۔ اس کے چہرے پر کامرانی کا تاثر اور آنکھوں میں فاتحانہ چمک تھی۔ ان کے مشن کا سب سے نازک اور اہم مرحلہ قریب آ گیا تھا۔



ڈانیگر نے ایک نظر عمارت پر دیکھا اور پھر اس کی نظریں کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر جم گئیں۔ عمران کو عمارت کے اندر گئے ہوئے دس منٹ گزر چکے تھے اور اس کی طرف سے کوئی اشارہ نہیں ملا تھا۔ عمران نے ڈانیگر کو اپنے تعاقب کی ہدایت کی تھی چنانچہ جب عمران [illegible] سے ٹیکسی پر گیا تو ڈانیگر اپنے ایک ساتھی سمیت کار میں اس کا تعاقب کر رہا تھا اور پھر عمران کے پیچھے ہی وہ اس عمارت تک پہنچ گیا تھا اور پھر عمران کو اندر گئے ہوئے دس منٹ گزر چکے تھے۔ اور وہ فیصلہ نہ کر پا رہا تھا کہ اندر جا کر عمران کو چیک کرے یا پھر باہر رہ کر اس کا انتظار کرے مگر جب

پانچ منٹ اور گزر گئے تو اس نے اندر جانے کا فیصلہ کر لیا۔

"سانگو! — تم یہیں باہر رہ کر نگرانی کرو — میں اندر جاتا ہوں — پرنس یقیناً کسی مشکل میں پھنس گئے ہیں" — ڈانیگر نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"او کے باس!" — سانگو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ڈانیگر تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کی عقبی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے انداز میں بے پناہ چستی تھی۔ عقبی دیوار کے قریب آتے ہی اس نے اچانک اپنے جسم کو ہوا میں اچھالا اور دوسرے لمحے وہ دیوار پر موجود تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ دیوار پر ٹکائے اور پھر آہستہ سے اندر کود گیا۔ اس نے ہلکا سا دھماکہ بھی نہ ہونے دیا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے عمارت میں عقبی طرف سے جانے کا فیصلہ کیا اور جلد ہی وہ عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ عمارت کی پچھلی طرف دیوار بالکل سپاٹ تھی۔ پوری دیوار میں نہ کوئی کھڑکی تھی اور نہ کوئی روشندان۔ ڈانیگر نے حیرت سے عمارت کو دیکھا۔ یہ بالکل غیر فطری بات تھی کہ عقبی سمت کوئی کھڑکی اور کوئی روشندان نہ تھا۔ دیوار کے ساتھ ہی ایک پائپ اوپر چھت تک چلا گیا تھا۔ ڈانیگر نے ایک لمحے کے لئے پائپ کو دیکھا اور پھر وہ بندر کی سی پھرتی سے پائپ پر چڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ چھت پر موجود تھا۔ اس نے ایک نظر چھت کو دیکھا اور پھر اسے سامنے ہی نیچے جانے والی سیڑھیاں نظر آ گئیں۔ وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور پھر آہستگی مگر پھرتی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ سیڑھیاں کافی نیچے جا کر مڑ جاتی تھیں۔ موڑ کے قریب پہنچتے ہی ڈانیگر اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ اسے نیچے کسی کی موجودگی کی آہٹ محسوس ہو گئی تھی۔ اس نے آہستہ سے قدم آگے بڑھایا اور پھر موڑ کے قریب سے جھانک کر دوسری طرف دیکھا۔ موڑ پر ایک لڑکی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے بڑے چوکنا انداز میں کھڑی تھی مگر ڈانیگر کی طرف اس کی پشت

تھی۔ ڈانیگر نے آہستگی سے قدم آگے بڑھایا اور پھر اچانک وہ اس پر جھپٹ پڑا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ایک ہاتھ اس کے منہ پر جمایا اور دوسرے ہاتھ سے وہ مشین گن تھام لی۔ لڑکی اس کی گرفت میں کسمسائی مگر ڈانیگر کی گرفت اتنی سخت تھی کہ وہ پوری طرح کسمسا بھی نہ سکی۔ ڈانیگر اسے اسی طرح اٹھائے ہوئے مڑا اور پھر تیزی سے اسے لئے ہوئے واپس چھت پر آ گیا۔

چھت پر آتے ہی ڈانیگر نے اپنے ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور مشین گن لڑکی کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی۔ ڈانیگر نے اسے گرنے سے بچانے کے لئے اسے پیر پر سنبھالا اور پھر اطمینان سے چھت پر گرا دیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ مشین گن چھت پر دھماکے سے گرے اور اس کی دھمک نیچے سنی جا سکے۔ مشین گن کو پیر پر روک لینے سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ تیزی سے جیب میں رینگا اور جب وہ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں خنجر موجود تھا۔ اس نے خنجر کی نوک لڑکی کی گردن سے لگائی اور انتہائی بھیانک آواز میں غراتے ہوئے کہا۔

"لڑکی! — اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو ایک ہی جھٹکے سے تمہاری شہ رگ کٹ جائے گی" — اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"تم کیا چاہتے ہو" — لڑکی نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو لڑکی! — میں لڑکیوں کو بڑے وحشیانہ انداز میں قتل کر دیتا ہوں۔ اس لئے تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ جو کچھ میں پوچھوں — اس کا صحیح صحیح جواب دے دینا" — ڈانیگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے خنجر کی نوک کو ذرا سا دبایا اور لڑکی کے منہ سے "سی" کی آواز نکل گئی۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو" — لڑکی نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"میرا ایک ساتھی یہاں تھوڑی دیر پہلے اندر آیا ہے — وہ اس وقت کہاں

ہے" — ڈائیگر نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"نیچے ہال میں وہ سب اکٹھے ہیں۔ چیف باس بھی وہیں ہے" — لڑکی نے جواب دیا۔

"وہاں کتنے آدمی موجود ہیں — سچ سچ بتاؤ" — ڈائیگر نے پوچھا۔

"آدمی تو مجھے معلوم نہیں — البتہ چیف باس کے علاوہ چند رکن وہاں موجود ہیں" لڑکی نے جواب دیا۔

"پھر مجھے وہاں تک لے چلو — مگر دیکھنا جہاں بھی مجھے شبہ ہوا کہ تمہارے ذہن میں کوئی غلط خیال آیا ہے — تمہاری شہ رگ ایک لمحے میں کٹ جائے گی" — ڈائیگر نے کہا۔

"مم — مگر راستے میں تو اور کئی رکن موجود ہیں" — لڑکی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا — مجھے تم نے وہاں تک پہنچانا ہے اور راستے میں کسی سے ٹکراؤ بھی نہیں ہونا چاہیے" — ڈائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں — ایسا ممکن نہیں ہے — ہر جگہ رکن پہرہ دے رہے ہیں — وہ تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دیں گے البتہ" — لڑکی نے کہا۔

"البتہ کیا — جلدی بولو — ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" — ڈائیگر نے کہا۔

"اگر تم چاہو تو میں ہال کے روشندان تک تمہیں لے جا سکتی ہوں — وہاں تک راستے میں کوئی نہیں ہوگا" — لڑکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو" — ڈائیگر نے اسے دھکیلتے ہوئے کہا۔ اور پھر جیسے ہی لڑکی آگے بڑھی۔ ڈائیگر نے پھرتی سے فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھا لی۔

لڑکی کی رہنمائی میں وہ سیڑھیاں اتر کر نچلی منزل پر آیا اور پھر ایک راہداری میں گھوم کر وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے جس کے عقبی دروازے سے نکل کر وہ ایک

چھوٹی سی راہداری میں پہنچ گئے۔ جہاں سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں آئے جس میں دیوار کے ساتھ بڑے بڑے تین روشندان موجود تھے۔

"یہ ہال کے روشندان ہیں" — لڑکی نے کہا۔

ڈائیگر نے ایک نظر روشندان پر ڈالی تو اسے نیچے ستونوں کے ساتھ بندھے ہوئے چند افراد نظر آئے۔ اور پھر اس کی نظر عمران پر جم گئی جو ایک ستون سے بندھا ہوا تھا۔

اس سے پہلے کہ ڈائیگر روشندان سے نظر ہٹاتا۔ اچانک لڑکی نے پھرتی سے اس کے اس ہاتھ پر جوڈو کا وار کیا جس میں اس نے مشین گن تھام رکھی تھی۔ مگر ڈائیگر لڑکی کی توقع سے زیادہ ہوشیار تھا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ ایک طرف ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے مشین گن کی نال لڑکی کے منہ پر دے ماری۔ لڑکی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی مگر وہ چیخ راہداری میں ہی گونج کر رہ گئی پھر اس سے پہلے کہ لڑکی سنبھلتی۔ ڈائیگر نے انتہائی پھرتی سے مشین گن کا بٹ اس کی کنپٹی پر مارا اور لڑکی بے جان ہو کر نیچے گرنے لگی۔ ڈائیگر نے تیزی سے اسے سنبھالا اور پھر اسے زمین پر لٹا دیا۔ لڑکی بے ہوش ہو چکی تھی۔

ڈائیگر لڑکی کی طرف سے مطمئن ہو کر دوبارہ روشندان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے روشندان کو ذرا سا دبایا تو روشندان میں درز سی پیدا ہو گئی۔ اب دوسری طرف کی آوازیں اسے سنائی دینے لگیں۔ وہ روشندان کے کنارے پر جھکا ہوا تھا۔ اس طرح ہال میں سے اسے دیکھا نہیں جا سکتا تھا مگر وہ با آسانی ہال کو دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ہال میں پہلے جیسی لڑکیاں کھڑی تھیں اور ایک نقاب پوش ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ دو لڑکیاں اس کے دونوں اطراف میں کھڑی تھیں اور باقی ہال کے چاروں کونوں میں موجود تھیں۔ اب وہ اس الجھن میں پھنس گیا کہ کس طرح فوری طور پر سب کو

حملہ کرنا پڑا تو وہ لڑکیاں ایسی پوزیشن میں تھیں کہ وہ اس کی مشین گن کی زد میں نہ آسکتی تھیں۔ اور پھر اس نے اچانک کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی کو اٹھتے ہوئے دیکھا۔ وہ چیخ کر کہہ رہی تھی۔

"گولیوں سے ان کے جسم چھلنی کر دو" ـــــ یہ فقرہ سنتے ہی چاروں لڑکیاں تیزی سے کونوں سے سمٹ کر ایک قطار میں آگئیں۔ وہاں ڈائیگر کے اعصاب بھی تن گئے۔

"یس چیف باس" ـــــ لڑکیوں کی آوازیں سنائی دیں۔

"یہ ڈرامہ میں لونگارڈو کے ہاں پہلے بھی دیکھ چکا ہوں چیف باس صاحبہ! کوئی اور بات کرو" ـــــ عمران کی مطمئن آواز سنائی دی۔

"اس بار ایسا نہیں ہوگا" ـــــ نقاب پوش لڑکی نے جھنجھلا کر کہا اور اس نے چیخ کر لڑکیوں سے کہا۔

"فائر"

اب ڈائیگر کے لئے ایک لمحے کا توقف بھی حماقت ہوتا۔ چنانچہ ابھی نقاب پوش لڑکی کے منہ سے فائر کا لفظ پوری طرح نکلا بھی نہ تھا کہ ڈائیگر نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور چونکہ مسلح لڑکیاں ایک ہی قطار میں کھڑی تھیں اس لئے ڈائیگر کے لئے آسانی ہوگئی۔ اس کی مشین گن سے نکلنے والی گولیوں نے ایک لمحے میں چھ کی چھ لڑکیوں کو چاٹ لیا۔ اور ہال گولیوں کی بھیانک تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

مسلح لڑکیوں کے گرتے ہی ڈائیگر نے پوری قوت سے روشندان پر لات ماری اور روشندان کا شیشہ ایک چھناکے سے نیچے جا گرا اور ڈائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے نیچے چھلانگ لگا دی۔

ادھر جیسے ہی چیف باس نے فائر کا لفظ کہا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے رسیوں سمیت گھوم گیا اور اب وہ ستون کی آڑ میں آگیا تھا۔ عمران کے ساتھیوں کے لئے بھی ایسے

واقعے پہلے کئی بار آچکے تھے۔ اس لئے وہ بھی اس حربے کو سمجھتے تھے۔ چنانچہ عمران کے ساتھ ساتھ وہ بھی گول ستون کے ساتھ گھومتے ہوئے گولیوں سے محفوظ ہو گئے تھے۔

چیف باس نے اپنی ساتھی لڑکیوں کو یوں اچانک گرتے دیکھا تو وہ ایک لمحے کے لئے بت بنی کھڑی رہی۔ مگر دوسرے لمحے اس نے تیزی سے قریب پڑی مشین گن اٹھانی چاہی مگر عین اسی لمحے ڈائیگر روشندان سے کود کر عین اس کے اوپر آگرا اور وہ مشین گن اٹھاتے اٹھاتے نیچے جا گری۔ پھر اس سے پہلے کہ ڈائیگر سنبھل کر اٹھتا۔ لڑکی نے اچانک اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور ڈائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے بجلی کوند گئی ہو۔

نقاب پوش لڑکی کسی پرندے کی طرح اڑتی ہوئی بغلی دروازے کے پاس جا گری اور دوسرے لمحے وہ دروازے سے باہر غائب ہو چکی تھی۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا تھا۔ اب وہاں سپاٹ دیوار تھی۔

ڈائیگر تیزی سے عمران کی طرف پلٹا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عمران رسیوں سے آزاد ہو کر نہ صرف اس تک پہنچ چکا تھا بلکہ اس نے ایک مشین گن بھی اٹھا لی تھی۔

"ڈائیگر! ـــــ میرے ساتھیوں کو کھولو۔ جلدی" ـــــ عمران نے کہا اور پھر مشین گن اٹھائے وہ تیزی سے ہال کے ایک کونے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ڈائیگر نے جیب سے خنجر نکالا اور چند ہی لمحوں میں وہ عمران کے ساتھیوں کو رسیوں کی گرفت سے آزاد کرا چکا تھا۔ پھر سب نے ان لڑکیوں کے ہاتھوں سے گری ہوئی مشین گنیں اٹھا لیں۔

"تم پوزیشنیں سنبھالو" ـــــ عمران نے ان کے آزاد ہوتے ہی کہا اور خود وہ اس ستون کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ آزاد ہوا تھا۔ وہاں [illegible] ہوا تھا۔ اس نے اسی کے ایک سمت سے مشین گن کی [illegible]

مشین گن کو اس نے کسی کمند کی طرح ترچھے ہوئے روشندان میں پھینک دیا۔ مشین گن چوڑائی میں روشندان میں پھنس گئی۔ عمران نے رسی کو زور سے جھٹکا دیا اور پھر دوسری مشین گن بغل میں لٹکا کر وہ رسی کے سہارے بندر کی سی پھرتی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ روشندان سے باہر نکل چکا تھا۔

عمران نے جیسے ہی رسی چھوڑی۔ تنویر آگے بڑھا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ اوپر پہنچ چکا تھا۔ اسی طرح باری باری وہ سب اوپر چڑھتے چلے گئے۔ عمران مشین گن سنبھالے راہداری کے آخری موڑ پر موجود تھا۔ سب سے آخر میں ڈائیگر اوپر آیا۔

"عمران صاحب! ——— میں چھت تک آپ کی رہنمائی کر سکتا ہوں" ——— ڈائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ چلو" ——— عمران نے کہا اور ڈائیگر مشین گن سنبھالے آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ سب اس کے پیچھے تھے۔ راہداری کے اختتام پر سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ وہ سب سیڑھیاں چڑھ کر ایک کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے کا دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ ڈائیگر نے آہستگی سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ بڑی راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے راہداری میں آئے اور دیوار کے ساتھ لگ کر آگے بڑھتے بڑھتے وہ ایک موڑ تک پہنچ گئے جہاں سے مزید سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سیڑھیاں خالی پڑی ہوئی تھیں۔

"تم سب اوپر جاؤ ——— میں نیچے جا رہا ہوں" ——— اچانک عمران نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"مگر پرنس! ..." ڈائیگر نے کچھ کہنا چاہا۔

"تم دونوں ... اوپر جاؤ" ——— عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر مشین گن سنبھالے تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔

ڈائیگر کی رہنمائی میں عمران کے علاوہ وہ سب عمارت کی چھت پر پہنچ گئے۔ چھت بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔

چھت پر پہنچتے ہی انہیں کار کے انجن کی آواز سنائی دی اور ان سب نے چونک کر ادھر دیکھا تو ایک سیاہ رنگ کی کار عمارت کے بیرونی گیٹ سے باہر نکل رہی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ ڈائیگر مشین گن سیدھی کرتا۔ کار گیٹ سے مڑ کر اس کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

"میرا خیال ہے نقاب پوش لڑکی نکل گئی" ——— نعمانی نے کہا۔

"ہاں! ——— معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے" ——— ڈائیگر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا۔ باقیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ وہ سب تیزی سے نیچے اترتے چلے گئے۔

آخری منزل پر عمران موجود تھا۔

"سنہری چڑیا نکل گئی ——— وہ اکیلی تھی اس لئے اس نے ہم سے ٹکرانے کی دوبارہ ہمت نہیں کی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنس! ——— ایک لڑکی اوپر گیلری میں بے ہوش پڑی ہے ——— ہو سکتا ہے وہ کچھ بتا سکے" ——— ڈائیگر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اسے فوراً نیچے لے آؤ" ——— عمران نے چونک کر کہا۔ اور ڈائیگر تیزی سے واپس سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ سب نیچے کھڑے رہ گئے۔

"کیا تمام عمارت خالی ہے ———؟" تنویر نے پوچھا۔

"نہیں ——— ہم موجود ہیں ——— کوئی حکم" ——— عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا مگر تنویر خاموش رہا۔

چند لمحوں بعد ڈائیگر سیڑھیاں اترتا نظر آیا۔ اس کے کاندھے پر ایک بے ہوش لڑکی

طاری ہوتی تھی۔

"عمارت سے باہر نکل کر تم سب نے بہار کالونی کی کوٹھی نمبر پچیس جانا ہے
اب تم سب وہیں رہو گے ۔۔۔ انجیٹو نے ٹیم میرے چارج میں دے دی ہے اور خود
واپس ایکریمیا چلا گیا ہے ۔۔۔ وہاں موٹر سائیکل اور کاریں موجود ہیں ۔۔۔ تم انہیں
استعمال کر سکتے ہو"۔۔۔ ڈائیگر کے ان کے قریب پہنچنے سے پہلے عمران نے انتہائی
سنجیدگی سے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"چلیں پرنس"۔۔۔ ڈائیگر نے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ سب بڑے اطمینان سے کھلے ہوئے پھاٹک
سے باہر نکلتے چلے گئے۔

باہر نکلتے ہی ڈائیگر گھوم کر ایک گلی کی طرف مڑا۔

"ادھر ٹھیک ہے۔۔۔ یہاں میری کار موجود ہے"۔۔۔ ڈائیگر نے کہا اور عمران اس
کے پیچھے اس گلی میں مڑ گیا۔ جبکہ باقی ممبران نکلتے چلے گئے۔ گلی کراس کر کے وہ پچھلی
عقبی سمت میں آئے۔ ڈائیگر چونک پڑا۔ کار غائب تھی۔

"یہ ساٹو کہاں چلا گیا"۔۔۔؟ ڈائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"گیا ہو گا کہیں تفریح کرنے"۔۔۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"نہیں۔۔۔ ساٹو ایسا نہیں ہے۔۔۔ بہرحال"۔۔۔ ڈائیگر نے کہا اور پھر تیز تیز قدم
اٹھاتا وہ ایک کوٹھی کی طرف بڑھنے لگا۔ کوٹھی کی چھوٹی دیوار سے ہی انہیں سامنے
پورچ میں کار کھڑی نظر آ گئی تھی۔

"لیکن آپ یہیں کا خیال رکھیں۔۔۔ میں کار لے آتا ہوں"۔۔۔ ڈائیگر نے کہا اور
جیسے ہی سامنے بیہوش ساٹو کو دیکھ لیا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر چھوٹی دیوار پار کر گیا۔ اس
کے انداز میں بے پناہ پھرتی تھی۔ پھر عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کار تک پہنچ گیا۔ کوٹھی

پر خاموشی طاری تھی۔

ڈائیگر کار کی عقبی طرف گیا اور پھر اس نے کار کو زور سے دھکیلا اور اسے دھکیلتا
ہوا کوٹھی کے پھاٹک کی طرف لئے چلا گیا۔ عمران اس کی ذہانت پر دل ہی دل میں عش عش
کر اٹھا۔ اگر وہ کار کو سٹارٹ کرتا تو یقیناً کوٹھی کے مکین جاگ اٹھتے اور کوئی مسئلہ کھڑا ہو
سکتا تھا۔ ڈائیگر بڑے اطمینان سے کار کو دھکیلتا ہوا پھاٹک کے قریب لے آیا۔
اس نے پھاٹک کھولا اور پھر کار کو باہر لے آیا۔

عمران نے فرش پر پڑی ہوئی بیہوش لڑکی کو اٹھایا اور کار کی طرف لپکا۔ لڑکی
کو سیٹوں کے درمیان میں لٹا کر وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈائیگر اس دوران اگنیشن
میں ایک تار لگا کر کار سٹارٹ کر چکا تھا۔ چنانچہ چند ہی لمحوں میں کار تیز رفتاری سے
شہر کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔



فلیٹ کے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک ہوئی اور لڑکی چونک پڑی۔ اس
کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے الجھن کے تاثرات ابھرے مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے
آپ کو سنبھال لیا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس
کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پستول چمک رہا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کے قریب آئی۔

"کون ہے"۔۔۔؟ لڑکی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"ایل۔ ایس۔ ایس چیف باس"۔۔۔ دروازے کی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز

سنائی دی۔

لڑکی نے بوکھلا کر دروازہ کھول دیا۔

دروازہ کھلتے ہی ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے شدید تاثرات نمایاں تھے۔

"چیف باس" ۔۔۔ میزبان لڑکی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ایڈریانا۔ پرائمری ڈن ختم ہو گیا ہے ۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا عمران وہاں پہنچ گیا اور پھر جب کہ میں ان سب کو ختم کرنے والی تھی کہ حالات یکدم پلٹ گئے سب رکن ختم ہو گئے ۔۔۔ میں بڑی مشکل سے وہاں سے نکل سکی ہوں" ۔۔۔ چیف باس نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر اچانک حالات کیسے پلٹ گئے" ۔۔۔ ایڈریانا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بس ان کا کوئی ساتھی ہال کے اوپر روشندان میں موجود تھا۔ اس نے ارکان کے فائر سے پہلے فائر کھول دیا" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ ایڈریانا کچھ کہتی۔ اچانک وہ چونک پڑی۔ کمرے میں موجود بلب اچانک جھلملانے لگا تھا۔

"اوہ کال ہے" ۔۔۔ ایڈریانا نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھ گئی۔ الماری میں ایک ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کی عقبی سمت ہاتھ بڑھایا اور دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آواز نکلنے لگی۔

"یس ۔۔۔ ای۔ ایس۔ ایس سپیکنگ اوور" ۔۔۔ ایڈریانا نے کہا۔

"باس ۔۔۔ میں نمبر تھرٹی بول رہی ہوں۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک لڑکی کی دبی دبی آواز سنائی دی اور ایڈریانا چونک پڑی۔ کیونکہ تقریباً ایک گھنٹہ پہلے وہ

نمبر تھرٹی کی کال وصول کر چکی تھی۔ اب پھر اس کی کال تھی۔

"کیا بات ہے نمبر تھرٹی ۔۔۔ ابھی گھنٹہ پہلے تم رپورٹ دے چکی ہو۔ اوور" ۔۔۔ ایڈریانا نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"باس ۔۔۔ ہم اپنے مشن کے نازک مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے نمبر تھرٹی کی جوش سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"کھل کر بات کرو نمبر تھرٹی۔ اوور" ۔۔۔ ایڈریانا نے چونک کر کہا۔

"باس ۔۔۔ ابھی ابھی وزیر داخلہ کا ٹیلیفون آیا تھا۔ وہ آج رات پریذیڈنٹ ہاؤس میں ٹاپ پارٹی میٹنگ کر رہے ہیں ۔۔۔ میٹنگ تمام رات جاری رہے گی۔ اوور" ۔۔۔ نمبر تھرٹی نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ اس نے یہی بتایا تھا۔ اوور" ۔۔۔ ایڈریانا کی آنکھوں میں اچانک چمک ابھر آئی۔

"یس باس۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے نمبر تھرٹی کی اعتماد سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ ایڈریانا نے کہا اور تیزی سے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اتنی جلد ٹاپ پارٹی میٹنگ کا مطلب یہی ہے کہ حالات ہماری توقع سے زیادہ بگڑ چکے ہیں" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"ہاں باس ۔۔۔ مجھے بھی اتنی جلد میٹنگ کی توقع نہیں تھی" ۔۔۔ ایڈریانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ اچھا ہی ہوا ۔۔۔ اگر ہم آج رات کامیاب ہو جاتے ہیں تو ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا ۔۔۔ کل پیپر پارٹی برسر اقتدار آ جائے گی" ۔۔۔ چیف باس

نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں باس۔۔۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ گئی ہے اس لحاظ سے یہ تمہارا مشن تو سونیا سے بہتر ہے"۔۔۔ اینڈریا نے جواب دیا۔

چیف باس کچھ لمحے تک سوچتی رہی۔ پھر اس نے تیزی سے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور سوئیوں کو گھما کر مخصوص ہندسوں پر لے آنے لگی۔ جیسے ہی سوئیاں مخصوص ہندسوں پر پہنچیں، گھڑی کے درمیان میں ایک دائرہ سا جل اٹھا۔ گھڑی سے ٹک ٹک سیٹی کی آواز آنے لگی۔ چند لمحوں بعد سیٹی کی آواز پر ایک نسوانی آواز غالب آگئی۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ نمبر ٹو سپیکنگ اوور"۔

"چیف باس فرام دس اینڈ اوور"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"یس باس۔۔۔ حکم دیجئے۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"نمبر ٹو۔۔۔ آج رات پریذیڈنٹ سرکل میں ٹاپ پارٹی میٹنگ ہونے والی ہے میٹنگ تمام رات جاری رہے گی۔ تمہیں اس میٹنگ کو کور کرنا ہے۔۔۔ کیا تم پوری طرح تیار ہو۔ اوور"۔۔۔ چیف باس نے سخت لہجے میں کہا۔

"پریذیڈنٹ سرکل میں۔۔۔ مگر باس! میں نے تو پارٹی میٹنگ ہال کی کوریج کر رکھی ہے۔ اوور"۔۔۔ نمبر ٹو کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"خیال تو میرا بھی یہی تھا کہ پارٹی ہال میں میٹنگ ہو گی مگر ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ پریذیڈنٹ سرکل میں میٹنگ ہو رہی ہے۔ اوور"۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس! ۔۔۔ میں کوشش کرتی ہوں۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے نمبر ٹو کی آواز سنائی دی۔

"صرف کوشش سے بات نہیں بنے گی۔۔۔ یہ کام ہر حالت میں ہونا چاہیے۔ اس لئے

تم پہلا مرحلہ فوراً طے کر لو۔۔۔ باقی مرحلے میں خود آ کر سنبھال لوں گی۔ اوور"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"بہتر باس! اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔ چیف باس نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"چیف باس! ۔۔۔ کیا پریذیڈنٹ سرکل کی کوریج کے لئے کوئی متبادل منتخب کر لیا گیا ہے"۔۔۔ اینڈریا نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ ہم نے تمام امکانی جگہوں کو اپنے منصوبے میں رکھ لیا تھا۔ ان کے لئے ہم نے نمبر سکس عمارت کو منتخب کیا تھا۔۔۔ نمبر ٹو وہیں پہنچے گی"۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے چیف باس! ۔۔۔ پھر ہم وہیں چلیں"۔۔۔ اینڈریا نے مطمئن ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھہرو۔۔۔ پہلے مجھے نمبر پارٹی کے لیڈر سے بات کرنے دو۔ تاکہ وہ فوری طور پر حالات کو سنبھال سکے"۔۔۔ چیف باس نے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا۔ چند لمحے وہ کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر ڈائل ہوتے ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"مسٹر ٹلے سے بات کراؤ۔۔۔ ایس ایس ایس"۔۔۔ چیف باس نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"او کے۔۔۔ ون منٹ ہولڈ کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ ٹلے سپیکنگ"۔

"چیف باس ایس۔ ایس۔ ایس سپیکنگ"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"اوہ کیا بات ہے" ——— ہر ٹمیلے کی الجھی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مسٹر ٹمیلے! ——— کل آپ ذمہ داری سنبھالنے کے لئے تیار رہیں" ——— چیف باس نے کہا۔

"کک ——— کیا مطلب ——— میں سمجھا نہیں ——— ایسا کیسے ہو سکتا ہے اتنی جلدی"۔ ٹمیلے کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس مسٹر ٹمیلے! ——— آج رات فائنل آپریشن مکمل ہو جائے گا" ——— چیف باس نے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے چیف باس! ——— میں تیار ہوں" ——— ٹمیلے نے اب تک اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"اوکے ——— ٹھیک ہے ——— آپ اپنی پارٹی کو مکمل ہدایات دے دیں" ——— چیف باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"جیوانیڈریا ——— ہمارے مشن کو بہر حال آج رات مکمل ہو جانا چاہئے۔ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے" ——— چیف باس نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"یس باس ——— میں تیار ہوں" ——— اینڈریا نے جواب دیا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی سے فلیٹ سے باہر نکل گئیں۔



سانڈو ڈائیگر کے جانے کے بعد کار سے نکل کر تہمتا ہوا عمارت کی چار دیواری کے

عقبی کونے میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کار میں بیٹھے رہنے کی نسبت یہاں کھڑا ہونا زیادہ مناسب سمجھا۔ کیونکہ اگر پولیس کی کوئی گشتی پارٹی ادھر آ نکلتی تو سانڈو کی اس وقت کار میں موجودگی عذاب بن جاتی۔ اور ہو سکتا تھا کہ پولیس مشکوک ہو کر اُسے اپنے ساتھ لے جاتی۔ چنانچہ سانڈو نے یہی سوچا کہ وہ یہاں چھپ کر کھڑا ہو جائے اس طرح اگر پولیس ادھر آ بھی نکلتی تو وہ یہی سمجھے گی کہ کار کا مالک کہیں کسی کوٹھی میں گیا ہوگا سانڈو کو وہاں کھڑے تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ اس کے حساس کانوں میں عمارت کے اندر سے مشین گن کی فائرنگ کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دینے لگیں اور یہ آوازیں سنتے ہی اس کے اعصاب تن گئے۔ چند لمحے تو وہ یونہی کھڑا رہا۔ پھر اضطراری طور پر اس نے دونوں ہاتھ بلند کئے اور اچھل کر دیوار کا کنارہ دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ پھر بازوؤں کے بل اس کا جسم اوپر اٹھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ چوڑی دیوار کے اوپر لیٹا ہوا تھا۔ اب وہ آسانی سے عمارت کے اندر اور باہر دیکھ سکتا تھا۔

فائرنگ کی آوازیں اب بند ہو گئی تھیں۔ سانڈو کی تیز نظریں عمارت پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک وہ چونک پڑا۔ اس نے ایک سیاہ ہیولے کو عمارت سے نکل کر تیزی سے بھاگتے ہوئے عمارت کی سائیڈ میں کھڑی ہوئی کار کی طرف بڑھتے دیکھا۔ جب تک وہ ہیولہ کار تک پہنچا۔ سانڈو کی تیز نظروں نے بھانپ لیا کہ بھاگنے والی کوئی عورت ہے پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے لڑکی کار میں بیٹھی اور اس نے کار ایک جھٹکے سے کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھا دی۔

سانڈو کے ذہن میں فوراً ہی جھماکا ہوا۔ اس نے عمران اور ڈائیگر کی گفتگو میں اس بات کا اشارہ سن لیا تھا کہ اس بار ان کا واسطہ عورتوں سے پڑا ہے۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے یہ عورت ڈائیگر کے لئے انتہائی اہم ہو اور اس کے یوں خاموشی سے نکل جانے سے ڈائیگر کو نقصان ہو۔ چنانچہ اس نے اس عورت کا تعاقب کرنے کا

فیصلہ کر لیا۔ اس وقت تک عورت کی کار کوٹھی کے پھاٹک تک پہنچ چکی تھی۔ ساٹو نے فوراً ہی پنجوں کے بل دیوار سے نیچے چھلانگ لگائی اور پھر وہ دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھا۔ جب اس کی کار گلی سے مڑتی ہوئی مین سڑک پر آئی تو اُسے دُور جاتی ہوئی کار کی سرخ بتیاں نظر آگئیں۔ ساٹو نے کار اس کے تعاقب میں لگا دی۔

کالونی سے نکل کر کار شہر میں داخل ہوگئی۔ ساٹو ایک مخصوص فاصلے سے اس کے پیچھے تھا۔ کار سیاہ رنگ کی تھی۔ مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد کار کا رخ ایک اور مضافاتی کالونی کی طرف ہوگیا اور پھر جلد ہی ساٹو اس کار کا تعاقب کرتا ہوا مضافاتی کالونی میں داخل ہوگیا۔

کار ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر کھڑی ہوگئی اور اس میں سے ایک لڑکی نکل کر کوٹھی کے گیٹ میں موجود چھوٹی کھڑکی کے ذریعے اندر داخل ہوگئی۔ کار اسی طرح سٹارٹ تھی اس لیے کافی دور ایک درخت کی آڑ میں رکے ہوئے ساٹو نے سمجھ لیا کہ لڑکی جلد ہی واپس آئے گی۔ چنانچہ وہ وہیں رکا رہا۔ تقریباً دس منٹ بعد لڑکی دوبارہ کھڑکی میں سے برآمد ہوئی اور پھر کار ایک بار پھر شہر کی طرف مڑ گئی۔ ساٹو ایک بار پھر اس کے تعاقب میں تھا۔

شہر پہنچ کر لڑکی نے کار ایک معروف ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی۔ ساٹو بھی اس کے پیچھے کار اندر لیے چلا گیا۔ جب اس نے کار پارکنگ میں روکی تو اس نے سیاہ لباس میں ملبوس لڑکی کو ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہوتے دیکھا۔ ساٹو نے تیزی سے کار روکی اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھا۔ جب مین گیٹ کراس کر کے وہ ہال میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ہال میں کہیں سیاہ لباس میں ملبوس کوئی لڑکی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اسی لمحے اس کی نظریں ہال سے ملحقہ گیلری پر پڑیں جہاں ایک قطار میں پانچ پبلک فون بوتھ موجود تھے۔ لڑکی ایک

بوتھ میں نظر آ رہی تھی۔ اس نے رسیور اٹھایا ہوا تھا اور وہ نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ ساٹو ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس بوتھ کے سامنے سے گزرتے ہوئے جس میں وہ لڑکی موجود تھی۔ اس نے بڑے غور سے لڑکی کو دیکھا جو ابھی تک نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ جیسے ہی ساٹو بوتھ کے سامنے سے گزرا۔ لڑکی نے دروازہ کھول کر اُسے آواز دی۔

"مسٹر! ——— کیا آپ میری مدد کریں گے ———؟" لڑکی کی آواز میں پریشانی تھی۔

"جی فرمائیے" ——— ساٹو نے چونک کر پوچھا۔ اُسے یہ توقع نہیں تھی کہ لڑکی یوں اُسے آواز دے دے گی۔

"میں نے ایک ایمرجنسی ٹیلی فون کرنا ہے اور مجھ سے نمبر ڈائل نہیں ہو رہا ——— بار بار غلط نمبر ڈائل ہو جاتا ہے ——— آپ برائے کرم مجھے نمبر ڈائل کر دیں" ——— لڑکی نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ اور ساٹو اس لئے بوتھ میں داخل ہوگیا کہ اس طرح اُسے وہ فون نمبر معلوم ہو جائے گا جس پر لڑکی بات کرے گی۔ اس نے سوچا شاید یہ نمبر ڈائیگر کے لئے کام کا ہو۔

"کیوں نہیں مادام ——— مجھے آپ کی مدد کر کے خوشی ہوگی" ——— ساٹو نے آگے بڑھ کر رسیور پکڑتے ہوئے کہا۔

"ٹو۔ زیرو۔ ون، تھری، ٹو، زیرو، ٹو" ——— لڑکی نے نمبر بتایا اور ساٹو نے جھک کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

لڑکی نے بے چین نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ گیلری میں کوئی نہیں تھا باقی بوتھ خالی پڑے تھے۔

ابھی ساٹو نے آدھے نمبر ہی ڈائل کئے تھے کہ لڑکی کا ایک ہاتھ تیزی سے جیب میں رینگ گیا۔ دوسرے لمحے جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ہوا

چھوٹا سا ریوالور تھا۔

ساٹو بڑے اطمینان سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف تھا۔ لڑکی نے ایک بار پھر سہمی ہوئی نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر ریوالور کی نال ساٹو کی بغل سے لگا دی۔

ابھی ساٹو کی انگلی آخری نمبر کو گھما رہی تھی کہ لڑکی نے ٹریگر دبا دیا۔ گولی ساٹو کے بغل میں گھستی چلی گئی۔ ساٹو کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا۔ مگر لڑکی نے بڑی پھرتی سے اس کے جسم کو دوسرے ہاتھ سے سنبھال لیا۔ گولی شائد دل میں گھستی چلی گئی تھی۔ ساٹو کے جسم کو دو تین جھٹکے لگے اور پھر وہ ختم ہو گیا۔ رسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔

لڑکی نے پھرتی سے ساٹو کے جسم کو بوتھ کی دیوار سے ٹکا دیا اور پھر رسیور اس کے ہاتھ میں دبا کر وہ تیزی سے باہر آ گئی۔ اب ساٹو کو دیکھ کر یہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی سے فون پر بات کرنے میں مصروف ہے۔

لڑکی نے باہر نکل کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی واپس ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ مین گیٹ سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنی کار کی طرف بڑھی اور چند لمحوں بعد اس کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر دوبارہ سڑک پر موجود ٹریفک کے اژدھام میں داخل ہو گئی۔

تھوڑی دور جا کر لڑکی نے کار ایک اور ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی اور پھر کار پارکنگ میں روک کر وہ ایک بار پھر ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گئی۔ اس ہوٹل کے ہال کے ایک کونے میں پبلک بوتھ موجود تھے۔ لڑکی ان میں سے ایک بوتھ میں داخل ہو گئی۔ اس نے تیزی سے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"باس! — نمبر سکسٹین سپیکنگ" —— لڑکی نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"یس رپورٹ" —— دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں نے تعاقب کرنے والے سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہے" —— لڑکی نے کہا

"کیا واقعی" —— دوسری طرف سے مشکوک لہجے میں پوچھا گیا۔

"یس باس — ہوٹل پلازا کے پبلک فون بوتھ میں اس کی لاش موجود ہے" لڑکی نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں سے بول رہی ہو —— ؟" دوسری طرف سے کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"ہوٹل شو بیرا سے باس" —— لڑکی نے جواب دیا۔

"اوکے —— تم واپس اپنے ہیڈ کوارٹر رپورٹ کرو" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

لڑکی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ اب اس کا رخ دوبارہ مین گیٹ کی طرف تھا۔ مین گیٹ تک پہنچنے کے لئے اُسے کاؤنٹر کے سامنے سے گزرنا تھا۔

کاؤنٹر پر ایک نوجوان کھڑا تھا۔ اس کی تیکھی آنکھیں لڑکی پر جمی ہوئی تھیں جیسے ہی لڑکی کاؤنٹر کے سامنے سے گزری۔ کاؤنٹر مین نے قریب کھڑے ہوئے ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور نوجوان تیزی سے قدم بڑھا کر لڑکی کے قریب پہنچ گیا۔

"بس —— خاموشی سے سامنے والی راہداری میں مڑ جاؤ — ورنہ" —— نوجوان نے دبے ہوئے مگر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس کے دونوں ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں تھے۔

لڑکی نے چونک کر اس نوجوان کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے گھبراتے ہوئے لہجے

میں کچھ کہنے کی کوشش کی۔

"کوئی بات کرنے کی کوشش مت کرو —— راہداری میں مڑ جاؤ —— اس وقت چاروں طرف سے خفیہ ریوالور تمہارا نشانہ لیئے ہوئے ہیں" —— نوجوان نے ایک بار پھر سخت لہجے میں کہا۔

اس بار لڑکی نے چونک کر ادھر اُدھر دیکھا۔ واقعی مختلف جگہوں پر دو تین نوجوان اس انداز سے کھڑے تھے کہ ان کا رخ لڑکی کی طرف تھا۔ جبکہ ان کے دونوں ہاتھ جیبوں میں تھے۔ لڑکی خاموشی سے راہداری میں مڑ گئی۔

راہداری کے کونے میں ایک اور نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کھلے عام ریوالور موجود تھا۔ جیسے ہی لڑکی اس نوجوان کے قریب پہنچی، نوجوان نے جھٹکے سے ایک دروازہ کھول دیا اور لڑکی کو اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ لڑکی دروازے میں داخل ہو گئی۔ ابھی اس کا ایک قدم اندر اور ایک باہر تھا کہ نوجوان کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور لڑکی کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ ایک ہی ضرب نے اُسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر نیچے گرنے لگی مگر پیچھے آنے والے نوجوان نے اُسے سنبھال لیا۔

"باس کو فون کرو —— جلدی" —— ریوالور مارنے والے نوجوان نے پیچھے آنے والے سے کہا اور وہ تیزی سے باہر لپک گیا۔

عمران بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ ٹائیگر لڑکی کے سامنے کھڑا غصے سے کانپ رہا تھا۔ ٹائیگر نے لڑکی کو کرسی پر مضبوطی سے باندھ رکھا تھا۔ لڑکی کے چہرے پر تھپڑوں کے نشانات واضح نظر آ رہے تھے۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا لڑکی! —— مجھے جیسا اک تشدد پسند انسان" —— ٹائیگر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم جو چاہو کر لو —— مگر میں تمہاری کسی بات کا جواب نہ دوں گی" —— لڑکی نے بڑے سرد لہجے میں جواب دیا اور ٹائیگر نے غصے کی شدت سے اس کے بال پکڑ کر پوری قوت سے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ وہ غصے کی شدت سے پاگل ہو رہا تھا مگر لڑکی نجانے کس مٹی سے بنی ہوئی تھی کہ اتنی قوت سے تھپڑ کھانے کے باوجود اس کے منہ سے سسکاری بھی نہ نکلی۔

جب ٹائیگر تھک گیا تو خود ہی پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے جیب سے چاقو نکالا اور پھر کمرے میں چاقو کے ساتھ لگی ہوئی گراریوں کی کڑکڑاہٹ گونج اٹھی۔ ٹائیگر کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ایک ہی وار سے لڑکی کی گردن کاٹ دے گا مگر اس کے مقابل میں لڑکی کی آنکھوں میں اطمینان تھا [illegible] تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے موت اس کی نظروں میں کوئی حقیقت نہ رکھتی ہو۔

ٹائیگر نے چاقو کھول کر قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ —— عمران کی

آواز گونجی۔

"ٹھہرو ڈائیگر ــــ" اور ڈائیگر کے قدم یکدم رک گئے۔

"یہ بتاؤ لڑکی کہ تم نے کوٹھی میں ڈائیگر سے تعاون کیوں کیا تھا ــــ؟" عمران نے لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"صرف اس لئے کہ میں اسے گیلری میں لے جا کر زیر کر لونگی ــــ کھلی چھت پر میں خود بھی زیر ہو سکتی تھی۔ لیکن گیلری میں مجھے یہ بھی اندازہ تھا کہ اگر میں زیر بھی ہو گئی تو آواز چیف یا ان تک پہنچ ہی جائے گی اور اس طرح میرا مقصد حل ہو جائے گا" ــــ لڑکی نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"بہت خوب ــــ تم واقعی بے حد ذہین اور ہوشیار ہو ــــ اور میں سمجھتا ہوں کہ تم تشدد پروف بھی ہو۔ کیونکہ بہرحال تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور یہ میں جانتا ہوں کہ سیکرٹ سروس کا رکن بننے سے پہلے انسان کو کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہی۔

"اس لئے مجھے یقین ہے کہ ڈائیگر تم سے کچھ نہیں اگلوا سکے گا ــــ چاہے وہ کتنا ہی تشدد کیوں نہ کر لے ــــ مگر میرا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور مجھے اس قسم کے تجربات سے تقریباً روزانہ ہی واسطہ پڑتا رہتا ہے ــــ میرے سامنے سیکرٹ ایجنٹ طوطے کی طرح اپنا سبق رٹنا شروع کر دیتے ہیں" ــــ عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

"تم بھی کوشش کر لو ــــ یہ بھی بتا دوں کہ تم شاید اپنی آنکھوں کو استعمال کرو گے اور مجھے ہپناٹائز کر کے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو گے۔ کیونکہ تمہاری آنکھوں کا انداز اس بات کی چغلی کھا رہا ہے ــــ مگر میں یہ بتا دوں کہ تم اپنی

کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتے ــــ کیونکہ ہم پر ایسے تجربات کئے گئے ہیں کہ ہماری منفی قوت اندازی انتہائی طاقتور ہو چکی ہے" ــــ لڑکی نے جواب دیا۔

"خوب ــــ بہت خوب ــــ میری توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار ہو تم ــــ مگر میرا ایسا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میں تو ایک سادہ سی ترکیب استعمال کروں گا۔ بالکل سادہ" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

لڑکی کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔ وہ شاید سمجھ نہ پا رہی تھی کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے۔

عمران نے بڑے اطمینان سے کمرے کی دیواروں پر نظر دوڑائی اور پھر ایک جگہ اس کی نظریں ایک لمحے کے لئے جم گئیں، اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

"ڈائیگر! ــــ ایک جوڑی دستانے منگواؤ" ــــ عمران نے ڈائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈائیگر سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو ــــ؟" لڑکی نے بے چینی سے پوچھا۔

"سب دیکھتی جاؤ ــــ ایک چھوٹا سا تماشہ ہو گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور لڑکی نے ہونٹ بھینچ لئے۔

چند لمحوں بعد ڈائیگر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں دستانے موجود تھے عمران نے اس کے ہاتھ سے لیکر دستانے پہنے اور پھر اس نے کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی میز کو گھسیٹ کر دیوار کے ساتھ لگایا اور اس پر چڑھ گیا۔ ڈائیگر اور لڑکی حیرت سے اُسے دیکھ رہے تھے۔ ان دونوں کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے۔

عمران نے میز پر چڑھ کر اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ ایک جھٹکے سے دیوار پر لگا اور پھر جب ہاتھ واپس آیا تو عمران کی انگلیوں میں ایک بڑی

سی چھپکلی تڑپ رہی تھی۔ عمران نے اس کی دم پکڑی ہوئی تھی۔ اور پھر عمران چھپکلی کو پکڑے میز سے نیچے اتر آیا۔

چھپکلی کو دیکھتے ہی لڑکی کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران بڑے اطمینان سے بری طرح تڑپتی ہوئی چھپکلی کو انگلیوں میں پکڑے لڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جوں جوں چھپکلی لڑکی کے قریب آتی جا رہی تھی لڑکی کے چہرے پر گھبراہٹ اور خوف کے تاثرات ابھرتے چلے جا رہے تھے۔

"ہٹاؤ ——— اسے دور ہٹاؤ" ——— لڑکی نے اچانک چیخ کر کہا۔ اس کے چہرے پر دہشت کے آثار نمایاں تھے۔

"نہیں محترمہ ——— میں اسے تمہارے گریبان کے اندر چھوڑ دوں گا اور پھر یہ تمہارے پورے جسم پر مارچ کرے گی ——— جہاں اس کا جی چاہے گا کاٹے گی ——— جہاں اس کا جی چاہے گا سوئے گی ——— دوڑے گی ——— بھاگے گی ——— اور تم چونکہ بندھی ہوئی ہو اس لئے ظاہر ہے کہ تم اسے نکال نہ سکو گی" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے تڑپتی ہوئی چھپکلی کو عین لڑکی کی آنکھوں کے سامنے نچایا اور پھر اس کا ہاتھ لڑکی کے گریبان کی طرف بڑھنے لگا۔

"ہٹاؤ ——— خدا کے لئے ہٹاؤ ——— میں سب کچھ بتا دوں گی ——— اسے ہٹاؤ ——— ورنہ میں مر جاؤں گی" ——— لڑکی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران نے چھپکلی والا ہاتھ اپنی پشت پر کر لیا۔

ڈوانگر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی جا رہی تھیں۔ بے پناہ تشدد کے باوجود لڑکی نے زبان نہیں کھولی تھی اور اب وہی لڑکی ایک معمولی سی چھپکلی کو دیکھ کر سب کچھ بتانے پر آمادہ ہو گئی تھی۔

"دیکھو لڑکی! ——— میں دراصل نفسیاتی مریض ہوں ——— مجھے لڑکیوں کو باندھ کر ان کے جسم پر چھپکلیاں ——— چیونٹیاں ——— بچھو ——— سانپ ——— اور چوہے دوڑانے میں بیحد لطف آتا ہے ——— مگر اب میں مجبور ہوں۔ اگر تم سب کچھ صاف صاف بتا دو گی تو ظاہر ہے کہ میں ایک دلچسپ تماشے سے محروم ہو جاؤں گا ——— مگر صرف اسی صورت میں کہ سب کچھ صاف اور فوراً بتا دو ——— ورنہ دوسری بار میں اسے نہیں ہٹاؤں گا" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا چھپکلی والا ہاتھ دوبارہ آگے آ گیا۔

"ہٹاؤ ——— اسے ہٹاؤ ——— میں سب کچھ بتا دوں گی" ——— لڑکی نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ دوبارہ پیچھے کر لیا۔

"تمہاری چیف باس کون ہے ——— اس کا نام کیا ہے" ——— ؟ عمران نے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا نام سارچا ہے ——— سارچا جوزلیفن" ——— لڑکی نے جواب دیا۔

"لیڈیز سیکرٹ سروس میں کتنے ممبر ہیں" ——— ؟ عمران نے چھپکلی کو سامنے لا کر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے پوری تعداد کا علم نہیں ——— میں بارہ سے واقف ہوں" ——— لڑکی نے خوفزدہ نظروں سے چھپکلی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس ملک میں کتنے ممبر کام کر رہے ہیں" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"مجھے علم نہیں ——— چیف باس کو علم ہوگا" ——— لڑکی نے جواب دیا۔

"تمہارا مشن کیا ہے" ——— ؟ عمران نے اس بار چھپکلی کو دم سے پکڑ کر نیچے لٹکاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے ——— میں سب ممبر ہوں ——— صرف اتنا معلوم ہے

کہ اس ملک میں برسر اقتدار پارٹی کو ایک جگہ اکٹھا کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے اور حکومت دوسری پارٹی کو دلوانی ہے تاکہ ہم اس سے اپنے مطلب کا کوئی معاہدہ کر سکیں ـــــ لڑکی نے جواب دیا۔ اس کی خوفزدہ نظریں مسلسل چھپکلی پر جمی ہوئی تھیں جو عمران کے دستانے پہنی انگلیوں پر رینگ رہی تھی۔ لڑکی کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خواب کے عالم میں بول رہی ہو۔ شاید شدید نفسیاتی خوف نے اس کے شعور والا شعور کو ہم آہنگ کر دیا تھا۔

"تمہاری چیف باس اس وقت کہاں ہے گی ـــــ؟ عمارت سے نکل کر وہ کہاں گئی ہوگی" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"مجھے معلوم نہیں ـــــ چیف باس ایسی باتیں کسی کو نہیں بتاتی" ـــــ لڑکی نے جواب دیا اور عمران اس کی کیفیت کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

"اگر تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ تو کس سے رابطہ قائم کرو گی ـــــ اور کس ذریعے سے" ـــــ؟ عمران نے ایک بار پھر چھپکلی کو اس کی آنکھوں کے سامنے نچاتے ہوئے کہا

"میری گھڑی میں ٹرانسمیٹر ہے ـــــ فریکوئنسی ڈبل زیرو ڈبل ون ـــــ چیف باس سے بات کروں گی" ـــــ لڑکی نے جواب دیا۔

"تمہارا نام" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"میرا نام لورین ہے ـــــ مگر ہمارے ہاں نمبر چلتے ہیں ـــــ میرا نمبر الیون ہے" ـــــ لڑکی نے جواب دیا۔

"کوڈ کیا دہراتی ہو" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"ایل۔ ایس۔ ایس" ـــــ لڑکی نے جواب دیا۔

"خوب ـــــ شکریہ ـــــ بہرحال مجھے افسوس ہے کہ میں ایک دلچسپ تماشے سے محروم رہا ـــــ اچھا پھر کبھی سہی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے

چھپکلی کو زمین پر چھوڑ دیا اور وہ دوڑتی ہوئی دوبارہ دیوار پر چڑھ گئی۔

عمران نے دستانے اتار دیئے اور آگے بڑھ کر لڑکی کی کلائی سے گھڑی اتاری۔ لڑکی نے اب اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ شاید چھپکلی کے چلے جانے کے بعد اس پر احساسِ ندامت طاری ہو گیا تھا کہ وہ عمران کے ایک معمولی سے حربے کا شکار ہو گئی۔

عمران نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور پھر گھڑی کی سوئیاں تیزی سے ادھر ادھر گھمانے لگا۔ چند ہی لمحوں میں اس نے فریکوئنسی سیٹ کر لی۔ فریکوئنسی سیٹ ہوتے ہی گھڑی کے درمیان ایک دائرہ سا جل اٹھا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ نمبر الیون سپیکنگ اوور" ـــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر اور مرد لڑکی دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ عمران کے حلق سے بالکل لڑکی جیسی آواز نکلی تھی اور لہجہ بھی وہی تھا۔

"یس ـــــ چیف باس سپیکنگ ـــــ تم کہاں سے بول رہی ہو اوور" ـــــ؟ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف باس ـــــ میں بچ نکلی ہوں اور میں نے حملہ آوروں کا کھوج نکال لیا ہے اوور" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اچھا ـــــ ویری گڈ ـــــ اب تم کہاں ہو۔ اوور" ـــــ؟ چیف باس نے کہا۔

"میں اس عمارت کے ایک کونے میں موجود ہوں جہاں وہ حملہ آور موجود ہیں ـــــ اگر آپ فوری طور پر انہیں کور کر لیں تو سب کا خاتمہ ہو سکتا ہے اوور" ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں اس وقت نہیں ـــــ ہم انتہائی اہم ترین مشن میں مصروف ہیں ـــــ مشن کے بعد دیکھا جائے گا اوور" ـــــ چیف باس نے جواب دیا۔

"پھر چیف باس! میرے لئے کیا حکم ہے اوور" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"انتظار کرو ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ چیف باس نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے ڈائل بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے ذہن میں "انتہائی اہم مشن" کے الفاظ مسلسل دھماکے سے ہو رہے تھے۔

وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھاتا۔ گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ قریب کھڑے ڈائیگر نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ڈائیگر سپیکنگ" ۔۔۔ ڈائیگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"میں گراہم بول رہا ہوں ہوٹل شہرزاد سے ۔۔۔ ہم نے ایک لڑکی کو گرفتار کیا ہے اس نے آپ کے آدمی سانو کو ہوٹل پلازہ کے فون بوتھ میں قتل کر دیا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"اوہ ۔۔۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا" ۔۔۔؟ ڈائیگر نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لڑکی ہمارے ہوٹل کے فون بوتھ سے کسی کو ڈائل کر کے ہوٹل پلازہ کے پبلک فون بوتھ میں لاش کا ذکر کر رہی تھی ۔۔۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہوٹل میں ہونے والی تمام کالیں چیک ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہم چونک پڑے اور پھر ہم نے لڑکی کو قابو کر لیا۔ اور ہوٹل پلازہ سے معلوم ہوا کہ لاش سانو کی ہے جو آپ کا ساتھی ہے ۔۔۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ تھینک یو گراہم ۔۔۔ اب وہ لڑکی کہاں ہے" ۔۔۔؟ ڈائیگر نے پوچھا۔

"وہ اس وقت ہمارے پاس ہے بے ہوش پڑی ہوئی ہے" ۔۔۔ گراہم نے جواب دیا۔

"اچھا ۔۔۔ اسے فوراً میرے کلب میں بھیج دو ۔۔۔ اور ہاں! یہ معلوم ہوا کہ

اس نے فون کس کو کیا تھا" ۔۔۔؟ ڈائیگر نے پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ اس نے جس نمبر پر فون کیا تھا وہ عمارت ہمارے ہی ایک گرگے کی ہے اور اسے وزیر وانسو نے کرایہ پر لیا ہے۔ وہاں اس نے اپنی کسی داشتہ کو رکھا ہوا ہے" ۔۔۔ گراہم نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ کونسی عمارت ہے وہ" ۔۔۔؟ ڈائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"نمبر سکسٹی ون ۔ کنگ سٹریٹ" ۔۔۔ گراہم نے جواب دیا۔

"او کے ۔ تھینک یو" ۔۔۔ ڈائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ عمران بھی قریب کھڑا تمام گفتگو سن رہا تھا۔

"یہ داشتہ ضرور لیڈیز سیکرٹ سروس کی رکن ہو گی" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک محتاط آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔۔۔ پریذیڈنٹ سے بات کراؤ!" عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ پرنس! ۔۔۔ آپ کہاں غائب ہو گئے تھے" ۔۔۔؟ دوسری طرف سے حیرت آمیز لہجے میں کہا گیا۔

"فضولیات نہیں ۔۔۔ انتہائی ایمرجنسی ہے ۔۔۔ جلدی بات کراؤ" ۔۔۔ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"صبح تک ملاقات ممکن نہیں ہے ۔۔۔ پریذیڈنٹ سرکل میں پارٹی کی ٹاپ میٹنگ ہو رہی ہے ۔۔۔ پریذیڈنٹ صاحب بے حد مصروف ہیں ۔۔۔ آپ صبح بات کر لیں ۔۔۔ میٹنگ تمام رات جاری رہے گی" ۔۔۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔ بولنے والا پریذیڈنٹ

کا پی۔اے تھا۔

"مجھے ہر قیمت پر صدر سے بات کرنی ہے" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"آئی۔ایم۔سوری سر! ——— صدر صاحب کی سخت ہدایات ہیں ——— صبح سے پہلے ملاقات ناممکن ہے" ——— پی۔اے نے بھی سرد لہجے میں جواب دیا اور عمران نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

عمران کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا

"میرے ساتھ آؤ ٹائیگر"۔

ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔



صفدر نے بڑے اطمینان سے دروازے پر دستک دی اور دو قدم ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔دروازے میں ایک قوی ہیکل نوجوان نظر آ رہا تھا جس کی سرد مہر نظریں صفدر پر جمی ہوئی تھیں۔

"مجھے مسٹر ٹیلے سے ملنا ہے" ——— صفدر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر باوقار لہجے

میں کہا۔

"وہ اس وقت موجود نہیں ہیں ——— آپ کسی اور وقت تشریف لائیں ———"

نوجوان نے بڑے اکھڑ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا ان سے ملنا بے حد ضروری ہے ——— میں جیوٹس سے آیا ہوں ——— صفدر نے بھی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ مگر" ——— نوجوان نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"اگر مگر کچھ نہیں ——— انتہائی اہم اور ایمرجنسی مسئلہ ہے" ——— صفدر نے کہا۔

"اچھا ——— آپ تشریف لے آئیں" ——— نوجوان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر دروازے سے ہٹ گیا۔

صفدر نے بڑے باوقار انداز میں قدم آگے بڑھائے اور دروازہ پار کر گیا۔ نوجوان نے اس کی پشت پر دروازہ بند کیا اور پھر صفدر سے آگے چلنے لگا۔

یہ ایک تنگ سی راہداری تھی جس سے گزر کر وہ ایک دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔نوجوان نے دروازہ کھولا۔ اندر سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔نوجوان کی رہنمائی میں چلتے ہوئے صفدر اوپر ایک وسیع کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ اپنی سجاوٹ کے لحاظ سے ڈرائنگ روم معلوم ہو رہا تھا۔کمرے کے کونے میں ایک ادھیڑ عمر میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔اس کے سامنے مختلف رنگوں کی فائلوں کے ڈھیر موجود تھے۔

"باس! ——— یہ آدمی مسٹر ٹیلے سے ملنے آیا ہے" ——— نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں ادھیڑ عمر سے مخاطب ہو کر کہا۔

ادھیڑ عمر نے چونک کر صفدر کو دیکھا اور اس کی نظریں اس طرح صفدر پر جمی ہوئی تھیں جیسے وہ اس کے ذہن کی گہرائیوں کو ٹٹول رہی ہوں۔ چند لمحوں بعد اس نے سر جھٹک کر کہا۔

"مسٹر ٹیلے بے حد مصروف ہیں ——— نہیں مل سکتے" ——— ادھیڑ عمر کے لہجے میں شدید

بیزاری کا تاثر نمایاں تھا۔

"میں جیوتش سے آیا ہوں ـــــ ایمرجنسی مسئلہ ہے" ـــــ صفدر نے پُروقار لہجے میں کہا اور پھر جیب سے ایک کارڈ نکال کر ادھیڑ عمر کے سامنے رکھ دیا۔

ادھیڑ عمر نے چونک کر کارڈ کی طرف دیکھا اور پھر اُسے جھپٹ کر اٹھا لیا۔ وہ چند لمحوں تک غور سے کارڈ کو دیکھتا رہا پھر اس نے کارڈ صفدر کو واپس کرتے ہوئے کہا۔

"آپ تشریف رکھیں ـــــ میں ابھی بات کرتا ہوں" ـــــ اس بار ادھیڑ عمر کے لہجے میں نرمی اور توازن تھا۔

صفدر نے کارڈ جیب میں رکھا اور پھر ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ادھیڑ عمر نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو میز کا ایک کونا کسی ڈھکن کی طرح اٹھتا چلا گیا۔ ادھیڑ عمر نے اس کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک اور بٹن دبا دیا۔

"یس" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"باس ـــــ حکومت جیوتش کا خصوصی نمائندہ یہاں موجود ہے ـــــ آپ سے ملنا چاہتا ہے" ـــــ ادھیڑ عمر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے اُسے چیک کیا ہے" ـــــ دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا گیا۔

"یس باس ـــــ اس نے مجھے سپیشل کارڈ دکھایا ہے ـــــ ریڈ کارڈ" ـــــ ادھیڑ عمر نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ اُسے میرے پاس بھجوا دو" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور ادھیڑ عمر نے ہاتھ باہر نکال کر میز کا ڈھکن بند کر دیا۔

"انہیں باس کے پاس لے جاؤ" ـــــ ادھیڑ عمر نے قریب کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

صفدر نوجوان کے پیچھے چلتا ہوا ایک راہداری کے ذریعے پیچھے ایک تہہ خانے تک پہنچ گیا۔ تہہ خانے کے دروازے پر دو مسلح گارڈ موجود تھے۔ انہوں نے صفدر کی باقاعدہ تلاشی لی اور جب اس کے پاس سے کوئی اسلحہ نہ نکلا تو انہوں نے دروازہ کھول کر صفدر کو اندر جانے کی اجازت دے دی۔

صفدر جیسے ہی اندر داخل ہوا وہ چونک پڑا۔ یہ ایک وسیع کمرہ تھا جس میں ہر طرف دیواروں پر مشینیں نصب تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی سائنسدان کی لیبارٹری ہو۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک سفید بالوں والا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی تیز نظریں صفدر پر جمی ہوئی تھیں۔ میز پر مختلف رنگوں کے کئی ٹیلیفون موجود تھے۔

"مسٹر ٹیلے" ـــــ صفدر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"یس مسٹر ـــــ" ٹیلے نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں جانسن" ـــــ صفدر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"فرمائیے ـــــ؟" ٹیلے نے پوچھا۔

"کیا یہ جگہ محفوظ ہے ـــــ؟" صفدر نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ـــــ آپ بے فکر رہیں" ـــــ ٹیلے نے جواب دیا۔

"مسٹر ٹیلے! ـــــ حکومت جیوتش نے مجھے یہاں اس لئے بھیجا ہے کہ میں آپ کی مدد کر سکوں ـــــ میں جیوتش ریڈ آرمی کا نمائندہ ہوں" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر اس کی کیا ضرورت تھی ـــــ؟ جبکہ ایل ـ ایس پہلے ہی یہاں کام کر رہی ہے" ـــــ ٹیلے نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

"ایل ـ ایس کا دائرہ کار اپنا ہے اور ریڈ آرمی کا اپنا ـــــ ہم خفیہ طور پر

یہ اطلاعات ملی ہیں کہ حکومت پاکیشیا کے سیکرٹ ایجنٹ اس کام میں کام کر رہے ہیں۔ ان کا مقصد ایل۔ ایس۔ ایس کی سرگرمیوں سے فائدہ اٹھانا ہے ـــــ وہ کنزرویٹو پارٹی کو آگے لانا چاہتے ہیں" ـــــ صفدر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ مگر وہ ایسا کس طرح کر سکتے ہیں ـــــ ؟ حزب اختلاف میں اکثریت ہماری پارٹی کی ہے ـــــ کنزرویٹو پارٹی تو بے حد غیر اہم پارٹی ہے" ـــــ ٹمبے نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"مسٹر ٹمبے! ـــــ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر آپ کو لیبر پارٹی سے ہٹا دیا جائے تو لیبر پارٹی کے پاس ایسا کوئی لیڈر نہیں رہتا جو آگے آ سکے۔ اس کے بعد یقیناً عوام کنزرویٹو پارٹی کے سربراہ نام جون کو قبول کر لیں گے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ہاں! ـــــ ایسا تو ہے" ـــــ ٹمبے نے فوراً جواب دیا۔

"تو پاکیشیا سیکرٹ ایجنٹ دراصل یہ مشن لے کر آئے ہیں کہ جیسے ہی ایل ایس ایس اپنا کام کرے وہ آپ کو اسی وقت راستے سے ہٹا دیں ـــــ نتیجہ آپ سوچ سکتے ہیں" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ہاں! ـــــ ایسا تو ہو سکتا ہے مگر وہ مجھے کیسے راستے سے ہٹائیں گے ـــــ ؟ میں تو ظاہر ہے اس وقت ہوں گا جب میں نے حلف لینا ہے" ـــــ ٹمبے نے کہا۔

"ہونے کو سب کچھ ہو سکتا ہے ـــــ بہرحال مجھے یہ ہدایات ملی ہیں کہ میں اس وقت تک آپ کے ساتھ رہوں اور آپ کی حفاظت کروں جب تک مشن مکمل نہ ہو جائے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"عجیب سی بات ہے ـــــ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ میں براہ راست جناب پرائم منسٹر سے بات کر لوں" ـــــ ٹمبے نے کہا۔ وہ شاید ابھی تک صفدر کی طرف سے مشکوک معلوم ہو رہا تھا۔

"آپ بے شک بات کر لیں ـــــ مگر پرائم منسٹر نہیں محکمہ ہیڈ کوارٹر کی چیف سے۔ کیونکہ یہ ان کا کام ہے" ـــــ صفدر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ ٹمبے کوئی جواب دیتا۔ میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ٹمبے چونک پڑا۔ اس نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"باس! ـــــ ایل۔ ایس۔ ایس بات کرنا چاہتے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے اسی رضا عمر کی آواز سنائی دی جس نے صفدر کو یہاں بھجوایا تھا۔

"اوہ! بات کراؤ" ـــــ ٹمبے نے کہا اور پھر جیسے ہی اس کے کانوں میں کلک کی ہلکی سی آواز پڑی۔ اس نے باوقار لہجے میں کہا

"یس ٹمبے سپیکنگ"

"چیف باس ایل۔ ایس۔ ایس سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اوہ! ـــــ کیا بات ہے" ـــــ ؟ ٹمبے نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مسٹر ٹمبے! ـــــ کل آپ ذمہ داری سنبھالنے کے لئے تیار رہیں" ـــــ چیف باس کی آواز سنائی دی۔

"کک ـــــ کیا مطلب ـــــ! میں سمجھا نہیں ـــــ ایسا کیسے ہو سکتا ہے اتنی جلدی!
ٹمبے نے انتہائی بوکھلاہٹ سے لہجے میں کہا

"یس مسٹر ٹمبے! ـــــ آج رات تک آپریشن مکمل ہو جائے گا" ـــــ چیف باس کی فخریہ آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے چیف باس! ـــــ میں تیار ہوں" ـــــ ٹمبے نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اب وہ اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔

"اوکے ـــــ ٹھیک ہے ـــــ آپ اپنی پارٹی کو مکمل ہدایات دے دیں" ـــــ چیف باس

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ٹیمے نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ایل۔ ایس۔ ایس نے بھی کمال کر دیا ——— میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس قدر جلد فائنل آپریشن مکمل کر لیں گے" ——— ٹیمے نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اس کے چہرے پر کچھ عجیب سے تاثرات تھے۔ ایسے تاثرات جیسے کسی بھوکے کو معلوم ہو جائے کہ صبح اسے کثیر دولت ملنے والی ہو۔

"ہاں! ——— بشرطیکہ فائنل آپریشن مکمل ہو جائے" ——— صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— ؟ تم کیا کہنا چاہتے ہو ——— ؟" ٹیمے صفدر کی بات سن کر چونک پڑا۔

"ہم لوگ حقیقت پسند ہوتے ہیں مسٹر ٹیمے ——— فائنل آپریشن بہت بڑا معرکہ ہے ——— مجھے شک ہے کہ ایل۔ ایس۔ ایس اس معرکے کو اتنی جلدی نپٹا سکے ———" صفدر نے اسی طرح اطمینان سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر تمہاری حکومت نے انہیں اس اہم مشن پر کیوں بھیجا ہے ——— ؟" ٹیمے نے کہا۔

"یہ حکومت کی مرضی پر منحصر ہے ——— میں نے ذاتی رائے دی ہے" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"اور اگر یہ مشن ناکام ہو گیا تو پھر ہم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے ——— وہ لوگ پورے ملک کو تلپٹ کر کے رکھ دیں گے اور چونکہ اس وقت لیبر پارٹی نے ملک میں آگ لگا رکھی ہے اس لئے تمام نزلہ میری پارٹی پر ہی گرے گا ——— ٹیمے نے بے چینی سے کہا۔ وہ بار بار اپنے ہاتھ مل رہا تھا۔

صفدر خاموش بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد اچانک ٹیمے نے چونک کر صفدر کی طرف دیکھا۔

جیسے اُسے کوئی خیال آگیا ہو۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ریڈ آرمی خفیہ طور پر ایل۔ ایس۔ ایس کی مدد کرے اور اگر ناکامی ہونے لگے تو وہ اسے کامیابی میں بدل دے" ——— ٹیمے نے کہا۔

"ہو تو سکتا ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک میں ریڈ آرمی کا میرے علاوہ اور کوئی فرد موجود نہیں ہے ——— دوسری بات یہ کہ وقت بے حد مختصر ہے ——— اگر کچھ وقت مل سکے تو شاید میں چیف کو اس بات پر راضی کر سکوں" ——— صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— اس سے بہتر وقت نہیں مل سکتا ——— پریذیڈنٹ ہرکاہپ ٹاپ پارٹی میٹنگ جاری ہے۔ پھر شاید یہ سب لوگ یوں اکٹھے نہ ہوں اس لئے اسی ہال کو آج ہر قیمت پر اڑ جانا چاہیے" ——— ٹیمے نے جواب دیا۔

"پھر مجبوری ہے ——— بہرحال ہو سکتا ہے ایل۔ ایس۔ ایس کامیاب ہو جائے" ——— صفدر نے ڈھیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم خود ان کی مدد نہیں کر سکتے ——— ؟" ٹیمے نے کہا۔ وہ بے حد بے چین معلوم ہو رہا تھا۔

"مگر کیسے ——— ؟ میں اکیلا کیسے کام کر سکتا ہوں جبکہ ایل۔ ایس۔ ایس والے میرے وجود سے بھی واقف نہیں ہیں" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"اگر تم ان سے اپنا تعارف کرا دو" ——— ٹیمے نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔

"نہیں ——— ایسا نہیں ہو سکتا ——— میں بغیر اجازت اپنے ملک کے وزیراعظم کو بھی اصل حقیقت سے آگاہ نہیں کر سکتا ——— یہ ہمارا اصول ہے" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"پھر کوئی ترکیب سوچو ——— تمہاری بات نے مجھے بے چین کر دیا ہے ——— اس مشن

کو ہر قیمت پر کامیاب ہونا چاہئے" ۔۔۔۔ ٹھلے نے کہا ۔

"ایک صورت ہے" ۔۔۔ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا ۔

"وہ کیا ۔۔۔ ؟" ٹھلے نے چونک کر پوچھا ۔

"وہ یہ کہ تم ایل ۔ ایس کی چیف باس کو میرے متعلق یہ کہو کہ میں ڈائنامیٹ کے کاموں میں بے حد تجربہ کار ہوں ۔ اگر وہ مجھے مشن میں اپنے ساتھ رکھ لیں تو میں ان کے بے حد کام آؤں گا اور میری ضمانت تمہیں دینی ہو گی ۔۔۔ اگر ایسا ہو جائے تو یقین کرو مشن ہر قیمت پر کامیاب ہو جائے گا" ۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا ۔

"میرے خیال میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے" ۔۔۔ ٹھلے نے خوش ہوتے ہوئے کہا ۔ اور پھر اس نے تیزی سے میز کی دراز کھول کر ایک ڈبہ باہر نکالا اور اس پر لگی ہوئی ناب کو تیزی سے گھمانے لگا ۔ پھر اس نے ایک بٹن دبایا تو ڈبے سے زوں زوں کی آواز آنے لگی ۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ ٹھلے کالنگ اوور" ۔۔۔۔ ٹھلے بے چین لہجے میں بار بار کہہ رہا تھا ۔

"یس ۔۔ چیف باس سپیکنگ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے چیف باس کی حیرت آمیز سنائی دی ۔

"چیف باس ! ۔۔۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ مشن ہر حالت میں کامیاب ہو جائے گا اوور" ٹھلے نے پوچھا ۔

"بالکل ہو گا ۔۔۔ تم صبح تک خوشخبری سن لو گے اوور" ۔۔۔ چیف باس کے لہجے میں اطمینان تھا ۔

"چیف باس ! ۔۔۔ میرے پاس ایک ایسا آدمی موجود ہے جو ان کاموں میں بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے ۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہاری امداد کے لئے اسے بھیج دوں ۔ اوور" ٹھلے نے کہا ۔

"نہیں ۔۔۔ ہمیں کسی آدمی کی ضرورت نہیں ہے اوور" ۔۔۔ چیف باس کی غصیلی آواز سنائی دی ۔

"تم اسے اپنے ساتھ رکھ لو ۔۔۔ ہو سکتا ہے ضرورت پڑ جائے ۔۔۔۔ تم یقین کرو وہ بے حد کارآمد ثابت ہو گا ۔۔۔ پلیز ۔ یہ میری درخواست ہے اوور" ۔۔۔ ٹھلے نے بے چین لہجے میں کہا ۔

"کیا تم اس کی مکمل ضمانت دیتے ہو ۔ اوور ۔۔۔۔ ؟" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چیف باس کی آواز سنائی دی ۔

"بالکل ۔۔۔ بھلا میں کسی ایسے آدمی کو ایسے موقع پر بھیج سکتا ہوں جو مشکوک ہو ۔ اوور" ۔۔۔ ٹھلے نے جواب دیا ۔

"اوکے ۔۔۔۔ اسے بھیج دو ۔۔۔ پریذیڈنٹ سرکل کے قریب نمبر سکس عمارت کے برآمدے میں ۔۔ ہم اسے وہاں پک اپ کر لیں گے ۔۔۔ کوڈ نائنٹی آپریشن ہو گا ۔ اوور" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا ۔

"اوکے ۔۔۔ میں اسے ابھی وہاں بھیجتا ہوں ۔ اوور" ۔۔۔ ٹھلے نے خوش ہوتے ہوئے کہا ۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رابطہ ختم ہو گیا ۔

ٹھلے نے بھی بٹن دبا کر رابطہ ختم کیا اور ڈبے کو دوبارہ میز کی دراز میں رکھتے ہوئے صفدر سے کہا ۔

"کام بن گیا ۔۔۔ تم وہاں پہنچ جاؤ ۔۔۔ مشن بہر حال کامیاب ہونا چاہئے" ۔۔۔۔ ٹھلے نے کہا ۔

"آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ اب یقیناً ہو جائے گا" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

ٹھلے نے میز کے کنارے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا ۔ بٹن دبتے ہی کمرے کا دروازہ

کھلا اور ایک مسلح گارڈ نے اندر جھانکا۔

"ان صاحب کو عمارت سے باہر پہنچا دو"—— ٹھکے نے صفدر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور صفدر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا اس لئے اب وہ جلد از جلد عمران سے رابطہ قائم کر کے تمام صورت حال بتانا چاہتا تھا عمارت سے باہر جاتے ہوئے وہ دل ہی دل میں عمران کی ذہانت پر رشک کر رہا تھا جس نے صورتحال کا صحیح اندازہ لگایا تھا۔ اور صفدر کو لیبر پارٹی کے عزائم سے باخبر ہونے کے لئے بھیجا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ حکومت جیلکشش نے اپنے مشن کے سلسلے میں لیبر پارٹی کو ہی آلہ کار بنایا ہوگا۔ اور صفدر دیکھ رہا تھا کہ عمران کا اندازہ سو فیصد درست نکلا تھا۔



پریذیڈنٹ سرکل ایک وسیع و عریض قلعہ نما عمارت تھی۔ اس عمارت کے باہر باقاعدہ اونچی فصیل موجود تھی۔ فصیل کے اوپر بجلی کے ننگے تار لگائے گئے تھے جن میں ہر وقت طاقتور برقی رو دوڑتی رہتی تھی۔ فصیل پر ہر دس گز کے بعد طاقتور سرچ لائٹیں نصب تھیں جن سے فصیل اور اس کے اردگرد کا علاقہ بقعہ نور بنا ہوا تھا سرکل کی عمارت کا ایک ہی مین گیٹ تھا۔ جو فولاد سے بنایا گیا تھا اور اس گیٹ پر چاق چوبند مسلح فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ عمارت کے اندر بھی ہر طرف فوجی گشت کر رہے

تھے۔ اصل عمارت کے اندر ایک مخصوص ہال تھا۔ جو ساؤنڈ پروف اور بم پروف تھا اس ہال میں داخلے کا ایک ہی دروازہ تھا جس کے باہر ایک جدید ترین کمپیوٹر نصب تھا۔ اندر جانے والا جب اس کمپیوٹر کے سامنے سے گزرتا تو کمپیوٹر اس کے ذہن کی رگوں تک کو کھنگال لیتا اور ہال کا دروازہ صرف اسی صورت میں کھل سکتا تھا کہ جب کمپیوٹر او کے کا بلب جلا دیتا۔

پارٹی میٹنگ کے لئے اس ہال کو اسی لئے چنا گیا تھا کہ یہ ہر لحاظ سے محفوظ تھا۔ ملکی حالات کے پیش نظر اس بات کا خدشہ موجود تھا کہ تخریبی عناصر کہیں پارٹی میٹنگ کے دوران حملہ نہ کر دیں اور اس طرح پارٹی کے تمام بہترین دماغ ختم ہو جاتے۔ چنانچہ صدر مملکت نے پریذیڈنٹ سرکل کو ترجیح دی تھی۔

اب پارٹی میٹنگ کے لئے اس وقت انتظامات بے حد سخت تھے۔ پارٹی کے اعلیٰ حکام ہال میں پہنچ چکے تھے۔ صرف صدر مملکت کا انتظار تھا جو تھوڑی دیر میں پہنچنے والے تھے۔ میٹنگ لیبر پارٹی کی طرف سے ہونے والے مظاہروں کے خلاف کوئی واضح لائحہ عمل تجویز کیا جانا مقصود تھا۔ اور مسئلہ کی نزاکت کے پیش نظر اس بات کا امکان تھا کہ یہ میٹنگ تمام رات جاری رہتی۔ اس میٹنگ کی تجویز وزیر داخلہ نے پیش کی تھی اور صدر مملکت نے اسے منظور کر لیا تھا۔

پریذیڈنٹ سرکل کے چاروں طرف کمرشل عمارتیں موجود تھیں جن میں سے ایک عمارت نمبر سکس کہلاتی تھی۔ یہ ایک چار منزلہ عمارت تھی جس میں زیادہ تر کمرشل کمپنیوں کے دفاتر تھے۔ یہ عمارت پریذیڈنٹ سرکل کے مین گیٹ کے بالکل سامنے واقع تھی۔ اس عمارت کے نچلے حصے میں ایک چھوٹا سا ریسٹورنٹ تھا جو تمام رات کھلا رہتا تھا۔ ریسٹورنٹ کے دروازے کے ساتھ ہی سیڑھیاں عمارت کے اوپر جا رہی تھیں مگر ان سیڑھیوں کے آغاز میں ایک دروازہ تھا جو رات کو بند کر دیا جاتا تھا اور وہاں ایک

چوکیدار تمام رات موجود رہتا تھا۔ اگر کسی کمپنی کے کارکنوں کو کام کرنا ہوتا تو پھر چوکیدار کو اس کی اطلاع دے دی جاتی۔ اور چوکیدار دروازہ کھول دیتا۔ مگر وہ خود وہاں موجود رہتا تھا۔

اس وقت بھی چوکیدار دروازہ بند کر کے اس کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بڑی دلچسپی سے سڑک پار پریذیڈنٹ سرکل کی عمارت کو دیکھ رہا تھا جس میں آج ضرورت سے زیادہ ہی چہل پہل نظر آ رہی تھی۔

ابھی اُسے دروازہ بند کر کے بیٹھے ہوئے آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ ایک سیاہ رنگ کی کار عمارت کے برآمدے کے سامنے آ کر رکی اور پھر چوکیدار یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ کار میں سے ایک خوبصورت لڑکی باہر نکلی رائل بلیو رنگ کا سکرٹ پہنا ہوا تھا لڑکی کے لباس اور چال ڈھال میں خاصا وقار تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی چوکیدار کی طرف بڑھتی چلی آئی۔

"تم چوکیدار ہو ۔۔۔" لڑکی نے بڑے باوقار لہجے میں چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مس" ۔۔۔ چوکیدار نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں مسز جالنسن ہوں ۔۔ جالنسن اینڈ ہکارڈ لمیٹڈ کے ڈائریکٹر کی بیوی" ۔۔۔ لڑکی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

چوکیدار یہ بات سن کر کچھ اور مودب ہو گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس عمارت میں سب سے بڑا دفتر جالنسن اینڈ جوکارڈ لمیٹڈ کا ہے اور ڈائریکٹر جالنسن کے ہاتھ بیحد لمبے ہیں۔ سنا گیا تھا کہ وہ صدر مملکت کا کلاس فیلو رہا ہے۔

"یس مسز جالنسن! ۔۔۔ حکم فرمائیے ۔۔۔ میرے لائق کوئی خدمت" ۔۔۔ چوکیدار نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

مسز جالنسن نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا نوٹ موجود

تھا۔ اس نے چوکیدار سے کہا۔

"یہ رکھ لو ۔۔۔ مجھے مسٹر جالنسن کے دفتر میں جانا ہے ۔۔۔ میں نے ان کے دراز سے ایک پرائیویٹ خط نکالنا ہے" ۔۔۔ مسز جالنسن نے نوٹ چوکیدار کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

چوکیدار کی آنکھیں اتنی بڑی مالیت کا نوٹ دیکھتے ہی پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ یہ نوٹ اس کی ایک ماہ کی تنخواہ سے بھی زیادہ مالیت کا تھا۔ اس نے تیزی سے نوٹ مسز جالنسن کے ہاتھ سے لے لیا۔

"مگر مادام ۔۔۔ اگر مسٹر جالنسن کو اس کا علم ہو گیا تو ۔۔۔" چوکیدار نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہوگا بے فکر رہو ۔۔۔ تم میرے ساتھ چلو" ۔۔۔ مسز جالنسن نے باوقار لہجے میں کہا۔ اور چوکیدار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے دروازے میں لگے ہوئے مخصوص نمبروں کے تالے کو کھولا اور پھر مسز جالنسن کے آگے آگے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

جیسے ہی وہ سیڑھیاں چڑھ کر پہلی منزل پر پہنچے۔ برآمدے کے سامنے کھڑی ہوئی کار کا دروازہ کھلا اور چوکیدار جیسا ہی قد و قامت کا ایک نوجوان باہر آ گیا۔ اس کے جسم پر وہی لباس تھا جو چوکیدار نے پہنا ہوا تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کرسی کی طرف بڑھا اور پھر یوں کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیسے وہ صدیوں سے اس عمارت کی چوکیداری کرتا آیا ہو۔

جالنسن اینڈ جوکارڈ کا دفتر عمارت کی دوسری منزل پر تھا۔ یہ پوری منزل ہی جالنسن اینڈ جوکارڈ کے استعمال میں تھی۔ چنانچہ جیسے ہی چوکیدار دوسری منزل پر پہنچا۔ اس کے پیچھے آنے والی لڑکی کا ہاتھ اچانک حرکت میں آیا اور اس کی کھڑی ہتھیلی بجلی کی سی تیزی سے چوکیدار کی کنپٹی پر پڑی اور چوکیدار "اوہ" کی آواز نکال کر فرش پر گرتا چلا گیا۔ لڑکی

نے بڑی پھرتی سے اُسے سنبھال لیا۔ چوکیدار بے ہوش ہو چکا تھا۔ لڑکی نے بڑے اطمینان سے اسے فرش پر لٹا دیا۔ اور پھر جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکال کر اس نے اس کی نال فرش پر پڑے بیہوش چوکیدار کے سینے پر رکھی اور ٹریگر دبا دیا۔ ریوالور سے نکلنے والی گولی چوکیدار کے سینے میں گھستی چلی گئی۔ اور وہ بے چارہ ذرا سا تڑپ کر اس دنیا سے ہی کوچ کر گیا۔ لڑکی نے بڑی پھرتی سے اس کی لاش کو ٹانگ سے پکڑا اور اُسے گھسیٹتی ہوئی نزدیکی ٹوائلٹ کے اندر لیتی چلی گئی۔ ٹوائلٹ میں اس کی لاش پھینک کر اس نے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ سیڑھیوں کے اختتام پر پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا تو باہر کرسی پر بیٹھا ہوا نوجوان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم ادھر کا خیال رکھنا۔ میں عمارت کا عقبی دروازہ کھول دیتی ہوں ——— ڈرائیور سے کہہ دو کہ کار اس طرف لے آئے اور دروازہ بند کر دو اور بغیر خصوصی اجازت کے کسی کو اوپر نہ آنے دینا" ——— لڑکی نے تیز لہجے میں نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر باس!" ——— نوجوان نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور لڑکی تیزی سے واپس سیڑھیاں چڑھتی چلی گئی۔

نوجوان نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور پھر کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھک کر ڈرائیور سے کچھ کہا اور کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ نوجوان واپس کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

لڑکی واپس دوسری منزل پر پہنچ گئی۔ یہاں ایک طویل راہداری تھی وہ راہداری پار کر کے آخری کمرے کے دروازے پر پہنچ گئی۔ اس دروازے پر میٹنگ ہال کی تختی لگی ہوئی تھی۔ لڑکی نے جیب سے ایک تار نکال کر دروازے کے تالے میں ڈالا اور پھر اُسے چند لمحے مخصوص انداز میں ادھر ادھر گھماتی رہی۔ پھر ایک ہلکی سی کلک کی آواز

سنائی دی اور لڑکی نے تار باہر نکال لیا۔ اب اس نے ہینڈل کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور لڑکی اندر داخل ہو گئی۔

یہ ایک خاصا وسیع ہال تھا۔ اس کی شمالی دیوار میں ایک دروازہ موجود تھا۔ لڑکی نے تار کے ذریعے اس کا تالا کھولا اور پھر دروازہ کھول دیا یہاں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ لڑکی سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک بند دروازہ تھا لڑکی نے تار کے ذریعے اس کا تالا بھی کھول دیا۔ یہ دروازہ ایک بند اور کافی تنگ گلی میں کھلتا تھا۔ دروازے کے باہر ہی سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔

جیسے ہی دروازہ کھلا۔ کار میں سے تین نوجوان لڑکیاں جنہوں نے سیاہ رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے۔ دروازے کے اندر داخل ہو گئیں۔ ہر لڑکی کی کمر پر ایک تھیلا سا بندھا ہوا تھا وہ سیڑھیاں چڑھتی چلی گئیں۔ ان کے اوپر جاتے ہی کار تیزی سے ریورس ہوتی ہوئی واپس چلی گئی۔ نیلے سکرٹ والی لڑکی نے اس بار دروازہ بند نہیں کیا بلکہ ویسے ہی اس کے پٹ بند کئے اور واپس سیڑھیاں چڑھتی ہوئی ہال میں پہنچ گئی۔ وہ تینوں لڑکیاں میٹنگ ہال میں موجود تھیں۔ انہوں نے کمر سے بندھے ہوئے تھیلے اتار کر فرش پر رکھ دیئے تھے۔

"ہمیں انتہائی تیزی اور پھرتی سے کام کرنا ہے۔ ——— چیف باس بھی جلد ہی یہاں پہنچنے والی ہیں۔ ——— میں چاہتی ہوں کہ ان کے آنے سے پہلے ہم کام مکمل کر لیں" ——— نیلے سکرٹ والی لڑکی نے تیز لہجے میں ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ——— ان میں سے ایک لڑکی نے کہا اور پھر اس کے اشارے پر ان سب نے فرش پر پڑے ہوئے تھیلے کھولے اور تھیلوں میں سے ایک عجیب و غریب رائفل کے مختلف حصے نکالے اور پھرتی سے انہیں جوڑنے لگیں۔ جب وہ رائفل مکمل ہوئی تو کچھ عجیب سی بن گئی تھی۔ رائفل کی نال بگل نما تھی۔ اور اس کے دستے کے اوپر ایک

چھوٹی سی مشین لگی ہوئی تھی۔

"چلیں باس" ——— ایک لڑکی نے رائفل گلے میں لٹکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر نیلے سگریٹ والی لڑکی کے پیچھے چلتی ہوئی وہ تینوں میٹنگ ہال سے باہر نکل آئیں اور راہداری کے دوسرے سرے پر موجود ایک اور کمرے میں داخل ہوگئیں۔ اس کمرے میں سامنے والی دیوار پر تین کھڑکیاں موجود تھیں۔ باس نے ان کے پردے ہٹائے اور پھر کھڑکیوں کے پٹ کھول دیئے۔ ان کھڑکیوں میں سے پریذیڈنٹ سرکل کی عمارت صاف نظر آرہی تھی۔

"تمہارا ٹارگٹ اس عمارت کا درمیانی ہال ہے۔ اس ہال کی چھت تکونی ہے۔ وہ جو درمیان میں نظر آرہی ہے" ——— باس نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ——— باقی تینوں لڑکیوں نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے گنیں اتار کر انہیں کندھے سے لگایا۔ بگل نما نال کا ایک سرا انہوں نے کھڑکی سے ٹکایا اور خود گھٹنے ٹیک کر فرش پر بیٹھ گئیں۔

"یس فائر" ——— باس نے آہستہ سے کہا۔

اور پھر ایک لڑکی نے گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ٹریگر دبتے ہی بگل نما نال کے سرے پر ایک نیلے رنگ کا شعلہ سا چمکا اور بجھ گیا۔ دستے کے اوپر لگی ہوئی مشین میں سے بھی ہلکی ہلکی گڑگڑاہٹ کی آواز نکلنے لگی اور پوری رائفل یوں لرز رہی تھی جیسے زلزلہ آیا ہوا ہو۔ لڑکی نے اسے بڑی مضبوطی سے سنبھال رکھا تھا۔ چند لمحوں بعد مشین یکدم بند ہوگئی۔ اور اس کے ساتھ ہی رائفل کی لرزش بھی بند ہوگئی۔ لڑکی جس نے یہ رائفل سنبھال رکھی تھی اس نے ایک طویل سانس لی اور پھر رائفل ہٹا کر کھڑی ہوگئی۔

"یس نمبر ٹو فائر" ——— باس نے دوسری لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا جو رائفل لئے دوسری کھڑکی میں موجود تھی۔ باس کے حکم پر اس نے رائفل کا ٹریگر دبا دیا۔ اس کی نال کے سرے پر بھی نیلے رنگ کا شعلہ سا چمکا اور بجھ گیا۔ اور پھر اس کی رائفل بھی چند لمحے لرزتے

کے بعد ساکت ہوگئی۔

پھر اسی طرح تیسری لڑکی نے تیسری کھڑکی سے رائفل کا ٹریگر دبا دیا اور چند لمحوں بعد وہ بھی ساکت ہوگئی۔

"اوکے ——— ہمارا کام ہوگیا" ——— باس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کھڑکیاں دوبارہ بند کر دیں۔

"آؤ چلیں" ——— باس نے کہا اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتیں واپس میٹنگ ہال پہنچ گئیں۔

میٹنگ ہال میں پہنچتے ہی وہ سب ٹھٹھک گئیں۔ میٹنگ ہال میں چار اور لڑکیاں بھی موجود تھیں۔ ان سب نے بھی سیاہ رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک لڑکی نے چہرے پر نقاب لگا رکھا تھا۔

"کام ہوگیا" ——— نقاب پوش لڑکی نے آنے والیوں سے پوچھا۔

"یس چیف باس" ——— نیلے سگریٹ والی لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے ——— اب میں دوسرے مرحلے کی تیاری کرتی ہوں" ——— چیف باس نے کہا اور پھر اس نے قریب کھڑی سیاہ پوش لڑکی کو اشارہ کیا۔ اس لڑکی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین آگے کر دی۔ یہ ایک چھوٹی سی مشین تھی جس پر دو میٹر لگے ہوئے تھے۔ چیف باس نے مشین کے قریب لگا ہوا ایک ایریل باہر نکال دیا اور پھر مشین کا بٹن دبا دیا۔ مشین پر کسی شہر کا نقشہ ابھر آیا۔ جس پر سرخ رنگ سے ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ چیف باس نے تیزی سے مشین کے ساتھ لگا ہوا ایک چھوٹا سا ہینڈل نیچے کھینچا تو نقشے کے انتہائی مغربی جانب سے روشنی کا نقطہ تیزی سے حرکت کرتا ہوا اوپر چڑھنے لگا۔ چیف باس ہینڈل نیچے کرتی چلی گئی اور روشن نقطہ اوپر چڑھتا چلا گیا۔ پھر روشن نقطے کو ایک جگہ روک کر چیف باس نے ہینڈل کو دائیں طرف

کھسکایا تو روشن نقطہ دائیں طرف ہٹتا چلا گیا۔ چیف باس اسی طرح روشن نقطے کو اوپر نیچے دائیں بائیں کھسکاتی ہوئی آخر کار نمبر ۱۲ کے ہندسے پر لے گئی۔ اس نے ہینڈل کی مدد سے نمبر ۱۲ کی دکھائی گئی حدود کے گرد اس روشن نقطے کو گھمایا اور پھر اس روشن نقطے کو جیسے اس حدود کے درمیان میں پہنچایا اس نے مشین کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی روشن نقطہ اور نقشہ غائب ہو گیا۔ چیف باس نے بڑی احتیاط سے مشین کو ایک میز پر رکھ دیا۔

"پریذیڈنٹ سرکل کو کمپیوٹرائز کیا جا چکا ہے۔ اب میرا مشن باقی رہ گیا ہے۔ مگر اس مرحلے کے لئے تمہاری قربانی دینی پڑے گی" ۔۔۔ چیف باس نے ارد گرد کھڑی ہوئی لڑکیوں کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم سب اپنی جانیں قربان دینے کے لئے تیار ہیں" ۔۔۔ سب لڑکیوں نے بڑے عزم سے جواب دیا۔ اور چیف باس کی آنکھیں مسرت سے چمکنے لگیں۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی۔ اچانک اس کی کلائی پر ہلکی ہلکی ضربیں لگنے لگیں۔ اس نے چونک کر اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھا۔ اس کے ڈائل پر ایک سرخ رنگ کا نقطہ چمک رہا تھا۔

"اس وقت کس کی کال ہو سکتی ہے" ۔۔۔ چیف باس نے حیرت آمیز لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ لیا۔ بٹن کھینچتے ہی ڈائل پر چمکنے والا سرخ رنگ کا ہندسہ سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ ٹھلے کالنگ اوور"۔

"یس ۔۔۔ چیف باس سپیکنگ اوور" ۔۔۔ چیف باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ اس وقت لیبر پارٹی کے صدر مسٹر ٹھلے کی کال حیرت انگیز تھی۔

"چیف باس! ۔۔۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ مشن ہر حالت میں کامیاب ہو جائیگا۔ اوور"؟

مسٹر ٹھلے کی آواز سنائی دی۔

"بالکل ہوگا ۔۔۔ تم صبح تک خوشخبری سن لوگے اوور" ۔۔۔ چیف باس نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ مسٹر ٹھلے بے چین ہو رہا تھا۔ اسی بے چینی کی وجہ سے اس نے کال کی ہے۔

"چیف باس! ۔۔۔ میرے پاس ایک ایسا آدمی موجود ہے جو ان کاموں میں بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہاری امداد کے لئے اسے بھیج دوں اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے مسٹر ٹھلے کی آواز سنائی دی۔

"نہیں ۔۔۔ ہمیں کسی آدمی کی ضرورت نہیں ہے اوور" ۔۔۔ چیف باس کو مسٹر ٹھلے کی اس پیشکش پر غصہ آ گیا کہ وہ انہیں نااہل سمجھتا ہے۔

"تم اسے اپنے ساتھ رکھ لو ہو سکتا ہے ضرورت پڑ جائے ۔۔۔ تم یقین کرو کہ وہ بے حد کارآمد ثابت ہوگا ۔۔۔ چیف یہ میری درخواست ہے اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے مسٹر ٹھلے کی بے چین آواز سنائی دی۔

اسی لمحے چیف باس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ مسٹر ٹھلے ان کا خاص آدمی تھا اس لئے ظاہر ہے کہ وہ کوئی غلط آدمی نہیں بھیج سکتا اور اگر اسی آدمی کو مشن کے آخری مرحلے پر بھیج دیا جائے تو کیا برا ہے۔ اس طرح لیڈیز سیکرٹ سروس کے کارکن کی جان بچ جائے گی جو بہرحال چیف باس کی نظروں میں ٹھلے کے آدمی سے زیادہ قیمتی تھی۔

"کیا تم اس کی مکمل ضمانت دیتے ہو۔ اوور" ۔۔۔؟ چیف باس نے کہا۔

"بالکل ۔۔۔ بھلا میں کسی ایسے آدمی کو ایسے موقع پر بھیج سکتا ہوں جو مشکوک ہو۔ اوور" ۔۔۔ ٹھلے نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ اسے بھیج دو ۔۔۔ پریذیڈنٹ سرکل کے قریب نمبر سکس عمارت کے برآمدے میں ہم اسے پک اپ کر لیں گے ۔۔۔ کوڈ فائنل آپریشن ہوگا اوور" ۔۔۔ چیف باس

نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔ میں اُسے ابھی وہاں بھیجتا ہوں اوور" ۔۔۔۔۔ مُلّے کا مسرت بھرا جواب سنائی دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔ چیف باس نے کہا اور ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"تیسرے مرحلے کا منصوبہ بھی طے ہو گیا ۔۔۔ ہم مُلّے کے آدمی کو چارہ بنائیں گے" ۔۔۔۔ چیف باس نے کہا اور جرنیلوں نے اطمینان سے سر ہلایا۔

"اینڈریا ۔۔۔۔ تم جیٹ بار کے دروازے کے آس پاس رک جاؤ اور اس آدمی کو چیک کر کے اوپر لے آؤ ۔۔۔۔ پوری طرح سے اطمینان کر لینا کہ وہ اکیلا ہو" ۔۔۔۔ چیف باس نے قریب کھڑی اینڈریا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"او کے باس" ۔۔۔۔ اینڈریا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے ہال سے باہر نکلتی چلی گئی۔



عمران نے آگے بڑھ کر فلیٹ کے دروازے پر دستک دی۔ ڈائیگر اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔

"کون ہے" ۔۔۔۔ ؟ اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایس۔ ایس۔ ایس" ۔۔۔۔ عمران نے نسوانی آواز میں جواب دیا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر شب خوابی کے لباس میں ایک خوبصورت لڑکی کھڑی تھی۔

دروازہ کھلتے ہی عمران نے ایک جھٹکے سے لڑکی کو دھکا دیا اور لڑکی اچھل کر فرش پر پڑے ہوئے قالین پر پشت کے بل گر پڑی۔ لڑکی نے پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران نے بڑی وحشت کے عالم میں پوری قوت سے اس کے جبڑے پر بوٹ کی ٹھوکر ماری اور لڑکی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اس دوران ڈائیگر دروازہ بند کر چکا تھا۔

"کھڑی ہو جاؤ" ۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے جیب سے ایک بڑے پھل والا خنجر نکال لیا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید وحشت طاری تھی۔ ظاہر ہے اس کی آنکھیں اس کے چہرے کی عکاسی کر رہی تھیں۔

"گگ ۔ کون ہو تم" ۔۔۔۔ ؟ لڑکی نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی وحشت اور درندگی سے وہ خاصی خوفزدہ معلوم ہو رہی تھی۔

"وزیر داخلہ کہاں ہے" ۔۔۔ ؟ عمران نے پہلے سے زیادہ غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ یوں لگتا تھا جیسے عمران کی بجائے کوئی زخمی چیتا غرا رہا ہو۔

"اوہ ۔۔۔ تو تم وزیر داخلہ کا معلوم کرنے آئے ہو" ۔۔۔۔ لڑکی کے چہرے پر یکدم اطمینان کی لہریں چھا گئیں۔

"ہاں ۔۔ جلدی بتاؤ وہ کہاں چھپا ہوا ہے" ۔۔۔۔ ؟ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ اس وقت پریذیڈنٹ سرکل میں موجود ہے جہاں ٹاپ پارٹی میٹنگ ہو رہی ہے" لڑکی نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"میٹنگ سے واپس کب آئے گا" ۔۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"معلوم نہیں ۔۔ ویسے اس کا خیال تھا کہ میٹنگ ساری رات جاری رہے گی" ۔۔۔۔ لڑکی نے جواب دیا۔ گھبراہٹ کی [illegible] اس نے یہی سمجھا کہ آنے والوں کا تعلق پیرا ملٹری کے تخریب کاروں سے ہے اور وہ وزیر داخلہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

"ہوں ـــــ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم سچ بول رہی ہو ـــــ ایسا نہ ہو کہ وہ اپارٹمنٹ سے برآمد ہو جائے اور" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ بول رہی ہوں ـــــ کیا تمہارا تعلق لیبر پارٹی سے ہے" ـــــ؟ لڑکی نے اچانک پوچھا۔

"کیوں ـــــ تم کیوں پوچھ رہی ہو" ـــــ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ اگر تم لیبر پارٹی سے تعلق رکھتے ہو تو تم یقیناً وزیر داخلہ کو قتل کرنے کے لئے آئے ہو گے" ـــــ لڑکی نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر" ـــــ؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہیں فکر نہیں کرنی چاہئے ـــــ صرف صبح کا انتظار کرو ـــــ وزیر داخلہ تو کیا ساری پارٹی ختم ہو جائے گی" ـــــ لڑکی نے فاتحانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں" ـــــ عمران نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"اور صبح تمہاری پارٹی برسر اقتدار ہو گی" ـــــ لڑکی نے مزید فاتحانہ انداز میں کہا۔

"مگر کیا یہ سب کچھ ایل۔ ایس۔ ایس کرے گی" ـــــ؟ عمران نے اچانک پوچھا۔

عمران کی بات سن کر لڑکی اچھل پڑی۔ اب تک اس کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ دروازہ کھلنے سے پہلے عمران نے ایل۔ ایس۔ ایس کا کوڈ دہرایا تھا۔

"تت ـ تم ـ تم" ـــــ لڑکی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔ کیونکہ جوش میں وہ ایک بہت بڑا راز بتا چکی تھی۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتی، یہ ایل۔ ایس۔ ایس کیا ہوتا ہے" ـــــ لڑکی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"لڑکی! ـــــ تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی ـــــ تم نے ایل۔ ایس۔ ایس کا کوڈ سن کر

دروازہ کھولا تھا اس لئے اب تم اس سے نہیں مکر سکتی" ـــــ عمران نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتی" ـــــ لڑکی نے کہا اور پھر اچانک اس نے عمران پر حملہ کر دیا مگر عمران بے حد چوکنا تھا۔ اس نے اچانک اپنی جگہ سے ہٹ کر اس کا وار ناکام کر دیا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور لڑکی کی گردن پر خنجر کی خراش ابھرتی چلی گئی لڑکی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔

لڑکی تیزی سے مڑی مگر اسی لمحے عمران نے فیصلہ کر لیا کہ اب مزید وقت ضائع کرنا فضول ہے۔ لڑکی سے اب کچھ اگلوانا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے جیسے ہی لڑکی مڑی۔ عمران نے پوری قوت سے خنجر اس کے سینے میں پیوست کر دیا اور لڑکی ایک جھٹکے سے فرش پر گرتی چلی گئی۔ اس کا جسم چند لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

عمران بڑے اطمینان سے ڈائنگ کی طرف مڑا جو دروازے کے قریب خاموش کھڑا تھا۔ مگر دوسرے لمحے چونک پڑا۔ اس کے ہاتھ میں موجود گھڑی سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگی تھیں۔ عمران نے چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا اور پھر اس کے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں دو بار کھینچ کر بند کیا۔ اس کے ساتھ ہی گھڑی کے ڈائل پہ بارہ کا ہندسہ جل اٹھا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ صفدر سپیکنگ ـــــ اوور" ـــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یس ـ پرنس آف ڈھمپ فرام دس اینڈ اوور" ـــــ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کا اندازہ درست رہا ـــــ لیبر پارٹی پوری طرح ملوث ہے اوور" ـــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"فضولیات نہیں صفدر! ـــــ اس وقت ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اوور" ـــــ عمران نے

سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا اور پھر اس نے مختصر لفظوں میں ٹلے سے ملنے اور پھر ایل۔ایس۔ایس کے مشن میں شمولیت کی تفصیل بتادی۔

"ویری گڈ صفدر ویری گڈ ۔۔۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ فوراً کلب پہنچ جاؤ۔ میں وہیں آرہا ہوں اوور" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں کلب سے ہی بول رہا ہوں اوور" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اوکے ۔۔۔ میں آرہا ہوں ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ذٹہ بٹن دباکر رابطہ ختم کردیا۔

"آؤ ٹائیگر ۔۔۔ ہماری ایک بہت بڑی مشکل حل ہوگئی ہے ۔۔۔ میں ایل ایس ایس کا مشن تو سمجھ گیا تھا کہ وہ برسراقتدار پارٹی کو ختم کرنا چاہتی ہے مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ اس کے لئے کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں جبکہ حکومتی پارٹی کی طرف سے ہمیں کوئی تعاون نہیں مل رہا۔ اب صفدر نے یہ مسئلہ بھی حل کردیا ہے" ۔۔۔ عمران نے فلیٹ کی سیڑھیاں اترتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلادیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ان کی کار کلب میں داخل ہورہی تھی۔

"صفدر ۔۔۔ کیا ٹلے نے تمہارا حلیہ بھی چیف باس کو بتایا تھا" ۔۔۔ ؟ عمران نے صفدر سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ صرف ایک آدمی کہا تھا" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اب تمہاری جگہ میں خود جاؤں گا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر میز کی دراز سے ایک نایہ ٹرانسمیٹر نکالا اور فریکوئنسی سیٹ کرکے اس کا بٹن آن کردیا۔ چند لمحوں میں رابطہ قائم ہوگیا۔

"ہیلو ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ اوور" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس ۔۔۔ کیپٹن شکیل سپیکنگ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن ۔۔۔ کیا تمام ساتھی موجود ہیں اوور" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ صفدر کے علاوہ باقی سب موجود ہیں اوور" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا کرو ۔۔۔ تم سب مسلح ہوکر پریذیڈنٹ ہوٹل کے قریب واقع عمارت نمبر سکس کو گھیرلو سامنے آنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ صفدر بھی تمہیں وہیں مل جائے گا ۔۔۔ میری عدم موجودگی میں صفدر تم سب کو کنٹرول کرے گا اوور" ۔۔۔ عمران نے انہیں ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب اوور" ۔۔۔ کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"گھیرا انتہائی خفیہ ہونا چاہیئے ۔۔۔ عمارت میں موجود کسی شخص کو اس کا شک نہیں پڑنا چاہیئے ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ذٹہ بٹن دباکر رابطہ ختم کردیا۔

"صفدر ۔۔۔ تم فوراً عمارت کے قریب اپنے ساتھیوں سے جاکر ملو ۔۔۔ اپنی کلائی کا ٹرانسمیٹر آن رکھنا۔ میں بھی عمارت میں جاکر اسے آن رکھونگا۔ اس طرح میرے ساتھ ہونے والی تمام گفتگو تم سن سکو گے ۔۔۔ مجھے جب بھی تمہیں ہدایات دینی ہوں گی میں تمہیں عیاری کوڈ سے ہدایات دونگا اور میری ہدایات پر تم اور تمہارے ساتھیوں نے فوری کام کرنا ہوگا" ۔۔۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ایسا ہی ہوگا" ۔۔۔ صفدر نے اطمینان سے جواب دیا اور پھر مڑکر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ٹائیگر ۔۔۔ تمہارے پاس نا… کتنے ہیں" ۔۔۔ ؟ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہوکر کہا۔

"وکی ـــــ" ڈائیگر نے جواب دیا۔

"تم انہیں لے جا کر پریذیڈنٹ ہاؤس کے گرد خفیہ طور پر بکھیر دو ـــــ اپنا واچ ٹرانسمیٹر آن رکھنا۔ میں تمہیں کسی بھی وقت کوئی ہدایت دے سکتا ہوں ـــــ" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ" ڈائیگر نے جواب دیا۔

"مگر میری ہدایت کے بغیر کوئی حرکت نہیں ہونی چاہیے ـــــ اور کام ہدایت کے مطابق ہونا چاہیے" ـــــ عمران نے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا ـــــ آپ بے فکر رہیں باس" ـــــ ڈائیگر نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر عمران سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔



ایک ٹیکسی نمبر سکس عمارت کے برآمدے کے سامنے رکی اور پھر ایک نوجوان اس میں سے اتر کر برآمدے کی طرف بڑھا۔ ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ سیڑھیوں کے دروازے کے قریب کرسی پر بیٹھا ہوا چوکیدار اور دروازے کے پیچھے کھڑی ہوئی اینڈریا چونک پڑی تھی۔

نوجوان جو ظاہر ہے عمران تھا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا چوکیدار کے قریب آیا۔

"ہیلو" ـــــ عمران نے چوکیدار کے قریب رکتے ہوئے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"کیا مسٹر ٹیلے سے ملاقات ہوسکتی ہے" ـــــ؟ عمران نے سرسری سے لہجے میں کہا پھر اس سے پہلے کہ چوکیدار کچھ کہتا۔ سٹر جیسے [illegible] وازہ کھلا اور اینڈریا باہر آگئی۔ مسٹر ٹیلے کا حوالہ اس بات کی دلیل تھی کہ آنے والا نوجوان وہی ہے جس کا وہ انتظار کر رہے تھے۔

"آپ مسٹر ٹیلے سے کیوں ملنا چاہتے ہیں" ـــــ؟ اینڈریا نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ مگر عمران چونکہ کلب سے نیا میک اپ کر کے چلا تھا اس لئے وہ اسے پہچان نہ سکی البتہ عمران نے اینڈریا کو اچھی طرح پہچان لیا تھا۔

"فائنل آپریشن کیلئے" ـــــ عمران نے دبے لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ مگر تم یہاں کیسے آگئے" ـــــ؟ اینڈریا نے چونک کر پوچھا کوڈ کے باوجود وہ پوری طرح تسلی کر لینا چاہتی تھی۔

"مجھے مسٹر ٹیلے نے بھیجا ہے ـــــ چیف باس کے پاس" ـــــ عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے ـــــ میرے ساتھ آؤ" ـــــ اینڈریا نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر سیڑھیاں چڑھتی چلی گئی۔

چند لمحوں بعد عمران اس ہال میں موجود تھا جہاں اینڈریا کے علاوہ سات لڑکیاں موجود تھیں جن میں سے صرف ایک کا لباس نیلا تھا۔ باقی لڑکیوں نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا۔ ہال کے درمیان میں موجود میز پر ایک چھوٹی سی مشین پڑی ہوئی تھی اور اس کے سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی جس نے منہ پر نقاب پہن رکھا تھا۔ تمام لڑکیوں کے کندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔

"کیا اس کے متعلق اطمینان ہوگیا ہے" ـــــ؟ نقاب پوش لڑکی نے اینڈریا سے پوچھا۔

"یس چیف باس ـــــ یہ وہی آدمی ہے جسے مسٹر ٹیلے نے بھیجا ہے" ـــــ اینڈریا نے جواب دیا۔

"تمہارا نام کیا ہے" ـــــ؟ چیف باس نے کہا۔

"پال جانسن" ـــــ عمران [illegible] دیا۔

"کیا تم خطرناک کام کر سکتے ہو" ـــــ؟ چیف باس نے پوچھا۔

"میری تمام زندگی خطرناک کاموں میں ہی گزری ہے" ——— عمران نے بڑے اکھڑے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک ایسا کام۔ جس میں تمہاری جان بھی جا سکتی ہو" ——— چیف باس نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے کبھی اپنی جان کی پرواہ نہیں رہی ——— مسٹر ٹیلے کے مجھ پر بے شمار احسانات ہیں۔ اس کے لئے اگر مسٹر ٹیلے کے کام کی خاطر میری جان بھی چلی جائے تو مجھے پرواہ نہیں" عمران نے جواب دیا۔

"خوب ——— تم وفادار انسان ہو ——— تم نے مسٹر ٹیلے کے لئے ایک اہم کام کرنا ہے۔ ہم تمہیں ایک مخصوص قسم کا پستول دیں گے۔ تم نے اس پستول سمیت کسی بھی طرح سے پریذیڈنٹ سرکل میں داخل ہونا ہے۔ چاہے جس طرح بھی جاؤ ——— پریذیڈنٹ سرکل کے اندر جا کر تم نے اس پستول سے ہوا میں ایک فائر کرنا ہے۔ اور بس تمہارا کام ختم ———" چیف باس نے کہا۔

"مگر یہ کام میرے شایان شان نہیں ——— مجھے تو کوئی ایسا کام دو جس سے میں پورے پریذیڈنٹ سرکل کو تباہ کر دوں" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اسے مایوسی ہوئی ہو۔

"یہ بھی کچھ ایسا ہی کام ہے ——— مگر مختلف نوعیت کا ہو سکتا ہے ——— نتیجہ وہی نکلے گا جو تم چاہتے ہو" ——— چیف باس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر کیسے ——— ایک ہوائی فائر کرنے سے وہ نتیجہ کیسے نکل سکتا ہے ——— میرا خیال ہے کہ مسٹر ٹیلے نے مجھے صرف مجبوراً بلایا ہے" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم بات کو سمجھنے کی کوشش کرو ——— بہرحال جیسے میں کہہ رہی ہوں ویسا تمہیں کرنا پڑے گا ———" چیف باس نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"معاف کیجئے گا ——— جب تک آپ مجھے مطمئن نہیں کریں گی کہ کام میرے شایان شان ہے ——— میں یہ کام نہیں کروں گا ——— یہ میری فطرت ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"نہیں ——— تمہیں اس سلسلے میں تفصیل نہیں بتائی جا سکتی" ——— چیف باس نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر مجھے واپس جانے کی اجازت دیجئے۔ میں مسٹر ٹیلے سے کہہ دوں گا کہ کام میرے مطلب کا نہیں" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— یہاں آ کر تم واپس نہیں جا سکتے ——— میں آخری بار پوچھ رہی ہوں کہ تم کام کرو گے یا نہیں ——— ؟" چیف باس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"جب تک مجھے کام کی تفصیل معلوم نہیں ہو گی۔ میں کام نہیں کروں گا ——— چاہے تم مجھے مار ہی کیوں نہ ڈالو" ——— عمران نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

چیف باس چند لمحے خاموش رہی۔ پھر اس نے سوچا کہ اگر اسے مختصر لفظوں میں بتلا بھی دیا جائے تو کیا حرج ہے ——— بہرحال وہ مسٹر ٹیلے کا خاص آدمی ہے اور باتوں سے وہ جی دار لگتا ہے۔ اس لئے چیف باس کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ ہر قیمت پر پریذیڈنٹ سرکل میں داخل ہو جائے گا۔

"سنو ——— جب تم فائر کرو گے تو پریذیڈنٹ سرکل کا مین ہال بھک سے اڑ جائے گا اور یہی ہمارا مقصد ہے" ——— چیف باس نے کہا۔

"مگر کیسے ——— ؟ ایک معمولی سے فائر سے ایسے کیسے ہو سکتا ہے ——— ؟" عمران نے کٹ حجتی کرتے ہوئے کہا۔

"ہم نے ایک مخصوص گیس اس ہال کے اردگرد پھیلا دی ہے ——— اس مخصوص پستول سے فائر کرتے ہی وہ گیس جل پڑے گی اور میٹنگ ہال کے پرخچے اڑ جائیں گے ———" چیف باس نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جب تک اس مخصوص پستول سے فائر نہ کیا جائے۔ کام نہیں ہو سکے گا" ——— عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— اسی لئے تو تمہیں بھیجا جا رہا ہے" ——— چیف باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— لاؤ وہ پستول ——— میں کام کے لئے تیار ہوں" ——— عمران نے جواب دیا۔

چیف باس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا اور چپٹا سا پستول نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے ایک لمحے لئے پستول کو بغور دیکھا اور پھر اسے جیب میں ڈالتے ہوئے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر وہ اچانک رکا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ریوالور چمک رہا تھا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو ——— خبردار اگر کسی نے حرکت کی" ——— عمران نے اچانک غراتے ہوئے کہا۔

اور پھر دوسرے لمحے عمران کے ریوالور سے دو شعلے نکلے اور ہال میں دو چیخیں گونج اٹھیں دو لڑکیوں نے پھرتی سے مشین گنیں اتارنا چاہی تھیں، وہ دونوں ڈھیر ہو چکی تھیں۔ باقی لڑکیوں نے اپنے ہاتھ اونچے کر لئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر بوکھلاہٹ طاری تھی۔

"تو تمہاری اصلیت سامنے آ گئی ——— مجھے پہلے ہی تم پر شبہ تھا ——— تمہارے بات کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ تم صحیح آدمی نہیں ہو ——— اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے تمہیں چیک کر لوں" ——— چیف باس نے جو میز کے قریب کھڑی تھی بڑے اطمینان سے کہا۔

"مسٹر کیلے کے لئے یقیناً میں صحیح آدمی ثابت نہیں ہوں گا ——— مگر تمہارے لئے میں واقعی صحیح آدمی ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی اصلی آواز میں کہا۔ اور اس بار چیف باس بری طرح چونک پڑی۔

"اوہ ——— تو تم عمران ہو ——— پاکیشیا کے جاسوس" ——— چیف باس نے کہا۔

"ہاں جانم ——— پاکیشیا کا جاسوس اور تمہارا خادم ——— تمہارے ہیڈ کوارٹر میں تو میں نے شادی کی پیشکش واپس لے لی تھی مگر اب میں اس پیشکش کو پھر آگے بڑھاتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران نے یہ فقرے جان بوجھ کر کہے تھے کیونکہ اس طرح اس نے صفدر کو عبارتی کوڈ میں ہدایت دے دی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس چند ہی لمحوں میں پہنچ جائے گی۔

"تم اپنی کامیابی پر بے حد خوش ہو ——— مگر تم نہیں جانتے کہ تم اس وقت کس پوزیشن میں ہو ——— میرا معمولی سا اشارہ پورے پریذیڈنٹ سرکل کو اڑا دے گا اور تم جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا" ——— چیف باس نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم نے تو ابھی سے بیویوں جیسی گفتگو شروع کر دی ——— لایعنی اور فضول ——— مگر میری بات یاد رکھنا۔ اگر تم نے معمولی سی بھی حرکت کی تو گولی ٹھیک دل پر پڑے گی" ——— عمران نے کہا۔

اسی لمحے راہداری قدموں سے گونج اٹھی۔

"عمران صاحب!" ——— عمران کی پشت سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"سب اندر آ جاؤ۔ اور ان سب کو غیر مسلح کر دو" ——— عمران نے ذرا سا ترچھا ہوتے ہوئے کہا۔

صفدر اچھل کر کمرے میں آ گیا۔

عمران نے چیف باس کو نشانے پر رکھا تھا۔ مگر صرف ایک لمحے کے لئے صفدر کے سامنے آ جانے کی وجہ سے وہ اوجھل ہو گئی تھی۔ اور پھر جب وہ نظر آئی تو میز پر پڑی ہوئی چھوٹی سی مشین اس کے ہاتھوں میں تھی۔

"ہا۔ ہا۔ ہا ——— اب تم کچھ نہیں کر سکتے عمران ——— میری انگلی اس بٹن پر ہے جس کے

دیتے ہی پورا پریذیڈنٹ سرکل اڑ جائے گا۔ اور ہمارا مشن کامیاب ہو جائے گا ۔۔۔۔۔"
چیف باس کے بذیانی قہقہوں سے ہال گونج اٹھا۔

"نہیں ۔۔۔۔ تم غلط کہہ رہی ہو۔ اگر اس طرح پریذیڈنٹ سرکل اڑ سکتا تو تم مسٹر ملے کو میرے یہاں آنے کا نہ کہتیں ۔۔۔۔ اور میرے آنے کا انتظار نہ کرتیں" ۔۔۔۔ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"جس وقت مسٹر ملے نے کال کی تھی اس وقت واقعی یہ پوزیشن نہیں تھی۔ ہم کیس پریذیڈنٹ سرکل کے گرد پوری طرح نہیں پھیلا سکے تھے۔ اور چونکہ مسٹر ملے کی پیشکش عجیب و غریب تھی اس لئے میں مشکوک ہو گئی اور میں نے تمہیں یہاں بلا لیا ۔۔۔۔ میں تمہاری اصلیت جاننا چاہتی تھی۔ مجھے شک تھا کہ پاکیشیا کے کسی جاسوس نے اسے بیوقوف بنایا ہو گا۔ اور تمہاری اصلیت جاننے کے لئے میں نے تمہیں وہ چکر دیا تھا ۔۔۔۔ دیکھو تمہارے سامنے ہی سب کام ہو جائے گا" ۔۔۔۔ چیف باس نے انگلی کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔

اتنی دیر میں سیکرٹ سروس کے ممبران لڑکیوں کو غیر مسلح کر چکے تھے۔

"ٹھہرو! ۔۔۔۔ تم ایسا نہیں کرو گی" ۔۔۔۔ عمران نے اچانک غرا کر کہا۔ چیف باس کے الفاظ سے وہ کھٹک گیا تھا۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے اس کی بات درست ہو اور وہ اتنا بھیانک رسک نہیں لے سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ چیف باس کو باتوں میں لگا کر کچھ وقت لیا جائے اور کسی طرح اس سے یہ مشین چھین لی جائے۔

"کیوں نہیں کر سکتی ۔۔۔۔؟ سب کچھ ایک لمحے میں ہو جائے گا اور پھر پرواہ نہیں کہ ہمارا حشر کیا ہو ۔۔۔۔ ہم اپنے وطن پر جان دینا اپنا مقدس فرض سمجھتے ہیں" ۔۔۔۔ چیف باس نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"اگر تمہارا کام برسر اقتدار پارٹی کو ختم کئے بغیر ہو جائے تو کیا ضرورت ہے تمہیں ایسا کرنے کی" ۔۔۔۔ عمران نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"وہیں رک جاؤ ۔۔۔ ورنہ میں بٹن دبا دوں گی" ۔۔۔۔ چیف باس نے سخت لہجے میں کہا اور عمران رک گیا۔ ایسی بے بسی سے پہلے اس کا کبھی سابقہ نہیں پڑا تھا۔

"بٹن تو تم نے ویسے بھی دبانا ہے ۔۔۔۔ پھر میرے رکنے سے کیا ہو گا" ۔۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"چونکہ مجھے اپنی سروس کو بھی بچانا ہے ۔۔۔۔ اس لئے میں تمہاری پیشکش پر غور کر سکتی ہوں" ۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"تو پھر صبح تک تم اپنا مشن ملتوی کر دو۔ میں صبح صدر مملکت سے بات کر کے انہیں تمہاری بات ماننے پر مجبور کر دوں گا" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ میں صبح تک انتظار نہیں کر سکتی ۔۔۔۔ میں تمہیں صرف آدھا گھنٹہ دے سکتی ہوں۔ اگر صدر مملکت آدھے گھنٹے کے دوران میرے ملک کے وزیر اعظم سے فون پر بات کر کے رضامندی کا اظہار کر دیں تو ٹھیک ۔ ورنہ میں بٹن دبا دوں گی" ۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"مجھے منظور ہے ۔۔۔ مگر صدر مملکت سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا ۔ اور نہ ہو سکتا ہے ۔ ورنہ اس سے پہلے ہی میں پریذیڈنٹ سرکل خالی کرا چکا ہوتا" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تم مسٹر ملے کا حوالہ دے دینا ۔ وہ فوراً تم سے بات کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے" ۔۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"مگر کیسے ۔۔۔ میں اس سے رابطہ کیسے قائم کروں" ۔۔۔۔؟ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ٹیلیفون پر" ۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"مگر یہاں ہال میں ٹیلیفون نہیں ہے" ۔۔۔۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"موجود ہے ۔۔۔۔ مگر میری پہلی شرط یہ ہے کہ تمہارے تمام ساتھی غیر مسلح ہو جائیں اور پھر

رکن ہتھیار سنبھال لیں۔ تب میں اطمینان سے آدھا گھنٹہ گذار سکتی ہوں۔ ورنہ نہیں۔" چیف باس نے کہا۔

عمران نے ایک لمحے کے لئے سوچا۔ اسے اسی میں بہتری نظر آئی کہ وہ چیف باس کا کہا مان لے۔ کیونکہ اس طرح کچھ وقت مل جائے گا۔ اور اس دوران ہو سکتا ہے وہ بازی پلٹا لے۔

"ٹھیک ہے ـــ سب ہتھیار پھینک دو"۔ ـــ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور سب نے ہتھیار پھینک دیئے جنہیں لڑکیوں نے دوبارہ سنبھال لیا۔

"ٹھیک ہے ـــ فون اس میز کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ اسے اٹھا کر اوپر رکھو اور پھر صدر مملکت سے بات کرو"۔ ـــ چیف باس نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران خاموشی سے آگے بڑھ آیا۔

اب سب لڑکیاں نے عمران کے ساتھیوں کو مشین گنوں کے نشانے پر رکھا ہوا تھا جیسے ہی عمران قدم بڑھا کر کمرے کے درمیان میں آیا۔ اچانک چیف باس کے اشارے پر ایک لڑکی نے آگے بڑھ کر مشین گن کی نال عمران کی کمر سے لگا دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کی جیب سے وہ مخصوص پستول بھی نکل گیا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا ـــ عمران! ـــ تم میرے داؤ میں آگئے ـــ اس مشین کے بٹن دبانے سے کچھ نہیں ہوگا ـــ ہوگا ویسے ہی جیسے میں نے پہلے کہا تھا۔ اور اب یہ کام تمہاری بجائے ممبر کریں گے"۔ ـــ چیف باس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے بڑے اطمینان سے مشین کو میز پر رکھ دیا۔ اور پستول اس لڑکی کے ہاتھ سے لے لیا۔

عمران نے بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرا۔ چیف باس نے واقعی اسے بیوقوف بنا دیا تھا۔

"ایڈریا! ـــ پستول لے کر تم جاؤ اور کسی بھی طرح پریذیڈنٹ ہاؤس میں داخل ہو کر

مشن مکمل کرو"۔ ـــ چیف باس نے ایڈریا سے کہا۔

ایڈریا نے پستول چیف باس کے ہاتھ سے لیا اور پھر وہ مطمئن انداز میں ہال کے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔



ڈائیگر نے اپنے ساتھیوں کو پریذیڈنٹ سرکل کے گرد پھیلا دیا تھا اور وہ خود نمبر سکس عمارت اور پریذیڈنٹ سرکل کے درمیان ایک درخت کی آڑ میں چھپا ہوا تھا۔ اس کا واچ ٹرانسمیٹر کھلا ہوا تھا اور عمران کے عمارت میں داخلے سے لیکر سیکرٹ سروس کے ممبران کے اندر چلنے تک وہ اطمینان سے سب باتیں سنتا رہا۔ مگر پھر چیف باس کی مشین والی بات سنکر ڈائیگر چونک پڑا۔ صورت حال انتہائی خطرناک ہو چکی تھی۔ چیف باس کسی بھی لمحے مشین کا بٹن دبا سکتی تھی۔ اور اس طرح اس کا ملک ہمیشہ کے لئے جیوش کی غلامی میں چلا جاتا۔ چنانچہ بے چین ہو کر وہ درخت کی آڑ سے نکلا اور پھر تیزی سے درختوں کی آڑ لیتا ہوا نمبر سکس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

نمبر سکس عمارت کو وہ اچھی طرح جانتا تھا کیونکہ یہاں کی بڑی کمپنیوں سے جو ناجائز کام کرتی تھیں وہ اپنا حصہ وصول کرتا تھا۔ اور پھر وہ نمبر سکس عمارت کے عقبی طرف آگیا۔ یہاں کا دروازہ اس کی توقع کے مطابق کھلا ہوا تھا۔ اسے توقع تھی کہ ایل ایس ایس نے فرار ہونے کے لئے اسی راستے کو منتخب کیا ہوگا۔ وہ دروازہ کھول کر سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ جب وہ اوپر والے دروازے کے قریب پہنچا جو براہ راست اسی ہال میں کھلتا تھا جہاں

یہ سب ڈرامہ ہو رہا تھا۔

اس وقت صورت حال میں تبدیلی آ گئی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو دوبارہ زد میں لیا جا چکا تھا۔ اور چیف باس اینڈریا کو پستول دے کر بھیج رہی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ کاش وہ سیڑھیوں سے آیا ہوتا تو آسانی سے اینڈریا پر قابو پا کر پستول چھین سکتا تھا۔ مگر اب وقت گذر چکا تھا۔ اُسے فوری طور پر کوئی کارروائی کرنی تھی۔ اس نے کوٹ کے اندر سے مشین گن نکالی اور پھر دروازے کو ہلکا سا دبایا۔ دروازے میں درز ہو گئی اب وہ ہال میں دیکھ سکتا تھا۔

ڈائیگر نے دیکھا کہ دروازے کے بالکل سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور باقی لوگ پورے ہال میں بکھرے ہوئے تھے۔ اسی لمحے چیف باس پستول دینے کے لئے اینڈریا کی طرف مڑی تھی اور اس کے چہرے کا نقاب اُسے نظر آ گیا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ اچانک کمرے میں پہنچ جائے اور اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلے وہ اینڈریا اور چیف باس کو ختم کر دے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ کم سے کم پریذیڈنٹ سرکل تو تباہی سے بچ جائے گا۔

پھر اس سے پہلے کہ ڈائیگر کچھ کرتا۔ اس نے دیکھا کہ عمران اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ اینڈریا کے ہاتھ سے پستول چھین کر فرش پر لیٹ چکا تھا۔

"فائر ــــ" اچانک چیف باس نے چیخ کر کہا۔

اور لڑکیوں نے مشین گنیں سیدھی کی ہی تھیں کہ ڈائیگر نے اچانک دروازے پر بھرپور لات ماری۔ اس اچانک دھماکے سے ایک لمحے کے لئے سب کی توجہ ہٹ گئی اور یہی ایک لمحہ قیامت ثابت ہوا۔ عمران اور اس کے ساتھی اچانک لڑکیوں پر پل پڑے اور پھر ہال میں قیامت ٹوٹ پڑی۔ مشین گنوں کی ریٹ ریٹ شروع ہو چکی تھی اور ہال میں چیخیں گونج اٹھیں۔ پھر اس سے پہلے کہ ڈائیگر مشین گن کا ٹریگر دباتا۔ اس کے جسم کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا سر کے بل سیڑھیوں پر سے لڑھکتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور جسم بھی لڑھکتا رہا تھا۔ آخری سیڑھی پر پہنچنے سے پہلے ہی ڈائیگر کا سر ایک سیڑھی سے بُری طرح ٹکرایا اور اس کے دماغ میں اندھیرے چھاتے چلے گئے۔ وہ نچلے دروازے کے قریب گر کر بے ہوش ہو چکا تھا۔

پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلے اس کی نظریں چھت سے ٹکرائیں اور دوسرے لمحے اس کا شعور جاگ اٹھا۔ چھت پر کی گئی نقاشی نے اُسے یاد دلا دیا تھا کہ وہ اپنے ہی کمرے میں ہے۔ وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔

"آرام سے، آرام سے" ــــ عمران کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور وہ چونک کر مڑا۔ قریب ہی کرسی پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"پرنس کیا ہوا ــــ پریذیڈنٹ سرکل کا کیا ہوا" ــــ؟ ڈائیگر نے پوچھا۔

"سب ٹھیک ہو گیا ــــ تمہاری اچانک مداخلت نے کام بنا دیا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر کیسے پرنس ــــ مجھے تفصیل بتاؤ" ــــ ڈائیگر نے بستر سے نیچے اتر کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہوا یہ کہ ادھر میں نے اینڈریا کے ہاتھ سے پستول چھینا۔ اُدھر تم نے دھماکا کیا اور ایل۔ایس۔ کی توجہ ہٹ گئی۔ میرے ساتھیوں نے اس لمحے سے فائدہ اٹھایا اور چونکہ وہ ہر لڑکی کے قریب موجود تھے اس لئے انہوں نے جھپٹ کر ان کی مشین گنوں پر ہاتھ ڈال دیئے کچھ مشین گنیں ہاتھ آ گئیں اور کچھ چل گئیں۔ بہرحال زبردست ہنگامے کے بعد آخرکار ہم جیسے لڑکیوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ایک لڑکی اینڈریا شدید زخمی ہو گئی۔ اور اچانک گولیاں چلنے سے مجھے بازو پر زخم آیا اور میرے دو ساتھی کیپٹن شکیل اور جوان کو بھی گولیاں لگ گئیں" ــــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔ کیا وہ ہلاک ہو گئے" ۔۔۔۔ ڈائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ انہیں فوراً ہسپتال پہنچا دیا گیا ۔۔۔ اور اب ان کی حالت خطرے سے باہر ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور ڈائیگر نے اطمینان کا سانس لیا۔

"بہرحال اینڈریاست ہمیں تفصیلات کا علم ہو گیا ہے ۔۔۔ ایل۔ ایس۔ ایس نے پریذیڈنٹ سرکل کو اڑانے کا بڑا بھیانک منصوبہ بنایا تھا۔ انہوں نے مخصوص گنوں سے ایچ۔ ڈی گیس کو پریذیڈنٹ سرکل کی فضا میں جمع کر دیا۔ یہ گیس دس منٹ تک ایک ہی جگہ سمٹی رہتی ہے اور پھر مشین کے ذریعے اس گیس کو پورے پریذیڈنٹ سرکل کے گرد پھیلا دیا گیا اب پریذیڈنٹ سرکل بارود کا ڈھیر بن چکا تھا۔ مگر ایچ۔ ڈی گیس کو آگ صرف نیسلین شعاع سے لگ سکتی ہے اور اس پستول میں وہی شعاع پیدا کرنے والی گیس تھی۔ یہ شعاع چونکہ دور تک مار نہیں کر سکتی اس لئے چیف باس کا منصوبہ یہ تھا کہ اس کی کوئی ممبر زبردستی پریذیڈنٹ سرکل کے گیٹ میں داخل ہو جاتی اور پھر صرف اس نے پستول کا فائر کرنا تھا اور پورا پریذیڈنٹ سرکل بھک سے اڑ جاتا۔ ہماری یہ خوش قسمتی تھی کہ اچانک صفدر کی وجہ سے مسٹر ٹیلے نے کال کر دیا اور چیف باس اس لالچ میں آ گئی کہ اپنا ممبر ضائع کرنے کی بجائے مسٹر ٹیلے کے آدمی کو بھیجا جائے۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ پریذیڈنٹ سرکل کے ساتھ ساتھ پستول سے فائر کرنے والے کے جسم کے بھی ہزاروں ٹکڑے ہو جاتے بہرحال میں وہاں پہنچ گیا اور میں وہاں دھوکہ کھا گیا۔ میں نے یہی سمجھا کہ پستول قبضے میں آ گیا ہے اس لئے اب ایل۔ ایس کے ممبرز قابو کر لئے جائیں مگر چیف باس انتہائی چالاک اور ہوشیار لڑکی ہے۔ اس نے مشین کے بٹن دبانے کے چکر میں بازی پلٹ دی۔ چونکہ میں رسک نہیں لے سکتا تھا اس لئے اس کے داؤ میں آ گیا۔ بہرحال دوبارہ پستول پر قبضہ کرتے وقت میں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ بعد میں چاہے مجھ سمیت سب ممبرز ختم ہو جائیں مگر میری حکومت کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ مگر تمہاری اچانک مداخلت سے کام بن گیا اور

کچھ زخم کھا کر ہم نے صورت حال کو قابو میں کر لیا۔ اور یہ ملک ایک عظیم تباہی سے بچ گیا۔ میں نے ہنگامی صورتحال میں صدر مملکت سے بات کی اور میٹنگ فوراً برخواست کر دی گئی۔ ماہرین نے ایچ۔ ڈی گیس کو دوبارہ سمیٹ کر پریذیڈنٹ سرکل کو بچا لیا۔ صدر نے ہنگامی صورتحال نافذ کر کے لیبر پارٹی کے تمام سرکردہ لیڈر اور ٹیلے کو گرفتار کر لیا۔ پھر ٹیلے نے سب کچھ اگل دیا اور اس طرح اصل منصوبہ ملک کے عوام اور مزدوروں کے سامنے آ گیا اور ملک کی صورت حال پرسکون ہو گئی۔ جنیوش اپنے مشن میں ناکام ہو گیا"۔

"اوہ ۔۔ یہ سب کچھ ہو گیا اور میں بیہوش پڑا رہا" ۔۔۔ ڈائیگر نے کہا۔

"ہاں ۔۔ تمہیں چھتیس گھنٹے بعد ہوش آیا ہے ۔۔۔ سیڑھیوں کی ایک اینٹ ٹوٹی ہوئی تھی اور اس کا سرا تمہارے سر میں گھس گیا تھا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ڈائیگر نے بے اختیار ہاتھ سر پر پھیرا۔ اس کا پورا سر پٹیوں سے لپٹا ہوا تھا۔

"مگر وہ چیف باس ۔۔ کیا وہ پکڑی گئی" ۔۔۔ ڈائیگر نے اچانک پوچھا۔

"نہیں ۔۔ وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئی ۔۔۔ اس نے تو تم پر چھلانگ لگائی تھی۔ تم تو بیہوش ہو گئے مگر وہ نکل گئی ۔۔۔ بہرحال یہاں کی سیکرٹ سروس اسے خود ہی ڈھونڈتی رہے گی" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"پرنس! ۔۔ تم نے میرے ملک پر ایک زبردست احسان کیا ہے ۔۔۔ اتنا بڑا احسان کہ یہ ملک صدیوں اس احسان کا بدلہ نہیں چکا سکے گا" ۔۔۔ ڈائیگر نے انتہائی ممنون لہجے میں کہا۔

"نہیں ڈائیگر! ۔۔ ایسی بات نہیں ہے ۔۔۔ تمہارے ملک کے ہمارے ملک کے ساتھ انتہائی قریبی اور دوستانہ تعلقات ہیں۔ اسی بنا پر تمہارے صدر نے ہم سے درخواست کی تھی ۔۔ اور خدا کا شکر ہے کہ ہمارے ملک کی لاج رہ گئی ۔۔۔ اور پھر تم نے دو موقعوں پر ہم سب کی جانیں بچائی ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں پرنس ۔۔۔ ایسا مت کہو ۔۔۔ تم عظیم ہو ۔۔۔ عظیم ترین" ۔۔۔ ڈائیگر نے آگے بڑھ کر عمران کے پیر پکڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہو بھائی ۔۔۔ میری جوتی کیوں اتار رہے ہو ۔۔۔ بڑی مشکل سے یہ بوٹ خریدے ہیں۔ بڑے مہنگے ہو گئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا اور ڈائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

ڈارک آئی

مصنف ـــــ مظہر کلیم ایم اے

ڈاکٹر افتخار ـــ پاکیشائی نژاد ایکریمی سائنسدان ـــــ جو ایکریمیا کا ایک انتہائی خفیہ دفاعی فارمولا پاکیشیا کے حوالے کرنا چاہتا تھا ـــ مگر ـــ؟

ڈاکٹر افتخار ـــ جس نے فارمولے کے حصول کیلئے اس قدر پیچیدہ طریقہ کار استعمال کیا کہ عمران جیسا شخص بھی حقیقتاً چکرا کر رہ گیا۔

ڈارک آئی ـــ ایکریمیا کی ایک سرکاری تنظیم ـــ جو عمران سے پہلے فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ کیسے ـــ؟

ڈارک آئی ـــ جس سے فارمولا حاصل کرنے کیلئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے بھرپور انداز میں کام کیا لیکن جب فارمولا حاصل ہو گیا تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ناکام واپس لوٹنا پڑا ـــ کیوں ـــ؟

- وہ لمحہ ـــ جب عمران پر حملہ کیا گیا اور جوانا نے عمران پر حملے کا انتقام لینے کیلئے ایکریمیا میں قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔
- وہ لمحہ ـــ جب جوانا کو بے پناہ قتل و غارت سے روکنے کے لئے عمران کو اسے دھمکیاں دینے پر مجبور ہونا پڑا ـــ کیا جوانا رک گیا ـــ یا ـــ؟
- وہ لمحہ ـــ جب طویل عرصے بعد جوانا دوبارہ اپنی پرانی روش پر اتر آیا ـــ اور پھر جو بھی اس کے سامنے آیا عبرتناک موت کا شکار ہوتا چلا گیا۔
- وہ لمحہ ـــ جب آگ اور خون کے خوفناک سمندر عبور کرنے کے بعد آخر میں عمران پر یہ انکشاف ہوا کہ وہ مشن میں مکمل طور پر ناکام ہو گیا ہے تو عمران کا ردعمل ہوا ـــ؟
- وہ لمحہ ـــ جب عمران کو یقینی موت سے بچانے کیلئے صالحہ نے اپنی جان کی قربانی دے دی۔ صالحہ کا کیا انجام ہوا ـــ؟
- ڈارک آئی کے خلاف عمران کا ایک ایسا مشن ـــ جو خود عمران کیلئے انتہائی کٹھن اور صبر آزما ثابت ہوا۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان